الله نور السمٰوٰت والارض

تذکرہ

شیخ الکل جمال الدین ابوالحسن

سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ

تحقیق وتالیف

محمد سبطین رضا گیلانی، سیّد افتخار علی گیلانی

تدوین ونظرثانی

پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن

www.musapakshaheed.com

...... زیر اهتمام ......

موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

www.musapakshaheed.com

ضابطہ

کتاب: تذکرہ شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ

تحقیق وتالیف: محمد سبطین رضا گیلانی، سیّد افتخار علی گیلانی

نظر ثانی وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن

طبع اول: ربیع الثانی 1432ھ مارچ 2011ء

زیرِ اہتمام: موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبہ علوم اسلامیہ،
بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

سرورق: محمد علی ربانی

مطبع: یونیورسٹی پرنٹنگ پریس،
بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

اللّٰھم صلِّ علی سیدنا و طبیب قلوبنا و حبیبنا وشفیعنا و مولانا
محمد وعلٰی اٰلہ وعترتہ واھل بیتہ و صحبہ و خلفائہ وسلِّم تسلیمًا کثیراً کثیرا

www.musapakshaheed.com

الهی بجلال قدسك و بجمال انسك و بنظر رحمتك الیٰ اولیائك و بقربك الیٰ اصفیائك و بشوقك الی مشتاقیك ومحبتك لطالبیك ان تنور قلبی بنور معرفتك وان تجعلنی من اهل حضورك حتی تیسر لنا سباحة بحار الا نوار و تهیا لنا اخراج دورالاسرار اللهم شرفنا بمشاهدة جمالك و خلعة وصالك وارزقنانعمة لقائك واحشرنا فی زمرة اولیائك

اللهم طهر من محبة الدنیا قلوبنا و بصرعیوننا فی عیوبنا

اللهم زین ظواهرنابطاعتك و بواطننا بخشیتك وقلوبنابمعرفتك

اللهم صغر الدنیا باعینناوعظم جلالك فی قلوبنا

الهی انت الرب وانا العبد فمن یدعوالعبد الا الرب

الهی انت الملك وانا المملوك وانت العزیز وانا الذلیل

وانت الغنی وانا الفقیر وانت الباقی وانا الفانی

وانت المحسن واناالمسئی وانت الکریم وانا اللئیم

وانت الکریم وانا الجانی وانت الرحیم واناالخاطی

وانت الخلاق واناالمخلوق وانت القوی واناالضعیف

وانت القادر واناالعاجز

وانت المعطی واناالسائل وانت الرزاق واناالمرزوق

وانت احق ممن شکوت الیه استغیث به رسالته و دعوته ورجوته لانك کریم

الهی کم من مذنب قد غفرت له و کم من مسئی قد تجاوزت عنه

فاغفرلی یا رب و تجاوز عنی برحمتك یا ارحم الراحمین-

(ماخوذ از تیسیر الشاغلین، مصنفہ سید موسیٰ پاک شہیدؒ، اردو ترجمہ ص 163 پر ملاحظہ کریں)

www.musapaksháheed.com

انتساب

السلام اے سبط سرور السلام
السلام اے ابن حیدر السلام
السلام اے راحتِ جانِ بتول
السلام اے میوہِ قلبِ رسول
برتورحمت یا حسن ابن علی
اے امام و اے ولی ابن ولی

www.mussapakshaheed.com

اِس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ جو کوئی شخص اِن دونوں جہانوں میں حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور مراد رکھتا ہے تو وہ بلاشبہ راہ طریقت سے ہٹا ہوا ہے اور اِس کے اندر یہ استعداد نہیں ہے کہ وہ حضرت قدس کا قرب یا مناجات کی شائستگی و اذکار اور حق تعالیٰ سے ایجاب دُعا کے مقام تک پہنچ سکے لہذا اِس سے احتراز لازم اور واجب ہے۔

موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapakshaheed.com

دریا بہ حباب اندر

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	پیغام وزیرِ اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان مخدوم سید یوسف رضا گیلانی	9
2	پیغام شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ	11
3	حرفِ سپاس پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا	14
4	حرفِ تعارف پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن	15
5	حرفِ عقیدت سید افتخار علی گیلانی	23
6	مقدمہ محمد سبطین رضا گیلانی	25

www.musapakshaheed.com

7	باب اول	
	اسلافِ مرشد	33
8	باب دوم	
	خانوادہ مرشد	59
9	باب سوم	
	حیاتِ مرشد	77
10	باب چہارم	
	فیضانِ مرشد	103
11	باب پنجم	
	جمالِ مرشد	117
12	باب ششم	
	اخلافِ مرشد	131
13	باب ہفتم	
	افکارِ مرشد	145
14	باب ہشتم	
	منقبتِ مرشد	171
-15	فہرست مآخذ ومصادر	191

www.musapakshaheed.com

پیغام وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان
عزت مآب سید یوسف رضا گیلانی

مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ پاکستان کی ایک معتبر اور معروف دانش گاہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، برعظیم پاک و ہند کی ایک عظیم روحانی شخصیت شیخ الکل حضرت سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب شائع کر رہی ہے۔ حضرت ابوالحسن جمال الدین سید موسیٰ پاک شہیدؒ نے ___ جن سے مجھے نسبی تعلق کا شرف حاصل ہے ___ اس خطہ میں حضرت الشیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلہ تربیت کو فروغ دیا اور اسلام کے پیغام امن و محبت کو خلق خدا میں عام کیا۔ آج کے دور میں جب اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا سہارا لیا جا رہا ہے، ضروری ہے کہ اسلام کے ان حقیقی نمائندوں کا تعارف اور ان کی دینی خدمات کو منظر عام پر لایا جائے۔

یہی سچے صوفیاء تھے جو ایک طرف حب خداوندی اور حب رسول ﷺ کے جذبات سے سرشار تھے تو دوسری طرف خدمت خلق کی لگن رکھتے تھے، وہ اپنے زیر تربیت افراد کے دلوں سے حب دنیا، حب اقتدار اور حب جاہ جیسے منفی تصورات محو کر کے ان کی جگہ فضائل اخلاق کی آبیاری کرتے تھے، یہی صوفیاء، معاشرے کے مختلف طبقات کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ بنے اور برعظیم کے بٹے ہوئے سماج میں انسانوں کے مابین خلیج پاٹنے کا وسیلہ بنے اور ان کے طفیل ہی یہاں کے باسی، اسلام کی اعلیٰ اقدار سے روشناس ہوئے۔

میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ 2010ء میں بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے کانووکیشن کے موقع پر حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کی علمی و روحانی خدمات کے اعتراف میں مجھے ''موسیٰ پاک شہیدؒ چیئر'' کے قیام کی منظوری کی سعادت حاصل ہوئی اور یہ امر لائق اطمینان ہے کہ ''موسیٰ پاک شہید چیئر'' نے اپنے تحقیقی منصوبوں پر کام شروع کر دیا ہے۔ جس کا ثبوت زیر نظر کتاب ہے۔

برادرم محمد سبطین رضا گیلانی اور برادرم سید افتخار علی گیلانی، ریسرچ سکالر شعبہ علوم اسلامیہ نے اس کتاب کی تحقیق و تالیف کی جو ایک علمی کاوش ہے، ڈاکٹر سعید الرحمٰن، پروفیسر موسیٰ پاک شہیدؒ چیئر نے اس کی تدوین و نظر ثانی کے فرائض بخوبی انجام دیئے اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ، وائس چانسلر بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے اس کے اشاعتی منصوبہ میں خصوصی دلچسپی لی اور اسے منظر عام پر لے کر آئے ہیں، اس پر یہ تمام حضرات خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور موسیٰ پاک شہید چیئر، مستقبل میں بھی اپنی مفید تحقیقات کو منظر عام پر لانے میں کوئی فروگذاشت روا نہ رکھیں گے، میں ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

سید یوسف رضا گیلانی*
وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

*سید یوسف رضا گیلانی بن مخدوم سید علمدار حسین گیلانی بن مخدوم سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی بن مخدوم سید صدر الدین شاہ گیلانی بن مخدوم سید محمد ولائیت حسین شاہ گیلانی بن مخدوم سید محمد نور شاہ گیلانی بن صدر الدین شاہ گیلانی (اول) بن شاہ جمال الدین گیلانی بن مخدوم سید دین محمد شاہ گیلانی بن مخدوم سید محمود غوث ثانی بن مخدوم سید عبدالقادر ثالث یان بن مخدوم نواب موسیٰ پاک دین گیلانی بن مخدوم سید حامد جہاں بخش گیلانی، بن مخدوم سید ابوالحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانی

www.musapakshaheed.com

پیغام شیخ الجامعہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ
وائس چانسلر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

تاریخ اسلام میں صوفیاء کرام کا کردار ہمیشہ روشن رہا ہے۔ ان کا طریقہ امت مسلمہ کے اسلاف، کبار صحابہؓ و تابعینؒ اور بعد کے لوگوں کے ہاں ہمیشہ حق و ہدایت کا راستہ رہا، اس کی بنیاد عبادت خداوندی پر استقامت، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے محبت، دنیا کی چکا چوندی سے بے رغبتی، اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشاری پر استوار ہے اور یہ طریقہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کا ناگزیر جزو ہے۔ معروف ماہر عمرانیات اور مؤرخ علامہ ابن خلدون کا کہنا ہے کہ جب دوسری صدی ہجری میں دنیوی مفادات کا جذبہ غالب آنے لگا اور ذاتی مفادات کی سوچ پروان چڑھنے لگی تو اللہ کی طرف رجوع اور ان سے محبت و خشیت کو تمام امور پر ترجیح دینے والے خواتین و حضرات کو صوفیاء کے نام سے جانا جانے لگا۔

صوفیاء، کردار کی فضیلت پر زور دیتے تھے اور خدمت خلق کو اس فضیلت کا معیار ٹھہراتے تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کے بغیر اللہ تعالیٰ پر صوفی کا ایمان ناقص رہتا تھا، ان کے ہاں اخلاقی زندگی، مروج معیار کو تسلیم کر لینے سے عبارت نہیں، بلکہ صحت بخش سماجی نظام کے قیام کی خاطر مروج فرسودہ معیار کی مخالفت کا نام اخلاقی زندگی ہے۔

یورپ کے مستشرقین جب مسلم تاریخ کا تجزیہ کرتے ہیں تو انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال کبھی اُن کے دینی نظام کو تباہ نہ کر سکا بلکہ بقول پروفیسر ہٹی (Hitti)

www.musapakshaheed.com

اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں مذہب اسلام نے بعض نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ پروفیسر گب (Gibb) نے ایک مرتبہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں لیکچر دیتے ہوئے کہا تھا کہ تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہوسکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیاء کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔

معاشرہ میں ان صوفیاء کی پہچان ذاتی اغراض سے بالاتری، گروہی مفادات سے بیگانگی، سرمایہ پرستی اور جاہ پرستی کی نفی، انسانی عزوشرف کی بالادستی، امن، محبت اور بھائی چارہ کے فروغ، صبر وتحمل اور رواداری سے پیوستگی، جرأت، حق گوئی، تعاون باہمی اور پسے ہوئے لوگوں کی دلداری و پشت پناہی سمیت اعلیٰ اخلاقی اقدار سے آراستگی جیسے امور قرار پائے۔

آج پاکستانی معاشرہ مفادات پرستی، تنگ نظری، انتہا پسندی، عدم برداشت، انسانیت بیزاری، استحصال، ظلم اور طبقاتیت جیسے عفریتوں کے چنگل میں گرفتار ہے۔ اس تناظر میں مسلم معاشرہ کو اپنے اس شاندار تاریخی ورثہ سے شعوری طور پر آگاہ کرنا ضروری ہے جس میں بکھرے ہوئے انسانوں کے لئے اتحاد و یگانگت کا پیغام ہے، خدا پرستی کے ذریعے غیراللہ کی پرستش اور بالادستی کی مکمل نفی ہے، خواہ وہ فرقہ پرستی ہو یا طبقہ پرستی، سرمایہ پرستی ہو یا مفاد پرستی، طاغوت پرستی ہو یا انا پرستی، یہ ورثہ ان خدا پرستوں کی روحانیت اور معاشرتی تعمیر و ترقی کی کاوشوں کا نمائندہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریزی نے دنیوی حرص و ہوس اور خوف و مرعوبیت سے آزاد رکھا اور اسی حریت و آزادی کا پیغام وہ معاشرہ میں منتقل کرتے رہے۔

تصوف اور صوفیاء کے حوالہ سے ملتان کو تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے، جن شخصیات کے سبب دنیا کا یہ قدیم ترین آباد شہر، مدینۃ الاولیاء قرار پایا، ان میں دسویں صدی ہجری کی ممتاز روحانی شخصیت سید موسیٰ پاک شہید کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ تاریخ ہند کے اس دور میں دین اسلام کے ترجمان کے طور پر سامنے آتے ہیں جب یہاں حکومتی سطح پر فکری نشیب و فراز

کے آثار نظر آتے ہیں، وہ معاشرتی سطح پر کسی انارکی یا اضطراب کو ہوا دیئے بغیر پوری استقامت کے ساتھ درست سمت میں رہنمائی کرتے ہیں۔

سید موسیٰ پاک شہید محض وراثتی سجادہ نشین نہ تھے بلکہ تزکیہ واحسان کی راہ کے خود بھی شہسوار تھے اوران کی تصنیف، ان کے علمی اور روحانی مرتبہ کی نمائندگی کرتی ہے جو آج بھی سالکان طریقت کے لئے شریعت کے متوازن راستہ کی نشاندہی کرتی ہے۔

سید موسیٰ پاک شہید کی ان خدمات کو متعارف کرانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مجھے جناب وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کی بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں آمد کے موقع پر یونیورسٹی میں ''موسیٰ پاک شہید چیئر'' کے قیام کے اعلان کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجھے خوشی ہے کہ چیئر اپنے مطلوبہ علمی وتحقیقی مقاصد کے لئے کام کر رہی ہے اور اس کے زیراہتمام ''تذکرہ شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ'' کے عنوان سے کتاب منظر عام پر آ رہی ہے، جس کے لئے چیئر پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن اور کتاب کے مرتبین سید محمد سبطین رضا گیلانی اور سید افتخار علی گیلانی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجھے امید ہے کہ چیئر مستقبل میں بھی اپنی علمی وتحقیقی کاوشوں کو جاری رکھے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ
(شیخ الجامعہ)

www.musapakshaheed.com

حرف سپاس

یہ ایک حقیقت ہے کہ شیخ الکل حضرت موسیٰ پاک شہید برصغیر پاک و ہند کے صوفیاء میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اُن کے روحانی فیض سے نہ صرف پورا خطہ ملتان منور ہوا بلکہ دنیا کے دیگر علاقوں میں بھی اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ میں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی نے موسیٰ پاک شہید چیئر قائم کر کے اپنی علمی ذمہ داری پوری کی ہے۔ اس چیئر کے زیر اہتمام شائع ہونے والے کتاب ''تذکرہ شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی ؒ'' بہت اچھی کاوش ہے۔ آپ کی علمی و اصلاحی خدمات کا تحقیقی جائزہ اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔

سید سبطین رضا گیلانی اور شعبہ علوم اسلامیہ کے ریسرچ سکالر سید افتخار علی گیلانی اس اہم موضوع پر کام کرنے پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

موسیٰ پاک شہید چیئر کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے نہ صرف نہایت مخلصانہ کوشش بلکہ تدوین و نظر ثانی کا کام بھی سرانجام دیا۔ میں اُن کی کوششوں کو بھی تحسین کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

میں اس موقع پر وائس چانسلر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے موسیٰ پاک شہید چیئر کے قیام کے لئے نہ صرف اقدامات کئے بلکہ زیر نظر کتاب کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی۔

رب ذوالجلال کے حضور دعا ہے کہ وہ اس علمی و تحقیقی کاوش کے جذبہ نیک کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا
چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

www.musapakshaheed.com

حرف تعارف

انسانی زندگی مادیت اور روحانیت کے آمیزہ سے عبارت ہے، انسان کی کامیابی کے لئے دونوں پہلو کا متوازن ہونا ضروری ہے، مادی لحاظ سے ضروری تقاضوں کی تکمیل کے بعد روحانی ترقی کی طرف پیش قدمی، مادیت کے منفی اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ناگزیر ہے، مادہ پرستی درحقیقت خودغرضی اور نفس پسندی سے عبارت ہے جس سے معاشرہ میں انسانوں کے مابین تفریق وانتشار کو ہوا ملتی ہے اور طاقتور کے ہاتھوں کمزور کے استحصال کو فروغ ملتا ہے۔ ایسے میں انسانی روح کی بالیدگی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، جس کا مقصد انسان میں ایسے اخلاق راسخ کرنا ہوتا ہے جو اس کو صحت مند کردار اور سماجی شعور کا حامل بنا دیں۔

دین اسلام ایک جامع دین ہونے کے ناطے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے، جیسا کہ حدیث جبرئیل میں رسول اللہ ﷺ نے ایمان واسلام کی اصطلاحات کے علاوہ احسان کی بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کی اس طرح کی بندگی کی جائے کہ گویا وہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہے، اور اگر اس مشاہدہ کا دل پر غلبہ نہ ہو تو کم از کم یہ خیال جاگزین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حال کو دیکھ رہا ہے، اس احسان کو قرآن حکیم میں تزکیہ کے جامع عنوان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس کا اہم جزء بعد ازیں طریقت، سلوک اور تصوف کے ناموں سے یاد کیا جانے لگا، یہ شریعت کے متوازی کسی شاہراہ عمل کا نام نہیں بلکہ راہ شریعت پر استقامت کے ساتھ گامزن ہونے کی روحانی قوت پیدا کرنے کا نام ہے جو نیک کاموں کو خلوص وعقیدت اور دل وجان سے کرنے کی تلقین کرتا ہے، چنانچہ طریقت انسانی روح میں ولولہ اور حوصلہ پیدا کرتی ہے کہ وہ اپنی سوچ مثبت رخ پر ڈالے اور پھر اس کے لئے اس طرح مصروف عمل ہو کہ کسی کا خوف آڑے نہ آئے اور نہ کسی چیز کی لالچ اس کے راستہ میں رکاوٹ بنے۔

www.musanafkshaheed.com

احسان وطریقت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتا ہے، جن کے بعد صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے مراتب ہیں، تمام اہل حق صوفیاء نے شریعت کو اعمال طریقت پر مقدم سمجھا ہے اور کسی بھی موقع پر انہوں نے فرائض شریعت سے نہ صرف پہلوتہی نہیں کی بلکہ اس کی پابندی کا اپنے متعلقین سے اہتمام کے ساتھ عہد لیا، اوران کے ہاں جو الفاظ بیعت مروج ہیں وہ درحقیقت شریعت کے معروف پر عمل کرنے اور منکر سے بچنے کے عہد کی تجدید سے ہی تعلق رکھتے ہیں، جہاں تک کیفیات احسان کا تعلق ہے تو ان میں سب افراد یکساں نہیں ہوتے اور اسی طرح مشاہدہ حق کی نوعیت بھی ایک دوسرے سے جدا ہوسکتی ہے، ان کے ہاں عقائد حقہ پر یقین کی روز افزوں ترقی کی محنت و ریاضت ہوتی ہے، جو علم الیقین سے شروع ہو کر عین الیقین سے ہوتی ہوئی حق الیقین کی منزل تک پہنچتی ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مُردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت جاننا چاہی تو وہ اس حوالہ سے نہ تھی کہ ان کے ایمان میں کوئی کمی تھی بلکہ وہ اس سے اگلی منزل یعنی اطمینان قلب کے خواہاں تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے حصول کے لئے ان کو ایک مجاہدہ کا عمل بتایا کہ وہ چار پرندوں کو مانوس بنائیں پھر ان کی ٹکڑیوں کو پہاڑوں پر رکھ کر ان کو آواز دیں تو وہ دوڑتے ہوئے زندہ حالت میں آ موجود ہوں گے (2:260) اور یوں انہیں حق الیقین حاصل ہو جائے گا۔

بہرحال درجات یقین میں ترقی کی جدوجہد، انسانی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے، اس کے لئے سب سے زیادہ اہمیت ہمیشہ اعلیٰ صحبت اور پاکیزہ باشعور ماحول کو حاصل رہی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں رہنے والے تو اسی عنوان سے پہچانے جاتے ہیں کہ وہ نبوی صحبت نشین ہیں اور تربیت کو ہمیشہ صحبت سے تعلق رہا ہے، حتیٰ کہ مادی علوم میں بھی مہارت کے لئے محض کتابی علوم پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے لئے ماہرین سے استفادہ کو لازمی حصہ تصور کیا جاتا ہے، چنانچہ دین اسلام کی معلومات کے لئے کتب، اور بصری و سمعی آلات وغیرہ اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جبکہ دین کے مزاج کو سمجھنے اور اس کو اپنی زندگی میں منتقل کرنے کے

لئے باصفا افراد کی صحبت ومعیت ناگزیر ہے، یہی وجہ ہے کہ دینی امور میں سند کو بہت بنیادی حیثیت حاصل ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل کو جاننے کے لئے سند پر انحصار کئے بغیر کوئی چارہ نہیں، یہ سند جس طرح باقاعدہ روایت کی منتقلی کی صورت میں اپنی شناخت رکھتی ہے اسی طرح تعامل امت کی شکل میں بھی اپنی تاریخ رکھتی ہے۔

امت میں اصلاح احوال کے حوالہ سے تعامل کی جو مضبوط روایت پائی جاتی ہے وہ صوفیاء کے حوالہ سے بھی اپنی پہچان رکھتی ہے۔ انہوں نے معاشرہ میں فراوانی دولت کے ماحول میں اس کے مضر اثرات پر نظر رکھتے ہوئے زہد پر زور دیا جس کا مقصد دل ودماغ کو حب دنیا سے پاک رکھنا تھا تاکہ حب مال اور حب جاہ کے مفاسد کا تدارک کیا جا سکے، اسی طرح مذہب کی رسمیت کی فضا میں انہوں نے حب الٰہی کی جوت جگائی اور ظاہر شریعت کے ساتھ ساتھ دین کی روحانیت اور مقصدیت کا احیاء کیا۔

یہی صوفیاء تھے جنہوں نے اپنے دور کے بادشاہوں کے نظام کے تابع مہمل بننے کی بجائے اپنی آزاد حیثیت میں معاشرہ کی رہنمائی کی، عوامی طبقات کی دلجوئی کی، ان کو معاشرہ کے بااثر حلقوں کے مقابلہ میں طاقت فراہم کی اور اقتدار کے حصول کے منصوبوں سے الگ تھلگ رہتے ہوئے عوام الناس کے حقوق کی نگہبانی کی، حتیٰ کہ سامراجی نوآبادیاتی دور میں ان صوفیاء نے آزادی وحریت کی خاطر بزم رزم بھی سجائی، یہ گوشہ نشین راہب نہ تھے بلکہ معاشرے کے نباض تھے اور دگرگوں حالات میں پریشان حال افراد کے دلوں میں امید کے روشن چراغ جلانے والے تھے۔

تصوف کے بعض ناقدین، صوفیاء کی بعض تعبیرات کے ظاہری معانی سے اپنی جرح وقدح کے طوطے مینا بنانے کے ماہر ہیں، اگر وہ صوفیاء کے طرز فکر وعمل پر مجموعی انداز سے غور کریں اور درپیش حالات کے پس منظر میں اس کا جائزہ لیں تو انہیں ان ''قابل اعتراض'' تعبیرات کی توجیہ تک پہنچنا کچھ مشکل نہ ہوگا، یہ ممکن ہے اور شاید درست بھی ہو کہ ان تعبیرات کی متبادل تعبیرات زیادہ موزوں ہو سکتی تھیں مگر ان کو سرے سے شریعت کے متوازی قرار دینا یقیناً ایک قسم کی فکری انتہا

www.musaparshaheed.com

پسندی ہے، جو بعض روشن خیال حلقوں نے اپنا رکھی ہے، اور وہ اسی طرح قابل اصلاح ہے جس طرح تصوف کے نام سے فرسودہ روایات اور خلاف عقل وشعور حرکات وسکنات اور اصول شریعت سے انحراف پر مبنی تصورات مسترد کئے جانے کے لائق ہیں۔

تصوف محض قال کا نمائندہ نہیں کہ صرف تصوف کی کتابوں سے تخیل کا تانا بانا بنا جائے بلکہ وہ عمل اور حال میں مثبت تبدیلی کا نام ہے جس کے لئے حق پرست صوفیاء کی زندگیوں میں جھانکنا ہوگا، اس لئے نہیں کہ ان کے مجاہدات کے طول وعرض ناپ کر اس سے اپنے اعتراضات کا لباس تیار کیا جائے بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے گردوپیش کے ماحول میں کس طرح کی صحت افزا تبدیلی کی آبیاری کی، ظلم وکفر اور استحصال وشرک کی قوتوں کی معاشرتی گرفت کو کسی طرح نیم جان کیا اور دین فطرت کی پذیرائی کے لئے کیسی زمین تیار کی اور یہ کہ ان کی شبانہ روز محنت کو مزید نکھارنے کے لئے اگلی پیش قدمی کس طرح ممکن ہوسکتی ہے۔

تصوف اور صوفیاء کے موضوع پر معروضی حقائق کے پس منظر میں متوازن تجزیہ کے ساتھ کام کرنے کی اہمیت آج کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ تصوف کے نام سے موضوعی روایات کی بھرمار اور عقل ودانش کو تج دینے والے واقعات پر مبنی لٹریچر نے تصوف کو خرافات کی صف میں لا کھڑا کیا جس سے اس کے معترضین نے اپنا ایندھن حاصل کیا اور ہمنواؤں نے اپنی بے عملی اور بدعملی کے لئے اس سے سہارا تلاش کیا۔

یوں تو صوفیاء کے تاریخی تسلسل میں بہت سی شخصیات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں مگر ان میں حسنی خانوادہ کے چشم و چراغ حضرت الشیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کو محوری حیثیت (المخدع مقامی) حاصل ہے جن کے خطبات وملفوظات آج بھی انسانی دلوں کی کایا پلٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ دیگر تمام سلاسل کی نمایاں اور بنیادی شخصیات کا مرکز کشش بھی آپ کی شخصیت قرار پاتی ہے۔ آپ کے فیض یافتہ اہل بصیرت نے دنیا کے دیگر علاقوں کی طرح برعظیم ہند کو بھی اپنے سلسلہ رشد وہدایت سے ہمکنار کیا۔ ان میں آپ کی صلبی اولاد بھی شامل ہے۔ چنانچہ حضرت الشیخ

www.musapakshaheed.com

سید عبدالقادر جیلانیؒ کی صلبی اولاد میں سے مخدوم محمد غوثؒ بندگی 864ھ/1460ء میں ہندوستان کی لودھی حکومت اور حاکم ملتان سلطان قطب الدین لنگاہ کے عہد میں حلب (شام) سے کئی مقامات پر قیام کرتے ہوئے ملتان تشریف لائے۔ بعدازیں 887ھ/1482ء میں اوچ شریف کو اپنے وطن کے طور پر چنا۔ انہی مخدوم محمد غوث کی اولاد میں سے سید موسیٰ پاک شہیدؒ تھے جو ملتان عظیم الشان کی شناخت قرار پائے۔ آج دنیا میں ملتان کی پہچان حضرت موج دریاؒ، حضرت سید شاہ یوسف گردیزؒ، حضرت بہاءالدین زکریاؒ، حضرت شاہ رکن عالمؒ، حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ، حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ اور ان جیسی دیگر اعلیٰ انسانی شخصیات کی رہین منت ہے جنہوں نے پورے برعظیم (جو آج کے سارک ممالک پر مشتمل ہے) میں خداپرستی اور انسان دوستی کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ و قیام میں کلیدی کردار ادا کیا اور معاشرے کے پسے ہوئے گروہوں کے دلوں میں روشن امیدوں کے چراغ روشن کئے۔

موسیٰ پاک شہیدؒ چیئر

بنابریں اس خطہ میں سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی عظیم الشان خدمات کے اعتراف میں 23 جنوری 2010ء کو وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کی بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان میں آمد اور کانووکیشن کے موقع پر پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفراللہ، وائس چانسلر نے یونیورسٹی میں موسیٰ پاک شہیدؒ چیئر قائم کرنے کے عزم کا اعلان کیا جس کی جناب وزیراعظم نے منظوری دی۔ چنانچہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے 17 فروری 2010ء کو اپنے اجلاس میں چیئر کے قیام کا باقاعدہ فیصلہ کیا تاکہ امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستانی معاشرے کو بالخصوص درپیش مسائل کی نشاندہی اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے حل کے لئے تحقیقی کام کیا جاسکے اور اس سلسلے میں سید موسیٰ پاک شہیدؒ سمیت برصغیر کے معتبر اور مستند صوفیاء کرام کی خدمات و افکار سے خصوصی استفادہ کیا جائے تاکہ پاکستانی سماج میں امن، اخوت اور سماجی استحکام جیسی اعلیٰ اقدار سے آگہی میں اضافہ ہو اور عدم

www.musapakshaheed.com

برداشت، انتہا پسندی، دہشت گردی، سماجی بے انصافی اور عدم مساوات جیسی سماجی برائیوں کے خاتمہ کا شعور بیدار ہو۔ اس مقصد کے لئے 8 جون 2010ء کو وائس چانسلر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے راقم الحروف کو سید موسیٰ پاک شہید چیئر کے پروفیسر کی ذمہ داری تفویض کی۔

چیئر کے اہداف

1۔ برصغیر کے مسلم صوفیاء کی روحانی و سماجی خدمات سے متعلق معاشرہ میں آگہی پیدا کرنا۔

2۔ صحت بخش اخلاقی و سماجی اقدار پر مبنی مجلّات و کتب کی اشاعت، مختصر دورانیہ کے کورسز اور سیمینارز وغیرہ کے ذریعہ معاشرہ میں شعوری اندازِ فکر کی ترویج۔

3۔ بامقصد اخلاقی و روحانی تعلیم کی اساس پر مثبت علمی سرگرمیوں کا فروغ۔

چیئر کے مقاصد

موسیٰ پاک شہید چیئر کا تحقیقی منصوبہ درج ذیل امور پر مشتمل ہے:

1۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے تحقیقی معاون کے طور پر کام کرنا اور اکیڈمک کونسل کی طرف سے منظور کردہ موضوعات پر تحقیق کا اہتمام کرنا۔

2۔ اسلامی تعلیمات کے مختلف شعبوں میں تحقیقی اندازِ فکر کو فروغ دینا۔

3۔ اسلامی تعلیمات اور بالخصوص تصوف کا جدید دنیا کی سائنسی ترقی اور عقلی پس منظر میں مطالعہ اور تشریح۔

4۔ سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی حیات و خدمات پر تحقیق کا فروغ و تعارف۔

5۔ سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی تالیفات سمیت معتبر کتب تصوف کے تراجم اور ان کی تشریح۔

6۔ برصغیر کے اسلامی ورثہ اور تصوف کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی انجام دہی۔

7۔ اسلامی شریعت کے اہم موضوعات اور تصوف کے متنوع پہلوؤں پر سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کورسز کا متعارف کرانا۔

www.musapaksheed.com

8۔ مسلمان معاشرہ میں مختلف مکاتب فکر کے مابین ہم آہنگی کے فروغ کے لئے سیمینارز، کانفرنسز اور ورکشاپس کا اہتمام۔

9۔ معاشرہ میں صحت افزا دینی و علمی سرگرمیوں کا اہتمام کرنا۔

10۔ تحقیقی مقاصد کے لئے تصوف کی کتب، مخطوطات، مقالات اور مجلّات پر مشتمل ریفرنس لائبریری کا قیام۔

زیر نظر کتاب

چیئر کے زیر تحقیق منصوبوں میں سید موسیٰ پاک شہیدؒ احوال و آثار اور ان کی کتاب تیسیر الشاغلین کے حوالہ سے ان کے افکار پر کام جاری ہے جو ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آئیں گے۔ اسی ضمن میں اس وقت سید موسیٰ پاک شہیدؒ کے حالات کے حوالہ سے زیر نظر کتاب "تذکرہ شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ" پیش کی جارہی ہے جو سید موسیٰ پاک شہید کے خانوادہ کے چشم و چراغ سید محمد سبطین رضا گیلانی نے محبت و عقیدت کے جذبات سے سرشار ہوکر مرتب کی اور اس کے لئے دستیاب مطبوعہ کتب کے علاوہ غیر مطبوعہ مواد تک رسائی حاصل کی۔ ان کی یہ عرق ریزی کئی ماہ پر محیط ہے، یوں اس کتاب کو اپنے موضوع پر اولیت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

زیر نظر موضوع پر مواد کے حصول اور اس کی پرکھ کے لئے سید افتخار علی گیلانی، ریسرچ سکالر (شعبہ علوم اسلامیہ) نے سید محمد سبطین رضا گیلانی کو بھرپور تعاون فراہم کیا اور متعلقہ کتب سے اخذ و استفادہ میں جانفشانی سے کام لیا۔

راقم الحروف کو اس مرتب مواد پر نظر ثانی کا موقع ملا اور اس کی تدوین کی سعادت حاصل ہوئی۔ یوں یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل قرار پائی، ہر باب کے آخر میں ان مآخذ کی نشاندہی کی گئی جن کی مدد سے اسے صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا گیا جس سے مواد کے مستند ہونے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، تحقیق کے بعض تکنیکی پہلوؤں کی شاید تشنگی محسوس ہو مگر کتاب، اپنے مواد کے

www.musapakshaheed.com

حوالہ سے ماخذ کی حیثیت سے اپنا تعارف پیدا کرے گی جس کے لئے اس کے فاضل مرتب اور معاون مرتب شکریہ کے مستحق ہیں۔ بطور چیئر پروفیسر، یونیورسٹی سنڈیکیٹ اور جناب وائس چانسلر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا ممنون ہوں کہ ان کی خصوصی توجہ سے نہ صرف یونیورسٹی میں موسیٰ پاک شہید چیئر کا قیام عمل میں آیا بلکہ زیرِنظر کتاب کی اشاعت بھی ممکن ہوسکی۔

ڈاکٹر سعید الرحمٰن *

پروفیسر، موسیٰ پاک شہید چیئر،

سابق صدر نشین شعبہ علوم اسلامیہ،

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

---

*راقم الحروف کا سید موسیٰ پاک شہیدؒ سے علمی سلسلہ اس طرح مربوط ہے۔ سعید الرحمٰن بن مولانا محمد بدیع الزمان عن شاہ سعید احمد رائے پوری عن مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری، وکذا الراقم عن مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی و مولانا محمد ادریس میرٹھی کلھم عن مولانا عبیداللہ سندھی عن شیخ الہند مولانا محمود حسن عن مولانا محمد قاسم نانوتوی عن حاجی امداداللہ مہاجر مکی عن شاہ محمد اسحاق دہلوی عن شاہ عبدالعزیز دہلوی عن امام شاہ ولی اللہ دہلوی عن شاہ عبدالرحیم دہلوی عن شیخ ابی الرضا محمد دہلوی عن شیخ عبدالحق محدث دہلوی عن شیخ سید موسیٰ پاک شہید گیلانی رحمہم اللہ اجمعین۔

حرف عقیدت

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کے عظیم المرتبہ خلیفہ طریقت ہیں۔ شیخ محدث، جس عقیدت و محبت سے اپنے شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں، وہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس اظہار عقیدت سے ہی بعد میں آنے والی نسل کو سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی روحانی شخصیت کا بھرپور تعارف حاصل ہوا۔ اگر شیخ محدث کی عبارت کی ہی توضیح وتشریح کی جائے تو کئی صفحات درکار ہیں جن سے الفاظ کی وسعت کو تو غالباً سمیٹا جا سکے مگر ان کی گہرائی تک رسائی شاید ہی ہو سکے۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ، سلطان المحققین (اہل تحقیق کے سربراہ)، عمدۃ الواصلین (تعلق خداوندی سے سرشار لوگوں کے سہارا)، قطب العالم (نظام دنیا میں محوری کردار کے حامل)، سلطان شہداء الزمان (اپنے زمانہ کے شہداء کے میر محفل)، جمال الاسلام والمسلمین (اسلام اور اہل اسلام کا حسن و جمال) تھے، ان کو شیخ محدث نے مصطفیٰ جمال کہا، حقیقت جمال محمدی کا آئینہ قرار دیا اور ان میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے حسن کردار کی جھلکیوں کا بھی برملا اظہار کیا۔

آپ اپنے دور میں اپنے جد امجد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نقش قدم پر اتباع شریعت کے علمبردار تھے، آپ طریقت کو شریعت پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن ہونے کی راہ تصور کرتے تھے۔ آپ نے جہاں خلق خدا کی علمی و عملی رہنمائی فرمائی، وہاں آپ کو کارزار حیات میں ریاستی ذمہ داریوں کو ادائیگی کا موقع بھی ملا، چنانچہ اکبر اعظم کے دور میں آپ پنج صدی کے منصب پر فائز تھے،

www.mucapakshaheed.com

مگراس منصب کو آپ نے اپنی دینی سرگرمیوں کے لئے کسی طور رکاوٹ نہ بننے دیا، چنانچہ دربار اکبری میں بادشاہ وقت کی موجودگی میں آذان و نماز باجماعت کا اہتمام رکھا۔ آپ خلق خدا کی بہبود کے لئے بھی سرگرم عمل رہے حتیٰ کہ آپ کی شہادت کا سبب بھی یہی جذبہ بنا کہ آپ بستی پر رہزنوں کے حملے کے وقت اہل بستی کی حفاظت کے لئے اپنی قیام گاہ سے نکلے اور سماج دشمن عناصر کا تعاقب کیا جس کے نتیجہ میں مخالف سمت سے آنے والا تیر آپ کے جسم میں پیوست ہوا اور آپ جاں بحق ہوئے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ سید موسیٰ پاک شہید سے متعلق دستیاب مواد کو متعلقہ مآخذ سے حاصل کر کے مرتب کیا جائے، اس سلسلہ میں برادر محترم سید محمد سبطین رضا گیلانی نے اپنے جد امجد کی محبت کی سرشاری میں تاریخ کے صفحات کو کھنگالا اور ایک مجموعہ تیار کیا، ان کے سفر تحقیق کے مراحل میں مجھے بھی ان کے ہم رکاب ہونے کا خوش بخت موقع حاصل ہوا اس کے ساتھ ساتھ میرے اُستاد محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن نے بھی ہر مرحلے پر ہماری رہنمائی کی اور اپنی شفقتوں سے نوازا جس کی وجہ سے یہ کتاب باحسن تکمیل تک پہنچی، ان تمام مراحل میں جناب شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ، صدر نشین شعبہ اسلامیات پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی بھی میرے شامل حال رہی جس پر میں ان کا ممنون ہوں۔

سید افتخار علی گیلانی *
(ایم فل علوم اسلامیہ)
ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ،
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

افتخار علی گیلانی بن پیر سید ذوالفقار علی گیلانی بن سید چراغ شاہ گیلانی بن سید گیلانی شاہ گیلانی بن سید حسن شاہ گیلانی بن سید حاجی شاہ گیلانی بن سید عبدالوہاب شاہ گیلانی بن سید گیلانی شاہ گیلانی بن سید جعفر شاہ کلاں بن سید جمال اللہ شاہ بن سید نواب جان محمد بن سید حافظ محمد جمال الدین ابوالحسن موسیٰ پاک شہید گیلانی رحمہم اللہ اجمعین۔

www.musaparshaheed.com

مقدمہ

مسجد نبوی میں صُفّہ علم وحکمت کی دانش گاہ تھی جہاں صحابہ کرامؓ نے معلم انسانیت ختم المرسلین ﷺ سے تزکیہ نفس کی تربیت حاصل کی اور محبت، قناعت اور حضوری کی کیفیات سے سرشار ہوئے۔ انسانیت کی تہذیب کا یہ حضوری اور محبت کا کارواں صدیوں سے رواں دواں ہے۔

یقیناً یہ ہمارے اولیاء کرام ہی تھے جنہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے پیغام کو عام کیا اور اسلام، عرب کی سرزمین سے دنیا کے کونے کونے میں انسانیت کی تہذیب اور محبتوں کے فروغ کے لئے پہنچا۔ ان کاملین امت میں سلسلہ قادریہ کے پیشوا حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا مقام بہت بلند ہے جن کے وعظ وارشاد اور تربیت وتدریس سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم نصیب ہوا۔ آپ کا پیغام، توحید پر ایقان اور رسالت کی اتباع تھا۔ آپ کے متوسلین پوری دنیا میں قادری مراکز کی صورت میں علم وحکمت کی دانش گاہوں کو پررونق کیے ہوئے ہیں۔

جنوبی ایشیا میں قادریہ سلسلہ نے اشاعتِ اسلام اور محبتوں کی آبیاری کے لیے بہت ہی نمایاں فریضہ سرانجام دیا ہے، اسی خانوادہ قادریہ جیلانی کے بطل جلیل، نقیب الاشراف شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ ہیں جن کی عظمتوں کے بیان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی کہہ اُٹھے:

در خَلق وخُلق وارث حضرت نبوی است ﷺ

خود ترویج حدیث کے امام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی انہی حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کی اوچ وملتان کی رُشد وہدایت کی دانشگاہ کے ارادتمند اور تربیت یافتہ تھے۔ روحانی اعتبار سے مدینۃ السادات اُچ شریف اور مدینۃ الاولیاء ملتان دو جسم ایک جان ہیں:

www.musapakshaheed.com

آں نور کہ از مشرق جیلان تابید   بس عالم وآدم ہمہ روشن گردید
زو مشرق ومغرب شدہ روشن آخر   از اوچہ وملتان ہمہ گشت است پدید
(شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

95ھ/ 714ء میں مسلمانوں کی فتح ملتان پر محمد بن قاسم نے یہاں اولین مسجد تعمیر کرائی جہاں سے کفرستان ھند کی تاریخ کے قدیم ترین زندہ شہر اور ادینۂ مندر کے محور و مرکز ملتان میں فروغ دین کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ دمشق، بغداد اور مصر سے مذہبی و علمی روابط سے ملتان اسلامی علوم وفنون کا مرکز بن گیا۔ چوتھی صدی ہجری میں قرامطہ کے فکری انتشار اور غلبہ کے تدارک کے لیے جہاں سلطان محمود غزنوی (م 1030ء) نے توجہ دی وہاں افغانستان اور وسط ایشاء کے علماء واصفیاء نے بھی بھرپور حصہ لیا۔

چوتھی صدی ہجری میں حضرت سید صفی الدین گاذرونی قدس سرہ کے ماموں حضرت شیخ ابواسحاقؒ نے انہیں خرقہ خلافت پہنا کر ایک اونٹ پر سوار کیا اور فرمایا کہ جدھر یہ اونٹ جائے، تم خوشی سے ادھر چلتے رہو چنانچہ اونٹ اُوچ کی سرزمین میں آ کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنے شیخ کے حکم کے مطابق 370 ھ/ 981ء میں اسی جگہ کو اپنی جائے سکونت بنایا۔ سب سے پہلے آپ نے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جو اس علاقے میں غالباً پہلا اسلامی دارالعلوم تھا جس میں مسافر طلباء کی تعداد پانچ سو سے زیادہ تھی۔(1)

یہ زمانہ قرامطی یلغار کا تھا لہٰذا اصلاح احوال کے لئے حضرت قطب الاولیاء موج دریا قدس سرہ شہر ملتان میں سرگرم ہوئے اور ان کی کاوشوں کو مزید متحرک کرنے کے لئے گردیز سے حضرت سید ابوالفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی المعروف شاہ یوسف گردیز قدس سرہ 481ھ/ 1088ء میں ملتان تشریف لائے اور دین کی تبلیغ کے لئے مصروف عمل ہو گئے۔(2)

سلطان ناصر الدین قباچہ جب ملتان اور سندھ کا خود مختار حکمران ہوا تو اس نے اوچ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ جس کی وجہ سے ملتان اور اوچ علما و اصفیاء سے پُر رونق ہو گئے۔ قاضی منہاج

www.musapakshaheed.com

الدین سراج کو قباچہ نے ساتویں صدی ہجری کے شروع میں یہاں کے مدرسہ فیروزیہ کا مہتمم مقرر کیا۔اسی زمانہ میں ملتان میں سلسلہ سہروردیہ کے منوسس حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی قدس سرہ (1263-1145ء) نے مسند ارشاد سہروردیہ کو زیب وزینت بخشی اور ایک اقامتی مدرسہ فروغ علم کے لئے ملتان میں قائم کیا۔قباچہ نے ملتان میں جامعہ ناصریہ قائم کیا اور حضرت علامہ سید قطب الدین کاشانی حسنی کو اس کا مہتمم مقرر کیا۔سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ "دریں ایام ملتان قبتہ الاسلام عالم بود،فحول علماء آنجا حاضر بودند"۔ ادھر اجودھن (پاکپتن شریف) میں سلسلہ چشت کی مسند ارشاد کو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے پُر رونق کیا تو ادھر مضافات ملتان میں قادریہ سلسلہ کی مسند ارشاد کو حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ نے زیب وزینت بخشی،حضرت شاہ شمس سبزواریؒ ملتان تشریف لائے تو کئی قبائل مسلمان ہوئے۔ (3)

ساتویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک اوچ شریف میں سلسلہ سہروردیہ کے نامور بخاری سادات کے بزرگ علم وفضل کے دریا بہاتے رہے۔حضرت سید السادات مخدوم جلال الدین بخاریؒ نے ملتان سے اوچ میں پہنچ کر محلّہ بخاریاں اور مسند ارشاد سادات بخاریہ کی بنیاد رکھی۔ بخاری سادات میں مخدوم سید جہانیاں جہاں گشتؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اکثر بزرگ سخندان اور صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔(4)

اگرچہ التمش کی فتح ملتان کے آغاز میں یہاں کی علمی سرگرمیوں کو زد پہنچی لیکن شہزادہ محمد بلبن کی ملتان آمد سے علم وفضل کی محافل پھر سے پررونق ہوگئیں لیکن لودھی دور میں لنگاہوں کی ملتان پر خودمختار حکمرانی کے دوران بہت سے علماء وفضلا یہاں سے رجوع کر گئے۔(5)

ایسے عالم میں 864ھ/1460ء میں حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی قدس سرہ ملتان تشریف لائے اُس وقت یہاں علماء و فضلاء کا قحط تھا لہٰذا آپ بہت مشہور ہوئے۔ 887ھ/1483ء میں حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی اوچ تشریف لے گئے اور یہاں ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی گئی،حضرت سید محمد غوث حلبی کے افاضات علمی اور روحانی سے بھی ایک عالم

www.mesapakcharheed.com

فیضیاب ہوا۔ برصغیر پاک و ہند کے اکثر بزرگان طریقہ قادریہ اسی آستانہ سے فیضیاب ہوئے اور ظلمت کدوں میں اسلام کی مشعل فروزاں کئے رہے۔ حضرت مخدوم بندگی کی ذات سے ظاہری و باطنی نعمتوں کا فیضان جاری ہوا۔ حضرت مخدوم نے اوچ شریف کو قادریہ سلسلے کی تبلیغ اور روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ علمائے ظاہر نے ابتدأ مخالفت کی طرح ڈالی اور اس غرض کے لئے ایک مناظرہ بھی ترتیب دیا۔ مگر آپ نے اس اجلاس میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کی اور ایسے استدلال قائم کئے کہ تمام علماء آپ کی عظمت وشان کے معترف ہو گئے اور یوں سلسلہ قادریہ برصغیر میں فروغ پذیر ہوا۔(6)

حضرت محمد غوث بندگی گیلانی قدس سرہ کے جانشین آپ کے صاحبزادے حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی ہوئے جو اوچ شریف میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے حقیقی وارث کی حیثیت سے رہتے تھے اس لئے آپ کو عبدالقادر ثانی اور مخدوم ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے عہد میں بہاء الدین براچی نے ملتان میں آکر ملحدانہ فتنہ پیدا کیا، جس کا شیخ علی متقی کے شیخ حضرت شیخ حسام الدین متقی کے درخواست پر حضرت مخدوم ثانی نے ملتان آکر تدارک کیا۔(7)

حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی کے پوتے حضرت مخدوم سید حامد جہاں بخش و گنج بخش بن سید عبدالرزاق گیلانی بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ آپ اپنے دادا شیخ عبدالقادر ثانی کے مرید اور بڑے مقبول بزرگ تھے، آپ کے زمانہ ہی میں آپ کی بزرگی اور مشیخت کا چرچا ہوا اور خلافت کی وجہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کو ترقی ہوئی۔ آپ نے اپنی حیات ہی میں اپنے بیٹے حضرت شیخ موسیٰ پاک شہید کو سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے زمانے میں سلسلہ قادریہ کے سجادہ نشین تھے۔ حضرت شیخ محدثؒ نے حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔(8)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے ملتان کو اپنی سیادت و قیادت کے لئے منتخب کیا تو

www.musapakshaheed.com

شیخ محدث کہہ اٹھے کہ:

ملتان چہ عجب دل پذیر افتادہ است　　چوں منزل پیر دستگیر افتادہ است

دہلی است گرچہ مکہ خورد ولے　　ملتان چوں مدینہ صغیر افتادہ است

حضرت موسیٰ پاک شہید کو ثانی محی الدین کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے رودکوثر میں لکھا ہے کہ شیخ موسیٰ اکبری دور میں احیائے اسلام کے سرگرم ترجمان تھے۔(9)

تاریخی اعتبار سے برصغیر میں دسویں صدی ہجری کو تاریخی اہمیت حاصل ہے جہاں مغلوں کے عروج سے یہاں سیاسی اور انتظامی استحکام کا نیا دور شروع ہوا وہاں دوسری طرف اکبری عہد میں بعض مذہبی گمراہیوں نے بھی جنم لینا شروع کر دیا جس کی ابتداء 982ھ/ 1574ء میں ایک عبادت خانہ تعمیر کرنے کے شاہی حکم سے ہوئی جہاں پر مختلف مذاہب کے مسائل پر مباحثے ہونے لگے اور گمراہ عقل پرستوں اور ریاستی عمل دخل کے اثرات کے تحت دربار اکبری بدعات کا مرکز بن گیا۔ لہٰذا اصلاح احوال کے لئے قادریہ سلسلہ کے نقیب الاشراف شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ اور ان جیسے دیگر بزرگوں نے دربار اکبری میں رہتے ہوئے اپنے ضمیر کو زندہ رکھا اور اصلاح کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا۔

حضرت شیخ الکُل سید موسیٰ پاک شہیدؒ صاحب جمال تھے جو بھی آپ کی صحبت میں آتے کامل ہو جاتے اور حلقہ ارادتمندان وسط ایشیا بخارا، افغانستان، ایران، اور ہندو پاک میں پھیلا ہوا تھا۔(10) آپ شخصیت ساز اور معمار کردار شخصیت تھے اطاعت الٰہی اور اتباع رسول ﷺ کے خود عملی نمونہ تھے اور متوسلین کو اس کی تلقین فرماتے۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید گیلانی (م 1010ھ/ 1602ء) ان اہل علم وتقویٰ میں سے تھے جن کے دم قدم سے برصغیر میں سلسلہ قادریہ کو فروغ حاصل ہوا۔ وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اخلاف (اولاد) میں سے تھے ان کے پردادا حضرت مخدوم محمد غوث بندگی حلب سے ترک سکونت کر کے اوچ شریف آئے تھے حضرت سید موسیٰ پاک شہید ایک طرف اپنے بلند نسب اجداد

کے جانشین اور دنیائے احسان وسلوک کے راہرو تھے تو دوسری طرف مغل دربار سے بطور منصب دار منسلک تھے تاہم ان کا دنیاوی منصب دینی امور میں کبھی مداخلت کا سبب نہ بنا انہوں نے جلال الدین اکبر کے دور میں سَر دربار کلمہ حق ادا کیا اور کمزورطبع لوگوں کیلئے تقویت کا باعث بنے۔ان کے بلند علمی ودینی مقام کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسا فاضل ان کے دامن ارادت سے وابستہ تھا۔حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ اوچ شریف سے ملتان آ گئے تھے اور یہاں خانقاہ قائم کر کے عامتہ الناس کی اصلاح اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ان کی زندگی کے آخری لمحات بھی مخلوق خدا کی اصلاح کی نذر ہوئے۔ایک روایت کے مطابق وہ ملتان کی ایک نواحی بستی (اطراف اُوچ) میں قیام فرما تھے کہ رات کو ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔اہل دیہہ کی حفاظت اور ڈاکوؤں کی اصلاح کیلئے بستی سے باہر آئے کہ ایک ظالم نے تیر کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی صلبی اور روحانی اولاد نے ان کی دینی واصلاحی روایت برقرار رکھی ہے۔حضرت سیّد موسیٰ پاک شہید کی یادگاروں میں سے ایک کتاب تیسیر الشاغلین ہے جو بنیادی طور پر وظائف (واسباق طریقت) کا مجموعہ ہے ان کے جانشینوں اور ارادت مندوں کے ہاں اسے نصابی کتاب کی حیثیت حاصل رہی ہے۔(11)

تیسیر الشاغلین میں حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے انسانیت کی تہذیب کے لئے حضوری اور محبت کا پیغام دیا ہے۔ہمارے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے محبت،امن اور رواداری کی تبلیغ کی ہے۔لہٰذا ان کے پیغام محبت کو عالمگیریت میں عام کرنے کے لئے ہمیں اپنے بزرگوں کے کارناموں کا صحیح تناظر میں جائزہ لینا ہوگا لہٰذا زیر نظر کتاب کی ترتیب وتہذیب میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ سیّدی وسندی وجدی حضرت شیخ الکل سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کے اپنے عہد کے نامور مرید،محدث ومحقق حضرت امام المحد ثین شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے عہد جدید تک دستیاب کتب میں حضرت سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کی شخصیت وسیرت،احوال وآثار اور علمی وروحانی فتوحات کے حوالے سے جو تحریریں ملتی ہیں انہیں جدید اسلوب کے تحت شامل کیا جائے تاکہ

www.musapakshaheed.com

شیخ الکل قدس سرہ کی شخصیت کے کئی اور پہلوا جاگر ہوسکیں۔ کتاب میں مذکور آیت کے ساتھ پہلے سورۃ نمبر اور پھر آیت نمبر درج کر دیا گیا ہے نیز حضرت شیخ الکل کی تصنیف تیسیر الشاغلین سے اکتساب فیض حاصل کرتے ہوئے تبرکاً حضرتؒ کے چند ارشادات، فرمودات اور ادعیہ واذ کار کو بھی کتاب ہذا میں شامل کیا گیا ہے تا کہ آج کے عہد کے انسان کی تہذیب کیلئے حضرت شیخ الکل سیّد موسےٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کے افکار اور اقوال مشعل راہ کا کام دیتے رہیں۔ عزیز مہاجر امرتسری نے کیا خوب کہا ہے:

کیا کہوں خود آیا ہے غوثِ جہاں ملتان میں
بن گیا ملتان کا موسیٰ شہید المجتبیٰ

اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مجھے افتخار علی گیلانی اور علامہ یعقوب رضوی کا حسب حال تعاون حاصل رہا جس پر میں ان کا ممنون ہوں۔

نہایت ہی عجز و انکسار کے ساتھ محترم شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر اللہ اور ڈاکٹر سعید الرحمٰن پروفیسر موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کو ہدیہ سپاس پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حضرت شیخ الکُل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کے احوال و آثار کے لیے ہماری کاوش کو سراہتے ہوئے اس کتاب کی تدوین و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

طالب دعا: محمد سبطین رضا گیلانی *

---

* خاک نشین محمد سبطین رضا گیلانی بن پیر سید غلام مرتضےٰ گیلانی بن پیر سید محمد نواز شاہ گیلانی بن پیر سید سَید علی شاہ گیلانی بن پیر سید غوث بخش شاہ گیلانی بن مخدوم سید صدر الدین اوّل گیلانی بن مخدوم سید جمال الدین گیلانی بن مخدوم سید دین محمد شاہ گیلانی بن مخدوم سید محمد غوث ثانی گیلانی بن سید محمد اسماعیل گیلانی بن مخدوم سید عبد القادر ثالث پان گیلانی بن مخدوم سید نواب موسیٰ پاک دین گیلانی بن مخدوم سید حامد گنج بخش گیلانی بن شیخ الکُل حضرت ثانی محی الدین مخدوم سید حافظ ابوالحسن محمد جمال الدین موسیٰ پاک شہیدؒ الحسنی والحسینی گیلانیؒ۔

www.musapakshaheed.com

مآخذ

1) جدید تاریخ اوچشریف از علامہ دین محمد عباسی، ادارہ معارف اولیاء اُوچ شریف، صفحہ نمبر 38

2) تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمان خان، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان 1985ء صفحہ نمبر 189

3) تاریخ ملتان جلد اول از مولانا نور احمد فریدی، قصر ادب رائٹرز کالونی ملتان 1972ء، صفحہ نمبر 140، 307

4) خطہ پاک اُوچ از مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاول پور، 2009ء / بہاولپور میں ادب کا ارتقاء، از مسعود حسن شہاب، رسالہ سرائیکی، سال نامہ بہاولپور صفحہ نمبر 177

5) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ از خلیق احمد نظامی، ندوۃ المصنفین، اردو بازار دہلی، 1953ء صفحہ نمبر 20،30

7,6) بحرالسرائر (قلمی) از سید سعداللہ رضوی شمارہ نمبر 36771 پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

8) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ، مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی لاہور، صفحہ نمبر 505،506

9) رود کوثر از شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کمبائن پرنٹر، لاہور، 1992ء صفحہ نمبر 350

10) تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمان خان، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان 1985ء، صفحہ نمبر 199

11) نقطہ نظر اکتوبر 1997ء - مارچ 1998ء، مدیر سفیر اختر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد

www.musapakshaheed.com

باب اول

اسلافِ مرشد

آباء واجداد

www.musapakshaheed.com

شجرہ نسب حضرت شیخ الکل حافظ سید ابوالحسن محمد جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ

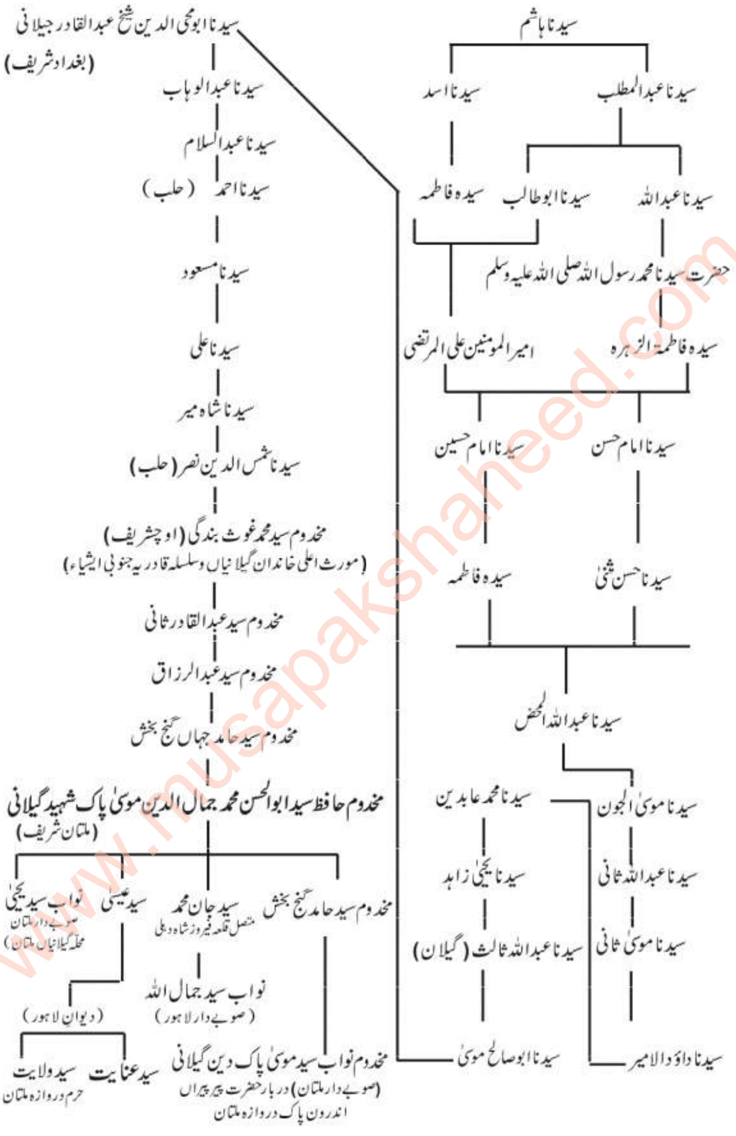

www.musapakshaheed.com

اسلاف شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کا نسب مبارک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی وساطت سے حضرت سیّدنا امام حسن بن علیؓ تک جا پہنچتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب نواسہ ہیں۔(1)

نسب نامہ:

سیّد موسیٰ پاک شہید کا نسب اس طرح ہے جمال الدین ابوالحسن شیخ موسیٰ پاک شہید بن شیخ حامد بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر ثانی بن شیخ محمد غوث بن شیخ شمس الدین بن شاہ امیر بن شیخ علی بن شیخ مسعود بن شیخ احمد بن شیخ صفی الدین عبدالسلام بن شیخ عبدالوہاب بن شیخ محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی (2)۔ بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست حق بن عبداللہ ثالث بن یحییٰ زاہد بن محمد رومی بن داوٗد الامیر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ثانی بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، رضوان اللہ علیہم اجمعین (3)

آباء واجداد کرام:

ختم المرسلین ورحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ربیع الاول / اپریل 571ء میں ہوئی۔ آپ کا نسب مبارک والد ماجد کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس طرح ملتا ہے؛ حضرت محمد ﷺ بن حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب بن حضرت ہاشم بن عبد مناف بن قصی، بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک، بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

www.musapakshaheed.com

بن ادو بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت محمدﷺ بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب سے آ گے نسب مل جاتا ہے۔(4)

حضرت محمدﷺ نے ظلمت کدہ عرب میں یتیم ہونے کے باوجود اپنی زندگی شروع ہی سے شرافت اور پاکیزگی کے ساتھ صادق اور امین کے لقب سے گزاری اور اہل مکہ کو جنگ فجار اور تنصیب حجرا سود جیسے معاملات میں اپنی فراست سے خونریزی سے بچایا۔ آپﷺ نے چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نبوت کا اظہار فرمایا اور غار حرا کی خلوتوں سے نکل کر اہل مکہ کو توحید الٰہی کا پیغام دیا۔ اگر چہ قریش کے سرداروں نے آپﷺ کی مخالفت کی اور قطع تعلق کر لیا مگر آپﷺ نے تبلیغ دین کیلئے ہر قسم کے مصائب وآلام کا مقابلہ کیا اور حکم خداوندی سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گئے اور یہاں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ جب اللہ کا دین غالب آ گیا تو لوگوں نے گواہی دی کہ آپﷺ نے اللہ کے پیغام کو اُن تک پہنچا دیا ہے اور دین اسلام کی تکمیل ہوگئی۔

رسول اللہﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، ان میں سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کا نکاح مبارک حضرت علیؓ سے ہوا اور سیّدہ فاطمۃ الزہرہ کے بطن مبارک سے حضرت سیّدنا امام حسنؓ اور حضرت سیّدنا امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم وحکمت کے کمالات یعنی ولایت اور طریقت کے پرتو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے۔

قرآن مجید کی آیت مودت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

قل لااسئلکم علیه اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (23:42)

''اے رسولﷺ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس امر پر کوئی اجر نہیں مانگتا محبت اہل قرابت کے سوا''۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور نبی اکرمﷺ سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہﷺ آپ کے اہل قرابت اور رشتہ داروں میں وہ کون لوگ ہیں جن

www.musapakshaheed.com

کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا علیؓ، فاطمہؓ اور ان کی اولاد۔ (5)

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط رسول ﷺ سے کسی شخص نے کہا آپ کو ابن رسول کہا جاتا ہے حالانکہ آپؓ ابن علیؓ ہیں حضرت امام حسنؓ نے جواب دیا کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے ابن رسول کہا ہے اور فرمایا قرآن مجید کی آیت مباہلہ دیکھیں:

فقل تعالوا ندع ابناء ناوا بناء کم (61:3)

''پس فرمادیں، آؤتم، ہم بلاتے ہیں اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں''۔

اس وقت ہمارے سوا رسول اللہ ﷺ کی کون سی اولاد تھی؟ ابناء سے مراد ہم ہی ہیں۔ (6)

اس طرح حضرت سیّدنا امام حسنؓ اور حضرت سیدنا امام حسینؓ کے نسب کو ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق رسالت مآب ﷺ کے ساتھ شرف انتساب حاصل ہے۔

سبط رسول حضرت سیّدنا امام حسن کے صاحبزادے حضرت سیّدنا حسن مثنیٰ اپنے والد محترم کے ہمشکل تھے اس لئے نام امتیاز و درجہ مثنےٰ پایا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی ہوئے۔ معرکہ کربلا میں زخمی ہوئے اور 97ھ/716ء میں وفات پائی۔ اِن کے صاحبزادے حضرت سیّدنا عبداللہ محض جن کی والدہ حضرت فاطمہ بنت حضرت امام حسین شہید کربلا ہیں، **ھو اول من جَمَع بین ولا دة الحسنؓ والحسینؓ من الحسنیة**، بنی ہاشم کے شیخ کہلائے۔ اِن کے صاحبزادے حضرت نورالدین ابوالقاسم سیّدنا موسیٰ کا رنگ مبارک سانولہ سبز تھا اس لئے موسیٰ جون کے نام سے مشہور ہیں۔ اِن کے صاحبزادے حضرت وجیہ الدین ابوعبداللہ سیّدنا عبداللہ ثانی اور پوتے حضرت کریم الدین ابوالفیض سیّدنا موسیٰ ثانی نے دین مبین کی تبلیغ میں زبردست کام کیا۔ اِن کے وارث حضرت خلف الدین ابوعبدالرحمٰن سیّدنا داؤد امیر المقلب سراج الدین ہوئے۔ آخری ایام میں کوفہ آ گئے۔ اِن کے صاحبزادے حضرت شمس الدین ابواحمد سیّدنا محمد عابدین رومی اور پوتے حضرت محی الدین ابوالنجم سیّدنا یحییٰ زاہد نے رُشد و ہدایت کی مسند کو پُر رونق رکھا۔ اور اُن کے صاحبزادے حضرت عفیف الدین ابویحییٰ سیّدنا عبداللہ ثالث اور

اُن کے صاحبزادے سیّدنا ابوصالح المملقب جنگی دوست کہ حق قتال بنفس باشد، قدس اللہ اروا حھم نے گیلان میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرائض سرانجام دیئے۔ اسی نجیب الطرفین سادات خانوادہ کے وارث حضرت السّید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہوئے۔

حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز:

تصوف کا مقبول روحانی طریقہ سلسلہ عالیہ قادریہ ہے اور یہ نسبت ہے حضرت پیر پیراں غوث الاعظم ابوسید محمد محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ سے جنھوں نے مسلسل اصلاح و تربیت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیعت کا کامیاب طریقہ اختیار کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ کو رائج فرمایا جس کے باعث آپ کی زندگی میں ہی لاکھوں انسان اس طریقہ سے فائدہ اٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا اور اسلامی زندگی کے اخلاق سے آراستہ ہوئے۔ تاریخ دعوت و عزیمت میں لکھا ہے کہ:

''پانچویں صدی ھجری جب کہ عالم اسلام سیاسی و فکری ضعف و اضمحلال کے پاتال میں اتر چکا تھا۔ ایسے دور میں امام غزالی نے اپنی فکری تحریک سے تشکیک و الحاد کے فتنے کا سدباب کیا اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے انہیں بے یقینی اور بے عملی کے روگ سے نکالا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود اسلام کے لیے ایک بادِ بہاری تھا۔ جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان و روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کردی۔''(7)

شیخ طریقت حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے کیا خوب دُعا مانگی ہے کہ:

خداوندا بحق شاہ جیلان محی الدین غوث قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے ولیکن آں کہ زو پیداست حالے(8)

www.musapakshaheed.com

حضرت پیرانِ پیرالسیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رمضان 471ھ/ 1079ء میں بمقام جیلان، عالم ارواح سے عالم مشہود میں تشریف لائے۔ سیّد موسیٰ پاک شہید، تیسیر الشاغلین میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا یوں تعارف کراتے ہیں۔

''شیخ محی الدین ابومحمد سیّد عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسی الجون بن سید عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عبداللہ محض کے معنے خالص کے ہیں یعنی ہر شئے سے پاک وصاف۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے ہو گیا کہ ان کے والد حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور والدہ ان کی فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ پس ان کی نسبت خالص اور سالم تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی ہے۔ آپ کو اصلاح وخیر کے کاموں میں بہت دلچسپی تھی۔ شیخ عبداللہ صومعی جیلان کے مشاہیر مشائخ میں حسینی سیّد تھے۔'' (9)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

آن شاہِ سرفراز کہ غوث ثقلین است
دراصل صحیح النّسبین از طرفین است
از سُوئے پدر تا حسنؓ سلسلہ اُو
وز جانبِ مادر دُرِ دریا ئے حُسینؓ است

(وہ تاجدارِ سر بلند جنہیں غوث الثقلین کہا جاتا ہے، اصل میں طرفین سے صحیح النّسب سیّد ہیں باپ کی طرف سے اُن کا سلسلہ نسب حضرت حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، والدہ ماجدہ کی جانب سے وہ حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بحر کا گوہر ہیں۔) (10)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ابتدائی تعلیم جیلان میں پائی۔ مزید تعلیم بغداد پہنچ کر حضرت شیخ حمادؒ سے حاصل کی اور خرقہ حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ سے۔ آپ نے سخت مجاہدے اور

بھرپور ریاضتیں کیں یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے آپ کو محبوبیت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمایا۔ آپ کی پُر تاثیر وعظ اور انقلاب آفرین عمل کا اعجاز تھا کہ آپ کے بیعت اور تلقین کے نظام نے وہ ہمہ گیر اور لازوال صورت اختیار کی جو آج تک قائم ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ حسنی اور حسینی ہونے کی وجہ سے عالی نسب پر فائز ہیں اور مرتبہ ولایت میں **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** کے مطابق اولیاءاللہ میں ممتاز ہیں کہ ان کا طریق اعلیٰ مرتبت ہے اور سب نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ حضرت شیخ جمال العارفین ابوالوفا فرماتے ہیں کہ:

''شیخ عبدالقادر جیلانی کا مرتبہ تمام ولیوں سے اعلیٰ ہے اور مجھے ان کے سر پر ایسا نور دکھائی دیتا ہے جس کی شعاعیں مشرق ومغرب پھیلی ہوئی ہیں'' ۔(11)

آشنائی با علوم اسلامی میں اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری لکھتے ہیں کہ :

''عبدالقادر گیلانی دنیا اسلام کی ان شخصیتوں میں سے ہیں جن کی بہت شہرت ہوئی۔ سلاسل صوفیا میں سے سلسلہ قادریہ کی نسبت ان سے ہے۔ بغداد میں آپ کی قبر مشہور ومعروف ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے بہت بلند دعوے (روحانی فتوحات) نقل کئے گئے ہیں۔ آپ حسنی سیّد ہیں۔''(12)

حضرت پیرانِ پیرؒ کی حسنی نسبت کی عظمتوں کا کیا کہنا خود فرماتے ہیں کہ:

انا الحسنی و المخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجالِ
و عبد القادر المشهور اسمی
وجدی صاحبُ العین الکمالِ (13)

یہ آفتاب شریعت وماہتاب طریقت ربیع الثانی 561ھ/1166ء کو بغداد شریف میں غروب ہوگیا۔ قدس اللہ اسرار اسلافہم واخلافہم۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

''جب شیخ عبدالقادرؒ نے وفات پائی تو بہ ہیئت ملاءاعلیٰ کے ہوگئے اور وہ وجود جو تمام عالم میں ہے ان میں منعکس ہوگیا اور پھر ان کے طریقہ میں روحانیت اور زندگی منتقل ہوگئی اور رہے گی۔''

حضرت جامیؒ کہتے ہیں:

گویم زکمال توجہ غوث الثقلینا　　محبوب خدا ابن حسن آل حسینا
سردر خدمت جملہ نہادند و گفتند　　تا اللہ لقد اشرف اللہ علینا

برصغیر کے نامور عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ جیلان کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

غوث اعظمؒ دلیل راہ یقین　　بیقین راہبر اکا بر دین
شیخ دارین ہادی الثقلین　　زبدہ آ لِ سید کو نین
در جملہ اولیاء　ممتا ز　　چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
اولیاء بند ہائش از دل و جاں　　قدم او بگر دن ایشا ں
منکہ پر وردہ نوال دیم　　عا جز از مدحت کما ل دیم
ہمہ دم غرق بجرا حا تم　　ای فدای درش ِ دل و جانم
در دو عالم بادست امیدم　　ہست بادی امید ما دیدیم

(شیخ عبدالقادر جیلانی راہ یقین کی دلیل ہیں، اکابرین دین کا یقین ہیں، شیخ دارین ہیں، ہادی الثقلین ہیں، جو ہر آل سید کونین ہیں۔ آپ تمام اولیا میں ممتاز ہیں، جیسے پیغمبر تمام انبیاء میں ممتاز ہیں۔ اولیا نے آپ کی اتباع دل و جان سے قبول کی، آپ کے قدم ان کی گردنوں پر ہیں۔ میں نے انکے نوالوں سے پرورش پائی ہے، میں انکی مدحت کمال سے عاجز ہوں۔ ہمہ وقت اپنے زخموں میں غرق رہتا ہوں، میں ان کے در کا دل و جان سے فدا ہوں۔ میری امید دونوں جہانوں میں انہی سے ہے، میں اپنی تمام امیدیں انہی سے وابستہ سمجھتا ہوں۔(14)

www.musapakshaheed.com

سیّدنا سیف الدین عبدالوہاب گیلانیؒ

حضرت الشیخ سید عبدالقادر جیلانی کے جانشین فرزند حضرت سیّد عبدالوہاب تھے جن کے القاب قدوۃ العلما، فخرالمتکلمین اور جمال الاسلام تھے، کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان 522ھ/ 1128ء میں ہوئی۔ تاج المکل میں سن ولادت 542ھ/ 1147ء لکھا ہے۔ قلاید الجواہر میں 25 شعبان کی تصریح ہے۔ بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ آپ ہر علم میں ید بیضاء رکھتے تھے۔ کرامات ظاہرہ اور مقامات فاخرہ کے ساتھ موصوف تھے۔ حقائق ودقائق کے سمندر کے شناور تھے، قدوۃ السالکین اور حجتہ علے الصادقین آپ کی شان تھی۔ اپنے والد قدس سرہ سے علوم حاصل کئے اور دوسرے مشائخ سے بھی۔ بڑے دور دراز سفر کر کے عرب وعجم میں استفاضہ کیا۔ علم حدیث وفقہ پہلے اپنے قبلہ وکعبہ کو سنائی اور پھر محدث وقت مولانا عبدالاولؒ، محمد بن عمرؒ اور احمد بن حسنؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے بیس سال کی عمر میں تمام علوم میں یکتا ہو کر بغداد شریف واپس تشریف لائے اور اپنے والد شریف کی خدمت میں وعظ گوئی کا اشتیاق ظاہر کیا اور آپ کے سامنے مسندِ وعظ پر قدم رکھا۔ بعدازاں سیّدنا سید عبدالوہاب علوم باطنی وریاضت کیطرف مشغول ہوئے تھوڑے عرصہ میں انہوں نے وہ یدطولیٰ حاصل کیا کہ معارف کے معراج پر پہنچے اور ولایت میں قائم مقام والد ماجد سمجھے گئے۔ بہجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث صمدانی کی وفات کے بعد آپ اسی مدرسہ میں جہاں غوث صمدانی درس فرمایا کرتے تھے مسند درس پر بیٹھے اور خلق اللہ کو فیضیاب کیا اور وعظ گوئی میں بھی وہ کمال حاصل کیا کہ جو باید وشاید۔ علامہ ابن رجب نے بھی لکھا ہے کہ آپ اعلے درجہ کے فقیہ وزاہد اور بہت بڑے واعظ تھے۔ قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی، مظلوم وستم رسیدہ لوگوں کی فریادرسی پر آپ خلیفہ وقت کیطرف سے مامور تھے۔ آپ کی وفات لیلتہ الخمیس 25 شوال 593ھ/ 1197ء میں ہوئی۔ جمعہ کے دن مقبرہ جیلیہ میں یہ آفتاب اسلام چھپ گیا۔ قدس سرہ العزیز۔

www.musapakshaheed.com

بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ حضرت سیّد عبدالوہاب کے دو صاحبزادگان سیّدنا صفی الدین عبدالسّلام اور ابوالفتح ضیاء الدین سلیمان اور ایک صاحبزادی مسمات عائشہ تھی۔ حضرت سیّدہ عائشہ کی کنیت ام الحسنات تھی کانت صالحہ ولیۃ ذات الکرامۃ (نیک اور صاحب کرامت ولی تھیں)۔ آپ کا نکاح سید مبارک بغدادی سے ہوا۔ جو بڑے زاہد اور پارسا تھے اور پھر ان کی اولاد صالحین ہوتی رہی ۔ ابوالفتح ضیاء الدین سلیمان قدس اللہ سرہ العزیز بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ سخاوت اور علم وحلم میں شہرہ آفاق تھے۔ زین العراق ان کا لقب تھا۔ تینوں بھائی بہن آپس میں عینی اخوت کے حامل تھے۔ ان کی والدہ کا نام تاج النساء بنت محمد دینوری تھا۔(15)

سیّد صفی الدین عبدالسلام گیلانیؒ

حضرت سید عبدالوہاب کے جانشین فرزند حضرت سیّد صفی الدّین ابونصر عبدالسّلام کالقب جمال الفقہاء، زین الصلحاء والمحدثین اور صوفی تھا۔ آپ بزمان حضرت غوث صمدانی قدس سرہ پیدا ہوئے تھے۔ شاگرد بھی انہیں کے تھے پھر اپنے والد سے مستفیض ہوئے۔ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ بغداد کی ایک جماعت آپ سے حدیث بھی روایت کرتی ہے۔ آپ محدث تھے، مفتی تھے، مدرس تھے۔ اہل علم کی بڑی عزت کرتے۔ ان کے اقوال وافعال سب شریعت کے تھے۔ خلیفہ ظاہر باللہ کو بھی جناب کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ 3رجب 611ھ/ 1214ء میں وفات پائی اور مقبرہ جیلیہ میں مدفون ہوئے، قدس سرہ العزیز۔

بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ آپ کے دو صاحبزادے مخدوم سیّد احمد اور سیّد حسن اور ایک صاحبزادی مسمات حضرت فاطمہ تھیں۔(16)

ابوالعباس سیّد احمد گیلانیؒ

حضرت سید صفی الدین عبدالسلام کے جانشین وفرزند حضرت سیّد احمد کا لقب علم الدین اور شیخ شیوخ العالم تھا۔ 558ھ/ 1163ء میں تولد ہوئے۔ اپنے والد ماجد سے علوم سیکھے۔ تکمیل

www.musapakshaheed.com

علوم کے بعد مسندِ درس پر زینت بخش ہوئے۔ صاحب وقار تھے، مخلوق خدا کو تلقین و تربیت سے فیضیاب فرمایا۔ بعدازاں بغداد شریف سے بوجہ فسادات روانہ ہو کر ارض روم (شام) میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ وہاں آب و ہوا مسرت بخش تھی مصمم ارادہ کر لیا کہ یہی دارالاقامت ہو، لیکن چاہتے تھے کہ اپنے والد اور جد قدس اللہ اسرار ہما سے بھی اگر اشارہ ہو جاتا تو پھر کوئی خدشہ نہ ہوتا۔ چنانچہ دونوں حضرات کی زیارت ہوئی جس میں اجازت کے شرف سے مجاز ہو کر شکر الٰہی کیا اور بے کھٹکا وہاں رہنے لگے۔ آپ کی ولایت عظمٰی و قطبیت کبریٰ کا شہر میں ڈنکا تھا۔ جوق در جوق رومی (شامی) بیعت میں داخل ہونے لگے۔ خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ آپ حلب میں آ کر اقامت گزیں ہو گئے، شجرۃ الانورار کے مطابق حلب کہ شہر شام و مملکت روم میں 25 رجب 630ھ/ 1233ء بھائیوں اور مریدوں کو داغ مفارقت دے کر واصل باللہ ہوئے، قدس سرہ العزیز۔ آپ کو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی فرزند عطا فرمایا تھا۔ جن کا نام مخدوم سید مسعود مشہور ہے اور انہیں سے یہ سلسلہ و ہابیہ گیلانیہ مزین عالم ہوا۔ (17)

محی الدین سید مسعود گیلانیؒ

حضرت سید ابوالعباس احمد کے جانشین و فرزند حضرت سیّد مسعود بلند اقبال کی کنیت ابوالبرکات اور ابوعلی ہے، لقب محی الدین مشہور ہے آپ نہایت فہیم اور صاحب اوصاف جمیلہ تھے۔ آپ عشق حق میں ہمیشہ مستغرق رہتے جس پر نگاہ رحمت ڈالتے تھے وہ دونوں جہاں کے غم سے نجات حاصل کر لیتا تھا۔ آپ مشائخ میں ممتاز تھے۔ آپ کی وفات 8 شعبان 660ھ/ 1262ء میں ہوئی، قدس سرہ العزیز۔ آپ کے صاحبزادہ مخدوم سید علی وارثِ خاندان ہوئے (18)

ضیاالدین سید علی گیلانیؒ

حضرت سید محی الدین مسعود کے جانشین فرزند حضرت سید علی قدس سرہ کی کنیت ابوالحسن اور لقب ضیاء الدین تھا۔ آپ بڑے عالم، متقی و پرہیزگار تھے۔ علما و فضلاء میں اعلیٰ مرتبت

تھے۔آپ نے بہت سے ممالک کی سیر کی۔جس وقت وعظ کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تو ایسے ایسے حقائق و معارف تو حید بیان کرتے جن کے ادراک سے علماء ظاہر کے افہام قاصر رہ جاتے۔حضرت سید ضیاالدین علی کی ولادت 645ھ/ 1247ء ہوئی اور وفات 2 محرم 715 ھ/ 1315ء میں ہوئی،قدس سرہ العزیز(19)

سلطان المشائخ سید شاہ میر گیلانیؒ

حضرت سید ضیاءالدین علی کے جانشین وفرزند حضرت سیّد شاہ میر نہایت پارسا،جلیل القدر،ذی مراتب اور عالی مناقب تھے۔آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔لقب سلطان المشائخ اور مخدوم الاولیاء تھا۔ولایت میں صاحب کرامات اور عالی مقامات تھے۔سیر وسیاحت کا شوق تھا آپ صاحب مدرسہ وخانقاہ تھے۔علماء آپ سے سندفضیلت حاصل کرنا باعث افتخار سمجھتے تھے۔حلب میں آپ کی ولادت 676ھ/ 1277ء کو ہوئی اور 8 ذی القعدہ 766ھ/ 1365ء میں وصال ہوا۔ حلب میں والد ماجد اور جدامجد کے ساتھ مزار مبارک ہے،قدس سرہ العزیز۔آپکے داخل النسب فرزند رشید حضرت سید شمس الدّین نصر ہیں۔(20)

مخدوم سید محمد شمس الدین نصر گیلانیؒ

حضرت سید شمس الدین بڑے جلیل القدر صاحب شان وشوکت تھے۔کنیت ابومحمد ہے۔سرزمین حلب میں 752ھ/ 1351ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کر کے اپنے والد ماجد سے دستارفضیلت باندھی اور خرقہ خلافت اوراجازت حاصل کیا۔آپ حلب میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔آپ کے دربار میں ہر وقت ہجوم رہتا آپ کے کمالات کا بڑا شہرہ تھا 832ھ/ 1429ء میں واصل باللہ ہوئے، خانقاہ مبارک حلب میں مظہر فیوض ومشہور ہے۔قدس سرہ العزیز۔آپکے صاحبزادے حضرت محمد غوث اول قدس اللہ سرّہ العزیز اُوچی کا تولد بھی وہیں حلب میں ہوا۔(21)

www.musapakshaheed.com

مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانیؒ

حضرت سید شمس الدین نصر محمد کے جانشین و فرزند حضرت مخدوم محمد غوث بندگی بحرِ عرفان ولایت اور گنجینہ اسرارِ ہدایت تھے۔ آپ کا لقب سلطان العارفین، قدوۃ السالکین، قطب الاولیاء اورغوث الاتقیاء تھا۔ آپ کو مخدوم محمد غوث الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی الرومی الخراسانی الحلبی الاوچی کہتے ہیں۔ آپ صاحب عظمت، کرامت، شوکت وجلالت تھے۔ اسی طرح جامع علوم معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، مجمع فضائل حسبی ونسبی اور منبع کمالات وہبی وکسبی تھے۔ بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم عرصہ تک روم (شام) میں رہے۔ پھر یونان تشریف لیے گئے اور وہاں فیضان وعرفان سے بہرہ یاب کرتے ہوئے، 864ھ/ 1460ء میں بعہد سلطان قطب الدین لنگاہ جو کہ ملتان کا والی اور حاکم تھا، ملتان دارالامان میں تشریف لے آئے۔ پھر اوچ شریف کے مبارک قطعہ میں توطن اختیار کیا۔ جس زمانہ میں آپ نے بقعہ اوچ کو سرفراز فرمایا تو جوق درجوق لوگ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ وقت بھی حلقہ ارادت میں شامل ہوکر نہایت اخلاص واطاعت کی راہ ورسم کا خیال رکھتا تھا اور سرمایہ فخر سمجھ کر حاضر خدمت رہتا۔ اخبارالاخیار میں لکھا ہے کہ ''آپ نے ایک مرتبہ بغیر مکمل ساز وسامان پوری دنیا کا سفر کیا اور دوسری بار متعلقین کے ہمراہ ملتان میں تشریف لائے اُس وقت ملتان میں علماء وفضلاء کا قحط تھا اس لئے آپ بہت مشہور ہوئے۔'' خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ ''ایک روز حضرت مخدوم نے دورانِ گفتگو والد گرامی سے عرض کی کہ فقیر کا دل یہ چاہتا ہے کہ اقلیم ہند میں کسی جگہ سکونت اختیار کرلوں۔ انہوں نے فرمایا: میں چراغ سحری ہوں، کچھ توقف کرو، میری وفات کے بعد تمہیں اختیار ہے جہاں جی چاہے رہنا۔ پس آپ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد براستہ خراساں ملتان آئے اور اوچ کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ صاحبِ شجرۃ الانوار نے آپ کا ورودِ اوچ 887ھ/ 1482ء لکھا ہے اُس وقت کے شاہ حسین لنگاہ حاکم ملتان وسندھ اور سلطان لودھی بادشاہِ ہند آپ

www.musabakshaheed.com

کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے آپ کے وجودِ مسعود سے سلسلہ قادریہ ہندوستان میں پھیلا۔''

بحر السرائر میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ عصر نے کسی مسئلہ کے لئے مجلس مباحثہ منعقد کرائی۔اطراف واکناف کے علماء جمع ہوئے۔حضرت مخدوم قدس سرہ کو بھی شمولیت جلسہ کی درخواست کی گئی۔آپ بھی تشریف لائے۔مقدمات بحث طے کرتے ہوئے کارروائی شروع ہوئی۔علماءِ ظواہر نے پوشیدہ یہ امر طے کرلیا کہ حضرت مخدوم کی گرم بازاری ہماری جاہ وعزت کو سرد کردیگی۔چنانچہ ایک پیچ در پیچ سوال آپ کے پیش ہوا کہ اسکا جواب بذمہ جناب مخدوم ہے۔ چونکہ وقت تنگ ہو چکا تھا اور مصلحت وقت بھی اسی کی متقاضی تھی۔آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب کل پر رکھنا چاہیئے کہ مکمل تشفی ہوگی۔مجلس برخاست کردی گئی ہر ایک اپنے اپنے فرودگاہ پر پہونچا۔ حضرت مخدوم اُن کے بُرے ارادہ پر مطلع تھے اس فکر میں ہوئے کہ کوئی ایسا دندان شکن جواب ہو۔ اس فکر میں غنودگی ہونے لگی کہ یکا یک باب مدینہ علم حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت فیض بشارت حصول ہوئی۔آپ نے آتے ہی فرمایا، اے فرزند! اگر ایسا دندان شکن جواب سردست وجود نہ تھا تو وعدہ کیوں کیا! منہ کھولو! اطاعت کی گئی۔حضرت علیؓ نے اپنا لعاب مبارک حضرت مخدوم کے منہ میں ڈالدیا اور فرمایا کہ جاؤ، جیسا چاہو گے ویسا جواب ہوگا۔فرماتے ہیں میں نہایت ہشاش وبشاش ہو کر منتظر وقت رہا۔وقت پر مجلس مباحثہ میں حاضر ہوا اور ایسی فصاحت وبلاغت سے جواب کی تقریر کی اور ایسے استدلال قائم کئے کہ سب دنگ ہو گئے۔لکھا ہے کہ:

''جواب آن مقدمہ فرمودو بہر وجہی رادلیلی نمود کہ باعث حیرت

حاضران شد،این معاملہ بعینہ نسبتِ وارثت است،،۔

سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ہمارے عقول کی معراج وعلوم کی ترقی کا اس مقام تک پہنچنا دشوار ہے۔**ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔**

بحر السرائر میں لکھا ہے کہ سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان کو جب باربک خان اور تاتار خان

حاکم پنجاب کے ملتان پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو سخت مضطرب ہوا فوراً حضرت مخدوم محمد غوث بندگیؒ کی خدمت میں قاصد دوڑایا اور دُعا کی درخواست کی اور خود لشکر لے کر دہلی کے لشکر کے مقابلے میں نکل پڑا۔اسی اثنا میں بارگاہ غوثیہ سے قاصد نے واپس آ کر فتح مبین کی بشارت دی جس سے سلطان لنگاہ کی دلجمعی ہوئی اور بھر پور مقابلہ کے بعد فتح مند ہوا۔

حضرت مخدوم محمد غوث بندگی شعر گوئی میں بھی کمال رکھتے تھے۔تیسیر الشاغلین کے مطابق آپ ''مفتاح الاخلاص'' کے ناظم ہیں۔اخبار الاخیار کے مطابق آپ نے غوث پاک کی منقبت میں نظمیں لکھیں،آپ کا ایک دیوان بھی ہے،آپ کا تخلص قادری تھا اور بڑے ذوق سے اشعار کہتے تھے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں:

آئینہ صاف باغل و غش صافی دل و پاک رائے شکاک

گر صاف شوی و پاک دائم میگوی چو قادری تو ناپاک

ما بلبل بوستان قدیم شہباز سفید دست نسیم

بحر السرئر کے مطابق آپ کی بیوی دختر سلطان قطب الدین لنگاہ سے کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسری بیوی سیّد صفی الدین گازرونی بانی اوچ کے خاندان سے تھیں۔(22)ان کا نام حضرت فاطمہ بنت مخدوم ابوالفتح حسینی گازرونی تھا۔ان سیّدہ کے بطن مبارک سے حضرت مخدوم کے چار فرزند ہوئے۔مخدوم سید عبدالقادر ثانی،سید عبداللہ ربانی،سید مبارک حقانی اور سید محمد نورانی۔حضرت بی بی صاحبہ کے حصہ میں جو زمین معین ہوئی وہ اُچ گیلانیاں کے نام سے مشہور ہے۔(23)

حضرت سیّد عبداللہ ربانی فضیلت و لطافت طبع میں بے نظیر تھے۔انکے کمالات وفضائل مشہور عالم تھے۔مولانا جامی کے ہم زمان تھے۔عارف جامی نے ان کے والد ماجد اور اُن کے حالات کو سنکر قصاید مدحیہ لکھے اور پیش کرائے۔(24)

حضرت سید مبارک حقانی عالی مقام اور شجاع تھے۔جذب واستغراق،طبع عالیہ پر غالب تھا۔شیخ معروف چشتی نے جو حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔حاضر

www.musaparshaheed.com

خدمت رہ کر نعمتِ خلافت پائی، آپ نے بشارت دی تھی کہ تمہاری ذات سے نیا سلسلہ جاری ہو گا۔ چنانچہ شیخ معروف چشتی نوشاہی سلسلہ کے مورثِ اعلیٰ ہوئے۔(25)

حضرت مخدوم محمد غوث بندگی نے 923ھ/ 1517ء میں وفات پائی۔ اُچ شریف کی خاک پاک میں مدفون ہوئے، قدس سرہ العزیز۔ خانقاہ محبوب سبحانی اُچ شریف، قادریہ سلسلہ کی عظیم المرتبت زیارت گاہ خلق ہے۔(26)

مخدوم سید عبدالقادر ثانی گیلانیؒ

حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی قدس سرہ کے جانشین صاحبزادے حضرت سید عبدالقادر ثانی حسنی حسینی جیلانی، صاحب کرامات ظاہرہ وحالات باہرہ تھے۔ مقامات علیا و مناقب سنیا سے موصوف کمال و جمال تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ غوث صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانی کا کوئی ثانی نہیں ہوسکتا لیکن چونکہ وارث حقیقی حضرت غوث الثقلین ہوئے اور کمالات میں پورا اتباع آنجناب کیا لہٰذا آپ کو شیخ عبدالقادر ثانی و مخدوم ثانی کے اعزاز سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت مخدوم ثانی ایک روز زمانہ جوانی میں بیابانِ اوچ میں شکار کر رہے تھے کہ ایک تیتر عجیب وغریب آواز سے نالہ وفریاد کر رہا تھا، اس وقت ایک درویش اس طرف سے گزرا۔ کہنے لگا سبحان اللہ! ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ نوجوان بھی محبتِ حق میں اس تیتر کی طرح نالہ وفریاد کرے گا۔ اس درویش کی یہ بات آپ کے دل میں تیر کی طرح اُتر گئی۔ اُسی وقت ترکِ علائق کر کے دنیا و اہل دنیا سے فارغ ہوگئے۔ اور یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ایک روز آپ کے پدر بزرگوار نے مخمل کے کچھ ٹکڑے آپ کے پاس بھیجے کہ انہیں خرقہ و پوستین کے ابرہ کے لئے استعمال کیجئے۔ فرمایا کہ مخمل کے ان ٹکڑوں سے شکاری کتوں کے لئے جل بنائے جائیں۔ آپ کے والد ماجد نے جب یہ سنا تو اپنے پاس بلا کر اظہار ناراضی فرمایا۔ اسی روز رات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو

www.musapakchaheed.com

خواب میں دیکھا۔فرماتے ہیں کہ عبدالقادرؒ میرا فرزند ہے۔اس کی ظاہری و باطنی تربیت میرے ذمے ہے۔آپ کو اس کے ساتھ کوئی کام نہیں۔دوسرے فرزندوں کی تربیت کیجئے۔روایت ہے جب والد ماجد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے تو سلاطین وامرا کی صحبت کو کلی طور پر ترک کر دیا حالانکہ آپ کے دوسرے بھائی شاہی دربار سے وابستہ تھے۔انہوں نے کبھی تعلقات منقطع نہیں کئے تھے۔آپ کے اس استغنا پر سکندر لودھی سے کچھ تعلقات کشیدہ ہو گئے۔اس نے چاہا کہ ان کی بجائے سجادہ نشین ان کے دوسرے بھائی کو کر دیا جائے۔آپ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی اور ابھی یہ تجویز عمل میں نہیں آئی تھی کہ آپ نے تمام فرامین جاگیر جو متعلق بہ خانقاہ تھے بادشاہ کو دہلی بھیج دیئے اور لکھ بھیجا کہ ہم کو نہ بادشاہی جاگیر کی ضرورت ہے اور نہ سجادہ نشینی کی۔آپ جس کو چاہیں سجادہ نشین بنا دیں۔بادشاہ نے بہ نظر مصالحت کئی مرتبہ آپ کو تشریف لانے کی دعوت دی مگر آپ نہیں گئے۔ایک مرتبہ یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

بہ ہیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست　　ہر آنچہ بر سر ما می رود مبارک باد
کسیکہ خلعت سلطان عشق پوشیدہ است　　بہ حلہ ہائے بہشتی کجا شود دل شاد

(ہم اس دروازے کو چھوڑ کر اور کسی دروازے پر نہیں جا سکتے، اس کے صلہ میں ہمیں جو کچھ برداشت کرنا پڑے گا اسے خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔جس نے عشق کی بادشاہی کا لباس پہن لیا ہوا اس کا ان بہترین لباسوں سے دل مسرور نہیں ہوتا۔)

اس کے بعد تمام اخراجات توکل اور خزانہ غیبی (خود اعتمادی) سے چلتے رہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ جواب مشابہ اس جواب کے ہے جو حضرت غوث صمدانی نے شاہ سنجر کو دیا تھا۔(27)

لنگاہ حکومت کے بعد ملتان کے حاکم لنگر خان جو حضرت مخدوم ثانیؒ سے دلی عقیدت رکھتا تھا اور میر جہاں خان لنگاہ جو بحیثیت لنگاہ ملتان پر اپنا حق فائق سمجھتا تھا، حضرت مخدوم ثانی کا مرید تھا، کے درمیان حضرت مخدوم ثانی نے صلح کرا دی تھی تا کہ ملتان میں امن وامان رہے اور

www.musapakshareed.com

لنگر خان حضرت کی معیت میں مع لشکر کے شدید بارش میں خیریت سے لاہور پہنچ گیا تا کہ ملتان کی حکومت بابر کے حوالے کی جائے۔

حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی کے سات صاحبزادہ تھے۔ مخدوم سید عبدالرزاق، سید فتوح الملک، سید جلال، سید حسن، سید جعفر، سید حسین اور سیّد زین العابدین۔ ان میں سے سیّد فتوح الملک، سیّد جلال اور سیّد حسن کی والدہ ماجدہ دختر سیّد محمد بخاری از اولاد امجاد حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری اُوچی قدس سرہ تھیں۔(28)

تیسیر الشاغلین کے مطابق حضرت مخدوم ثانیؒ کی تصنیف اورادِ قادریہ ہے۔

حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی 18 ربیع الاول 940ھ/ 1533ء عالم جاودانی سے رخصت ہوئے اور والد بزرگ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ قدس سرہ العزیز۔(29)

مخدوم سیّد عبدالرّزاق گیلانیؒ

حضرت سیّد عبدالرزاق قدس سرہ، حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ جلیل القدر اور صاحب ذی وقار تھے۔ آپ کی والدہ قوم کی لنگاہ تھیں۔ حضرت کو خوبصورتی میں یوسفی حصہ ملا ہوا تھا۔ بڑے زاہد، متقی، پارسا تھے، ارباب دنیا سے بے نیازی شیوہ تھا۔ عالی ہمتی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ فضائل و مناقب آپکے بکثرت ہیں۔ بعض مقتضیات کے باعث ناگور تشریف لے گئے۔ حاکم ناگور نے اس غنیمت کبریٰ کے قدوم میمنت لزوم (بابرکت آمد کے عظیم الشان فائدہ) کو اپنی خوش قسمتی جان کر ارادت کی سلک (سلسلہ) میں منسلک ہوا۔ جاگیر زرخیز عطا کی کہ خرچ خانقاہ و فقرا کا مصرف ہو۔

ایک دن مجلس آراستہ تھی فرمانے لگے کہ والد ماجد مخدوم ثانی نے مجھے یاد فرمایا ہے اور تاکیداً اپنے حضور میں طلب کیا ہے۔ دیکھئے کیا اسرار وقوع میں آتے ہیں۔ دوسرے دن پھر فرمایا کہ رات کو دروازہ پر آکر آواز دی کہ جلد آیئے۔ آپ حسب الفرمان حضرت مخدوم ثانی روانہ ہوئے ملتان پہنچ کر عقدہ کھلا کہ حضرت مخدوم ثانی بوقت ارتحال وصیت کر گئے تھے کہ صاحبزادہ

عبدالرزاق چونکہ ناگور میں ہیں۔جس وقت یہاں پہنچیں، تو یہ خرقہ بھی ان کو پہنانا اور اجازت خلافت ونعمت مشیخت بھی انہی کے سپرد کرنا۔ چنانچہ حسب الوصیت تعمیل کی گئی۔ایک مدت تک فیض پاشی کرتے رہے اور اُن کی ذات بابرکات سے عجائب وغرائب کرامت نمودار ہوتے رہے۔ آخر کار 5 جمادی الاخری 942 ھ/ 1535ء میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل باللہ ہوئے۔مزار مبارک اوچ میں زیارت گاہ ہے۔قدس سرہ العزیز

حضرت مخدوم سیّد عبدالرزاق کے تین فرزند تھے۔سید مخدوم شیخ حامد۔سید غلام علی۔سیّد شریف۔(30)

مخدوم سیّد حامد جہان بخش گیلانیؒ

حضرت مخدوم سیّد حامد جہان بخش و گنج بخش بن مخدوم سید عبدالرزاق بن مخدوم سید عبدالقادر ثانی قدس اللہ اسرارہم، حضرت غوث صمدانی محی الدّین جیلانی قدس سرہ کے خلیفہ مطلق و صاحب سجادہ برحق تھے۔ بزرگ علیشان، رفیع المکان، مظہر جلال کبریا، صاحب تصرف وحال ،کرامت، عظمت وجلالت سے موصوف تھے۔سلیمانی جاہ جلال تھا۔ وین ودنیا کے بادشاہ عالیجاہ تھے۔جس طرح صاحب کرامات جلیلہ وخوارقات سنیہ تھے۔اسی طرح متاع دنیوی جس قسم کا وجود میں آسکے سب موجود تھالیکن بایں ہمہ ایسے وسیع القلب سخی تھے کہ مالک ''نصاب نامی'' جو کہ زکوٰۃ کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے ہرگز نہ ہوسکے۔اسلئے ان کالقب گنج بخش مشہور ہے۔اپنے جدامجد حضرت مخدوم ثانی کے مرید تھے۔قطب الوقت، فرد الاحباب اور وترا قطاب سے ملقب تھے۔آپ کی کنیت ابوالفیض وابوموسیٰ ہے۔جس مرید کو خلافت کے عطیہ سے ممتاز فرماتے تو یہ بھی فرمادیتے کہ تجھے دونوں جہانوں کی سلطنت کا مالک کردیا۔یوں جہاں بخش بھی معروف ہوئے ۔آپ کی والدہ سیّدہ بنت سیّد عبداللہ ربانی بن مخدوم محمد غوث بندگیؒ اپنے ہی خاندان کی تھیں۔

آپ کے مناقب، مناصب وفضائل کثرت سے ہیں۔قبولیت عامہ رکھتے تھے۔ شہرت ہند سے بلخ تک پہنچ چکی تھی آپ کے مریدوں کی تعداد جو بلا وسیلہ فیضیاب اور جو خلفاء

www.musapakshaheed.com

حضرت سے بہرہ ور ہوئے ایک لاکھ تک ہوتی ہے۔آپ کے خلفا تمام اہل کمال تھے۔ان میں حضرت سید داؤد کرمانی جن کا مزار شیر گڑھ میں ہے اور حضرت شیر شاہ مشہدی جن کا مزار ملتان کی غربی طرف 9 میل پر زیارت گاہ خلق ہے، شامل ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد کرمانی آدھی رات کو پیر خانہ آئے اور آواز دی، حضرت شیخ حامد جہاں بخش اپنے وظیفہ واوراد سے شب بیداری فرماتے تھے، آپ باہر آئے تو انہوں نے اپنا سر پیر کے قدموں میں رکھ دیا اور کہا:

''یا پیر دستگیر دریں وقت مراد من بر نفس نفیس حضرت موقوف است''

(اے پیر دستگیر اس وقت میری مراد آپ کی ذات گرامی پر ہی موقوف ہے)

حضرت مخدوم شیخ حامد جہاں بخش نے فرمایا۔

"متصرف ایں دیار و کونین باشے و تصرف ہر دو جہاں واستعالھا بتو نصیب کرد" (اس سرزمین اور کونین میں متصرف ہو جا، دونوں جہانوں میں روحانی تربیت کا تصرف اور استعمال کا حق میں نے تیرے تصرف میں دیا)

اس عطاء پر شیخ داؤد کی حالت عجیب ہوگئی مگر حضرت مخدوم حامد جہاں بخش نے انہیں سنبھالا اور فرمایا:

''اے داؤد سر بلند کرو، اے داؤد وصل الی اللہ کرو''

پھر وہ آپ کی اجازت سے متعلقات پنجاب میں آئے مخلوق کو دعوت دی اور عظیم مقبولیت پائی۔ بہت سے لوگ سلسلہ قادریہ میں داخل ہوئے۔

تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم حامد سیر و سیاحت کے دلدادہ تھے۔اوچ میں بہت کم رہتے تھے۔مقامات داؤدی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کئی بار لاہور جاتے ہوئے ست گھرہ سے گزرے۔ملتان تو ویسے بھی سیاست اور روحانیت کا مرکز تھا یہاں حضرت مخدوم اکثر و بیشتر تشریف لاتے تھے۔

www.musapaksharif.com

حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش تکلف پسند نہ تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شب خوابی کے لباس میں تہجد سے فراغت حاصل کی تو اسی وقت خواجہ جہان یکے از وزرائے عالی تبار مع خلعت فاخرہ حاضر ہوُا کہ بادشاہ وقت زیارت و دعا طلبی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ مکان کی مناسب آراستگی کر کے یہ خلعت زیب بدن فرما لیں۔ حضرت مخدوم نے جواب دیا کہ بادشاہ مجازی کی ہمنشینی کے لئے وہ لباس، جو معبود حقیقی کی عبادت سے مزین ہو چکا ہے، نہیں بدلا جا سکتا۔ اسی لباس میں بادشاہ سے ملے اور فرمایا کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت اور تعجب ہے کہ وہ مخلوق کے لئے اس طرح کے کارنامہ پیش کرتے ہیں کہ وہ مخلوق کے سامنے با اعتبار ثابت ہوں۔ لیکن کار با خلاق است با خلق چہ کار۔ (کام تو خالق سے ہے، مخلوق سے کیا سروکار)

بحر السرائر میں لکھا ہے کہ ابھی سوری خاندان حکومت میں تھا کہ ایک مرتبہ حضرت مخدوم حامد کا رُشد و ہدایت کا اجلاس گرم تھا کہ دفعتہً گھوڑوں کی کربناک آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت نے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ سرکاری کارندے گھوڑوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا اور اسی عالم اضطراب میں فرمایا کہ:

''بارگاہ الٰہی میں گھوڑوں کی فریاد قبول ہو گئی ہے۔ فرمان جاری ہوا ہے کہ افغانوں سے ہندوستان کی سلطنت ضبط کر لی جائے۔''

آپ صاحب کرامات مشہور تھے، ہمایوں کو جب شیر شاہ نے شکست دی تو اُس نے شاہ طہماسپ والی ایران کے پاس جا کر امداد طلب کی۔ ہندوستان واپسی پر ہمایوں کو یہ خیال ہوا کہ جب تک کسی کامل مکمل کی لب جنبانی نہ ہو گی، مشکل کشائی نہ ہے لہٰذا حضرت مخدوم حامد کی خدمت میں دعا طلبی کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے ایک دستار اسکے سر پر اس وقت بندھائی، جسکے سات پیچ ہوئے۔ فرمایا کہ سات پشت تک تو سلطنت تیرے خاندان میں رہے گی۔ چنانچہ جاتے ہی فتح ہوئی اور سات پشت تک سلطنت چلتی رہی۔

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے منقول ہے کہ:

ایک زمانہ تک بارش نہ ہوئی، لوگ پریشان ہو کر نمازِ استسقاء کے لئے نکلے، دعائیں

مانگی گئیں، نتیجہ برآمد نہ ہوا، کسی نے کہا حضرت مخدوم حامد جہاں بخش قدس سرہ کی خدمت میں چلو، وہ آئے تو اس وقت ایک قوال بھی حاضر ہوا، قوال سے فرمایا کوئی چیز ملہار میں کہو، اس نے شروع کی، حضرت نے وجد میں آکر ہاتھ بلند کیا اور فرمایا آج ہماری استسقاء یہی ہے (کہ دل کی گہرائیوں سے اللہ سے دعا کی ہے) بس بارش شروع ہوگئی اور اتنی ہوئی کہ لوگوں کو بند کروانے کے لئے پھر حاضری دینا پڑی۔

حضرت قدس سرہ سے منقول ہے کہ بیرم خاں ملقب بہ خانِ خاناں ایک روز نماز مغرب کے وقت حضرت شیخ حامد جہاں بخش کے پہلو میں کھڑے تھے، آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اس نے بھی کہی پھر آپ کے خنجر کی طرف دیکھا اور نماز مکمل ہونے پر اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھا اور کہا واللہ باللہ ثم باللہ (خدا کی قسم خدا کی قسم پھر خدا کی قسم) میں نے کابل میں جاگتی آنکھوں سے اسی خنجر کو ہوا میں پرواز کرتے دیکھا جو کہہ رہا تھا ملکِ ہند پر متصرف ہوجا، چنانچہ اسی طرح ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

آخر عمر میں طبیعت پر خشیتِ الٰہی کا غلبہ ہوگیا تھا۔ بڑا گریہ کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بے نیازی پر نظر پڑتی ہے تو تمام طاعات وعبادات بے وزن معلوم ہونے لگتی ہیں۔ کیا معلوم کہ انجام کیا ہوگا۔ رحلت کے قریب گریہ وقلق بڑھ گیا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں بے اختیار پُرآب ہوجاتی تھیں۔ حضرت مخدوم نے 19 ذی قعدہ 978ھ/ 1571ء بعد غروبِ آفتاب جان جانِ آفرین کے سپرد کی:

شیخ حامد گنج بخش دو جہاں　　شد بملکِ خلد زایں فانی سرا
شیخ محبوب است سال وصل او　　نیز حامد شاہ سید مقتدا

آپ کے دو فرزند ہوئے حضرت سید نظام الدین عبدالقادر گیلانی اور حضرت مخدوم سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانی۔ (31)

حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کے مفصل حالات آمدہ ابواب میں دیئے جا رہے ہیں جو کہ ''انا الحسنی والمخدع مقامی'' کی تفسیر ہیں۔

www.musapakshaheed.com

حواشی و مآخذ

1 تا3) بحرالسرائر (قلمی) از سید سعد اللہ رضوی (گیلانی سادات کا تذکرہ) شمارہ نمبر 36771، پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان۔

4) سیرۃ ابن ہشام، مقبول اکیڈمی، اشرف پریس لاہور، 1965ء، صفحہ نمبر 25، 69

5) تفسیر روح البیان، از اسماعیل حقی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 2003ء

6) ملفوظات مہریہ، اردو ترجمہ و مرتبہ مولوی فیض احمد نور آرٹ پریس، راولپنڈی، بار دوم، ملفوظ نمبر 33، صفحہ نمبر 74

7) تاریخ دعوت وعزیمت از سید ابوالحسن علی ندوی، ایجوکیشن پریس کراچی، 1976ء، صفحہ نمبر 258

8) گلزار معرفت از حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، بحوالہ مجلّہ خاتون پاکستان، غوث اعظم نمبر، کراچی، 1967ء، صفحہ نمبر 41

9) تیسیر الشاغلین از شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ (اردو ترجمہ)، بیکن بکس، ملتان صفحہ نمبر 156

10) قومی ڈائجسٹ، پیران پیر نمبر، قومی پبلیکیشنز لاہور، صفحہ نمبر 301

11) خلاصۃ المفاخر از امام عبداللہ یافعی، اردو ترجمہ از سید فاروق قادری، المعارف، بختیار پرنٹر لاہور، 1983ء، صفحہ نمبر 175

12) آشنائی با علوم اسلامی از استاد شہید مرتضٰی مطہری، اردو ترجمہ عرفان کی مختصر تاریخ، رسالہ فجر شمارہ نمبر 23، خانہ فرہنگ ایران، پاکستان، صفحہ نمبر 12

13) قصیدہ غوثیہ، از تیسیر الشاغلین، بیکن بکس، ملتان، 1997ء/ قومی ڈائجسٹ، پیران پیر نمبر، قومی پبلیکیشنز لاہور، صفحہ نمبر 310

14) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی چوک اردو بازار لاہور/ منقولات موسیٰ پاک شہید از بحرالسرائر (مخطوطہ)

15 ـ 21) بحرالسرائر، غوث اعظم، جدید تاریخ اُوچ شریف، شجرۃ الانوار، اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیاء، تاریخ ملتان فریدی، (جلد دوم)

www.musapakshaheed.com

(22 اخبارالاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت سید عبدالرحمٰن صفی الدین حسینی گاذرونی جو کہ شیخ ابواسحٰق گاذرونی کے بھانجے تھے نے اوچ شہر کی بنیاد رکھی اور انہوں نے ہی اسے آباد کیا۔ جدید تاریخ اوچ میں لکھا ہے کہ آپ 370ھ/ 981ء میں یہاں تشریف لائے تھے۔

(23 بحرالسرائر، غوث اعظم، اخبارالاخیار، خزینۃ الاصفیاء، تاریخ ملتان (فریدی)

(24 حضرت عبداللہ ربانی کے ایک فرزند سید اسمٰعیل تھے جو کہ فضائل کسبی و شغل باطنی سے موصوف تھے، پھر ان کے دو فرزند سید بہاء الدین و سید بدرالدین ہوئے جو صاحب کمالات و کرامت تھے۔ حاجی سیّد محمد ہاشم جو مشائخ قادریہ سے ہوئے اُن کے جدِ اعلےٰ یہی ہیں۔ سیّد محمد ہاشم 12 سال سیاحت میں رہ کر بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کے صوفیہ کرام سے مستفید ہوئے۔ اخیر لاہور میں قیام فرمایا، خلق کثیر ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔ مزار پُرانوار لاہور میں ہے، قدس سرہ العزیز۔ بہاول پور کے مضافات میں بعض سادات گیلانی بھی حضرت سید عبداللہ ربانی کی اولاد ہیں اور آپ کی اولادِ میں سے حاجی سید فیض میر شاہ کوہاٹ، سید صفدر علی، سید بدرالدین اور صوفی علی گیلانی کچہری بازار پشاور، سید قاسم علی حاجی پیر مکھڈ، سید حیدر علی لکھنو، سید عبدالقادر شاہ گدائی تکیہ املی والہ لاہور، سید علی اصغر گیلانی موئف شجرۃ الاانوار بریلی، سادات پھلروان بھی رشد و ہدایت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔

(25 حضرت مبارک حقانیؒ کو ایک فرزند اللہ واہب العطایا نے عطا فرمایا۔ جنکا نام میر میران مشہور ہے جو صاحب کمالات تھے۔ 70 سال کے ہوکر 883ھ/ 1478ءمیں بمقام لاہور وفات پائی۔ ان کے پانچ صاحبزادہ تھے سید علاء الدین، سید نظام الدین، سید حسن، سید عبدالرحمٰن اور سید رحمت اللہ۔ سید حسن تو صغیرسن وفات پا گئے۔ باقی صاحبزادگان ذی کمال صاحب منقبت ہوئے یہ سب لاہور میں تھے۔ سید محمد غوث پانی پتی کا تعلق بھی آپ کے خانوادہ سے ہے۔ حضرت مبارک حقانی کی اولاد میں سے سید نظام الدین پیر بودیاں والا میانی صاحب لاہور، سید قائم علی شاہ ست گھرہ شہر، چن پیر، پاکپتن شریف، سادات کوہاٹ و قبولہ و گجرات بھی قادریہ سلسلہ کی ترویج میں مصروف رہے۔

(26 ایضاً

(27 خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری، المعارف، گنج بخش روڈ لاہور، جلد اول صفحہ نمبر 193

(28 ایضاً۔ حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی کے صاحبزادے سید زین العابدین گیلانی اپنے والد کے

www.musapakshaheed.com

سامنے فوت ہوئے۔انکی والدہ خانوادہ لنگاہ سے تھیں۔ حضرت سید زین العابدین کے ایک صاحبزادہ مخدوم سید محمد غوث بالا پیر تھے جو بغایت درجہ حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی کے پیارے تھے۔55 سال کی عمر پائی اور بمقام ست گھرہ (اوکاڑہ) مدفون ہوئے مزارِ پُر انوار وہیں زیارت گاہ ہے قدس سرہ العزیز۔آپ کی اولاد میں سے حضرت سید عبدالرزاق الملقب بہ شاہ چراغ بہت مشہور ہوئے ہیں، لاہور میں آپ کا مقبرہ ہائی کورٹ کی عمارت کے پہلو میں زیارت گاہ ہے۔قدس سرہ العزیز۔حضرت بالا پیر کی اولاد میں سے سیّد عبدالقادر ولی عصر تھے اور تجارت کرتے تھے۔سیّد اللہ بخش اخلاق حمیدہ وصفات برگزید تھے بنگالہ (یا بنگلہ) میں وصال فرمایا۔حضرت بالا پیر کے خانوادہ سے سخی سیدین دیپال پور، سید اللہ بخش، شیخو شریف، سید عنایت ولی لنگیری جالندھر، سید اقبال شاہ چک 315 گ ب ٹوبہ ٹیک سنگھ، سادات محلّہ لنگر سرائے جمال دین والی ومحلّہ گیلانی لاہور بھی رُشدوہدایت میں مصروف رہے۔تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ میر چاکر خان اور ست گھرہ کے دو سرے سینکڑوں بلوچ مخدوم سید محمد غوث بالا پیر کے مرید تھے۔انہیں میر چاکر خان ست گھرہ لے گئے تھے۔اور وہاں (ست گھرہ شہر سے کچھ فاصلے پر) اُنہیں خانقاہ تعمیر کرادی تھی۔لیکن جو بلوچ کوٹ چاکر، اُچ اور ملتان کے گردوپیش آباد تھے، یہ سب مخدوم سید حامد جہاں بخش گیلانی بن مخدوم سید عبدالرزاق گیلانی بن مخدوم سید عبدالقادر ثانی کے مرید تھے۔

29۔31) ایضاً

اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ نماز کی مختلف ہیئتوں میں سے ہر ہیئت کے اندر ایک خاص راز ہے، خاص حکمت ہے جو اس کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جا سکتی۔اہل وجدان، ذوق اور حال کے راستے سے اس کی لذت تک پہنچ جاتے ہیں۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

باب دوم

خانوادۂ مرشد

علمی اور روحانی خدمات

www.musapakshaheed.com

آن نور که از مشرق جیلان تابید
بس عالم و آدم همه روشن گردید
زو مشرق و مغرب شده روشن آخر
از اوچه و ملتان همه گشت است پدید
(شیخ محدثؒ)

www.musapakshaheed.com

خانوادہ شیخ الکُل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعلیم و تربیت کے زیر اثر چھٹی صدی ہجری سے صاحب زیب و زینت مساند ارشادِ قادریہ نے ایک باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی اور انہوں نے اشاعت اسلام اور اصلاح احوال پر خصوصی توجہ دی' درسی تعلیمات کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کی تربیت کا اہتمام کیا تاکہ اسلام کی شمع لوگوں کے ذہن و دل کو روشن کرے، ان کے ارادہ و عمل میں مطابقت پیدا ہو جائے اور وہ صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔

آج کا عہد عالمگیریت کا ہے قادریہ سلسلہ کا ارتقاء اور دنیا میں اس کی مقبولیت درحقیقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اس ارشاد ''المخدع مقامی'' (میرا مقام، دنیا کا محور ہے) کا عملی ثبوت ہے جس کے بارے میں درج ذیل چند مثالیں پیش ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی میں ہی ان کا سلسلہ مکہ مکرمہ میں مقبول ہو گیا تھا۔ صالح بن مہدی کے بقول مکہ مکرمہ میں قادریہ سلسلہ کی ایک رباط موجود تھی۔ ایشیاء اور قسطنطنیہ (استنبول) میں سلسلہ قادریہ کو حضرت اسماعیل رومیؒ نے پھیلانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی انہیں لوگ ''پیر ثانیؒ'' کہتے ہیں اور ان علاقوں میں ان کے زمانے میں 40 خانقاہیں تھیں۔ یمن میں حضرت علی بن خدادؒ، شام میں حضرت محمد البطائی بعلبکیؒ اور بعلبک میں حضرت محمد الیونینی بعلبکیؒ سلسلہ قادریہ کے مشہور مبلغین تھے۔ حلب میں سید ابوالعباس احمد اور سید شمس الدین نصر محمد گیلانیؒ قادریہ سلسلہ کے مشہور رہنما تھے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادوں حضرت عبدالوہابؒ، حضرت عبدالرزاقؒ، حضرت ابراہیمؒ اور حضرت عبدالعزیزؒ کی اولاد نے بھی اس سلسلہ کو بڑا رواج دیا، ہجرت ہسپانیہ اور سقوط غرناطہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد کا مراکش آنا اور فاس کے

www.musapakshaheed.com

جیلالہ شرفاء کا مکمل شجرہ نسب ''آرچ مارکو'' میں درج ہے۔ فاس کی پہلی خانقاہ کا ذکر ابن الطیب القادری نے کیا۔ سپین کا سقوط ہوا تو مسلمان ہجرت کر کے قادریہ سلسلہ کی خانقاہ ''ساقی الحمراء'' میں مقیم ہوئے تو شیخ طریقت نے ان کی تبلیغ و اصلاح کے لئے انتظام بھی کیا۔ الجزائر پر فرانسیسیوں کے حملے کے بعد استعمار کے خلاف جنگ کے لئے قادریہ سلسلہ کے وہاں کے پیشوا محی الدین کو قیادت پیش کی گئی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبدالقادر کو دی اور جنگ میں حصہ لیا۔ بغداد کو تہہ تیغ کرنے والے ہلاکو کی اولاد بھی سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئی۔ صلاح الدین ایوبی اور ان کے والد کی روحانی نسبت بھی سلسلہ قادریہ سے تھی۔

براعظم افریقہ میں بھی سلسلہ قادریہ کو بڑی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ مغربی افریقہ میں ''الفراوات'' میں قادریوں کی بڑی خانقاہ پائی جاتی ہے جس کے متوسلین ٹمبکٹو مالی تک پھیلے ہوئے ہیں ایک اور قادری مرکز ''درار'' میں ہے۔ جو بربر اور عرب قبائل کا علاقہ ہے۔ موریطانیہ میں اس سلسلہ کے اہم مقامات میں شنقیط ہے۔ ایک اور اہم قادری مرکز "ولایۃ" جہاں سے مغربی سوڈان میں پھیلتے ہوئے قادری سرالیون تک چلے گئے ہیں اور انہوں نے سینیگال سے لے کر نائجیریا اور بحر اوقیانوس میں ''خلیج بنائین'' تک اسلام کو پھیلایا، جنوبی موریطانیہ میں ''بیت لمت'' میں قادری سلسلہ کے رہنما شیخ عبداللہ ہیں ان کا حلقہ ارادت سینیگال، مالی، گیمبیا، پرتگالی کینیا اور فری ٹاؤن کے دور دراز علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ جمہوریہ سوڈان میں قادریہ سلسلہ کی ابتداء شیخ تاج الدین بہاریؒ نے کی اور سلسلہ کو کافی عروج رہا۔ سلسلہ قادریہ کی روحانی فتوحات کا دائرہ افریقہ کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مشرقی افریقہ کے ساحل کے تمام ممالک اور وسطی اور جنوبی افریقہ کے ممالک میں اس سلسلہ کی دعوت عام ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں و مذہبی رہنماؤں نے بھی اس کو پھیلانے کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا میں بھی پاک و ہند کے علماء و مشائخ اس سلسلہ کے فروغ کا سبب بن رہے ہیں۔ سلسلہ قادریہ مصر، ترکی، عرب ممالک، روسی ترکستان، افغانستان اور اردگرد کے علاقوں میں بھی خوب پھیلا ہے۔(1)

www.musaparshaheed.com

یہ بھی قادریہ سلسلہ کے تصرف کا جمال ہے کہ وحدت الوجود کے اسلامی فلسفہ تصوف کے داعی حضرت محی الدین ابن العربیؒ کی ارادت قادریہ سلسلہ سے تھی تو وحدت الشہود کے مبلغ حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیؒ شیخ احمد سرہندی کو بھی مخدوم کیتھل قادریؒ کی دعا تھی نیز حضرت شہنشاہ اجمیر چشتیؒ، محبت ورشتہ داری حضرت شاہ جیلانیؒ سے رکھتے تھے تو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ارادت پیر پیرانؒ سے بھی تھی ۔(2)

برصغیر میں حسنی خانوادہ کی آمد

برصغیر پاک وہند میں سادات حسنیہ کے فیوض برکات دوسری صدی ہجری میں حضرت پیر عبداللہ شاہ غازیؒ از اولا دنواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسن بن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کراچی میں آمد سے شروع ہو گئے اور پھر پانچویں صدی ہجری میں سبط رسول حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ، لاہور میں تشریف لائے اور کفرستان ھند میں اسلام کی ضیا پاشیوں کو مرکزیت دی۔ جبکہ سادات حسینیہ کے فیوض وبرکات کا سلسلہ اُچ شریف میں حضرت صفی الدین گاذرونیؒ کی چوتھی صدی ہجری میں آمد سے عروج پاتا ہے۔ جدید تاریخ اُچ شریف میں لکھا ہے کہ:

''بارہویں سجادہ نشیں سید ابوالفتح وہ خوش قسمت گا ذرونی سجادہ نشیں تھے جنکی صاحبزادی کا نکاح حضرت محمد غوث بندگی گیلانیؒ سے ہوا جن کے بطنِ عفت سے حضرت عبدالقادر ثانیؒ پیدا ہوئے تھے جنکی اولاد میں حضرت موسےٰ پاک شہید گیلانی جیسے مبلغ اسلام پیدا ہوئے تھے غرضیکہ گاذرونیؒ خاندان ایک معزز خاندان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سرزمین اوچشریف میں سب سے پہلے شرف تبلیغ اسلام بخشا تھا۔"(3)

خانوادہ قادریہ کی پہلی شمع، دکن کے حضرت شاہ نعمت اللہ گیلانی قدس سرہ ہیں جو کہ تعلق

www.musapakshaheed.com

شاہی دور میں زبردست صاحب کرامت بزرگ تھے (4) مگران کی آمد سے پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے فیوض و برکات مختلف سلاسل خصوصاً سلسلہ سہروردیہ کے ذریعہ برصغیر پاک وہند میں پہنچ چکے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی قدس سرہ کا یہ شعر تو زبان زدعام ہیں:

معلّی حب سجانی مقدس قطب ربانی
علی سیرت حسن ثانی محی الدین جیلانی (5)

بلکہ بعض بزرگ مثلاً حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی ملتانی (مخدوم رشید) براہ راست سلسلہ قادریہ سے منسلک ہوکر قادریہ خانقاہوں کو رونق افروز فرما رہے تھے۔

برصغیر میں مخدوم محمد غوث بندگی کی آمد

برصغیر میں سلسلہ قادریہ کو حقیقی فروغ نویں صدی ہجری کے آخر نصف میں اُس وقت حاصل ہوا جب رودکوثر کے مطابق:

''ہندوستان میں چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ کا زور کم ہوگیا تھا''۔(6)

چنانچہ اس روحانی خلاء کو پُر کرنے اور اصلاح احوال اور اشاعت اسلام کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے جانشین خانوادے کے بزرگ اور نقیب الاشراف حضرت مخدوم محمد غوث بندگی گیلانیؒ جو صاحب عظمت وکرامت اور واقف علوم منقول ومعقول تھے حلب سے ملتان تشریف لائے۔ بعدہ 887ھ/ 1483ء میں حضرت مخدوم غوث بندگیؒ قدس سرہ اوچ میں مستقل طور پر مقیم ہوئے اور یہاں کے اجڑے دیار میں بہار آگئی اور اوچ شریف برصغیر میں قادریہ سلسلہ کا مرکز ومحور بن گیا اور اس منبع فیض سے قادریہ سلسلہ کی ضیاء پاشیاں ہرسو پھیل گئیں۔ خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ:

''حضرت سیّد محمد غوث گیلانیؒ حلبی اوچی کے وجود مسعود سے سلسلہ قادریہ ہندوستان میں پھیلا''(7)۔

www.musafpakshaheed.com

باد یارب تا قیامت دولت جیلانیاں
کم مباد از قدرت حق صولت جیلانیاں
(شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ملتان میں قادریہ سلسلہ کے سلوک و تربیت کی داستان یہاں سے علماء وفضلاء کی مہاجرت سے شروع ہوتی ہے، جب سلطان قطب الدین لنگاہ ملتان پر قبضہ کرکے ملتان کوخودمختار ریاست بنادیتا ہے۔ خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

جب ملتان میں لنگاہ خاندان برسراقتدار آیا تو وہاں کے بہت سے علماء اس طرف سے رجوع ہوگئے۔(8)

ایسے عالم میں خانوادہ وسلسلہ عالیہ حسنیہ قادریہ کے نقیب الاشراف حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی قدس سرہ ملتان تشریف لاتے ہیں اخبارالاخیار میں لکھا ہے کہ:

''اس وقت علماء وفضلاء کا قحط تھا، لہٰذا بہت معروف ہوئے''(9)

کچھ عرصہ بعد آپ نے اوچ شریف میں مستقل مسند ارشاد قادریہ کو ایسی زیب وزینت بخشی کہ اوچ شریف جنوبی ایشاء میں قادریہ سلسلہ کا مرکز ومحور بن گیا خطہ پاک اوچ میں لکھا ہے:

''نویں صدی ہجری میں ایک اور علمی ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ اس درسگاہ کے بانی خانوادہ گیلانیہ کے فرد فرید محمد غوث حلبی تھے ان کی افاضات علمی اور روحانی سے بھی ایک عالم فیضیاب ہوا' خانقاہ گیلانیہ کے اثر ونفوذ کا دائرہ کچھ کم وسیع نہ تھا۔ برصغیر ہندوپاک کے اکثر بزرگان طریقہ قادریہ اسی آستانہ سے فیضیاب ہوئے اور اس ظلمت کدہ میں اسلام کی مشعل فروزاں کئے رہے''۔(10)

آ نکہ از حلب آمد از سفر بعید اوچ راداد عزت و عظمت مزید
اقتدار لودھیاں بود آن زماں معتقد گردند شاں خورد و کلاں

اگرچہ لودھیوں اور لنگاہوں کے تصادم سے ملتان کی علمی سرگرمیوں کو دھچکا لگا لیکن

www.musaparshareed.com

بادشاہ ہند سکندر لودھی اور حاکم ملتان حسین لنگاہ کے درمیان حضرت مخدوم بندگی قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں ہونے کے سبب معاہدہ امن طے پا گیا جس کے تحت دریائے راوی حد فاصل مقرر ہوا۔ یوں سکندر لودھی کے عہد کے بارے میں طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ:

''در عہد فرخندہ علم رواج یافت''

دوسری طرف حسین لنگاہ ملتان کی آزادی، خودمختاری اور خوشحالی کیلئے سرگرم ہوا اور علم کے فروغ کیلئے ملتان میں یونیورسٹی قائم کی اور ساتھ ہی ملتان کے دفاع کو مدنظر رکھتے ہوئے بلوچوں کو مختلف جاگیریں عطا کیں۔(11)

مخدوم سید عبدالقادر ثانی کا کردار

لنگاہوں کے عہد میں بہاء الدین براچی نے ملتان میں آ کر ایک ملحدانہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ شیخ علی متقی کے شیخ حضرت شیخ حسام الدین متقی کی درخواست پر حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی قدس سرہ العزیزؒ کے جانشین صاحبزادے اور قادریہ سلسلہ کے نقیب الاشراف حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی گیلانیؒ نے ملتان آ کر اس کا تدارک کیا۔ بحر السرائر میں لکھا ہے کہ:

''حضرت مخدوم ثانی قدس سرہ نمودند، قدرت تصرف ظاہر و باطن و مجال دم زدن وسر بالا کردن۔ شیخ حسام الدین می فرمودند کہ تقوی واستقامت دین وراہ ہدایت وارشاد مبین این است۔''(12)

لنگاہوں کی ریاست کا اختتام بھی قتل وغارت گری پر ہوا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ:

''ملتان بری طرح تباہ ہوا اور ایسا خیال ہوتا کہ اب دوبارہ اس شہر کا بسنا محال ہے''۔

ایسے عالم میں ایک بار پھر حضرت مخدوم ثانیؒ ملتان آئے اور ملتان کی رونقیں لوٹ آئیں۔(13)

www.musapakshaheed.com

مخدوم سید حامد گنج بخش کی سیاسی بصیرت

حضرت مخدوم ثانیؒ کے پوتے سید حامد جہاں بخش گنج بخش بن مخدوم عبدالرزاق اپنے زمانہ کے وحید العصر تھے، ان کے ہاں مغل حکمران ہمایوں بھی طالب دعا ہوا تھا۔ ملتان رامی فروشم کی روایت بھی حضرت مخدوم حامد سے منسوب ہے۔

بحر السرائر میں لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ غلبۂ احوال کی کیفیت میں مخدوم حامد جہاں بخش نے فرمایا کہ

"ملتان رامی فروشم کس خریدار ہے میکند آں"

(ملتان کو فروخت کرتا ہوں، کون خریدار ہے)

میاں جادہ کے ہمراہ میر میران بلوچ نے آ کر حضرت مخدوم کے قدموں میں سر رکھ دیا آپ نے فرمایا کہ میر میران نے سستے داموں ملک ملتان خرید لیا۔ یوں آپ کے فرمان پر ملتان کے مستقل حاکم ہونے کی خوشخبری حاصل کی۔ (14)

حضرت مخدوم حامد جہاں بخش و گنج بخش قدس سرہ کے اس ارشاد کے چند یوم بعد جونہی ملتان مرزا کامران کے قبضہ اقتدار میں آیا، میر چاکر خان بلوچ نے ملتان پر اپنی حکومت کا اعلان کر دیا پھر کچھ عرصہ ملتان میں قیام کرنے کے بعد اپنے بیٹے میر میراں رند بلوچ کو ملتان کا نظم و نسق سپرد کر کے ست گھرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ زمانہ ملتان میں بلوچ قبیلہ کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ (15)

سید موسیٰ پاک شہیدؒ کا ہمہ جہت کردار

انا الحسنی و المخدع مقامی (میں حسنی نسب ہوں اور محور و مرکز میرا مقام ہے) کی یہ برکات ہیں کہ ملتان می فروشم کے جملہ کی باطنی تعبیر یوں نظر آتی ہے کہ کچھ عرصہ بعد مغلیہ عہد

www.musapaksharheed.com

میں حضرت مخدوم سید حامد جہاں بخش قدس سرہ کے صاحبزادے و جانشین حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ نے ملتان کی رند بلوچوں کی حویلی کو روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جس کی وجہ سے ملتان، جنوبی ایشیا میں سلسلہ عالیہ قادریہ کا مرکز و محور بن گیا۔ تاریخ ملتان ذیشان میں لکھا ہے کہ:

''ملتان میں حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کا حلقہ مریدین کافی وسیع ہوا اور بلخ، بخارا، توران، ایران اور افغانستان ، ہندوستان تک پہنچ گیا(16) شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسی شخصیت حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کی مرید بنی اور ملتان رہ کر انہوں نے علم حدیث پھیلایا۔''(17)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو والہانہ محبت وعقیدت تھی خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

''یہ دونوں جملے شیخ محدثؒ کی اپنے پیر و مرشد سے عقیدت کی وجہ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ شیخ موسیٰ (پاک شہیدؒ):

قدم به قدم مصطفی بود (رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر تھے)

دین اسلام زنده گرد انید (دین اسلام کو زندہ کرنے والے تھے)

خود شیخ محدثؒ کی زندگی بھی ان ہی دو جملوں کی تفسیر ہے''(18)

اس کی مزید وضاحت قاضی جاوید کے اس تجزیہ سے ہوتی ہے:

''صوفیانہ آزادخیالی کے ماحول میں پرورش پانے کی بنا پر فتح پور سیکری کے فکری وثقافتی ماحول میں خود کو جذب کرنا شیخ عبدالحق (محدث دہلویؒ) کے لئے دشوار نہیں تھا تاہم نتائج اس کے برعکس نکلے۔ فیضی، ابوالفضل اور اکبر (بادشاہ) اس قدر آگے نکل چکے تھے کہ شیخ ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔ وہ اس قدر آگے بڑھنے کو خطرے سے خالی تصور نہیں کرتے تھے لہٰذا انہوں نے نفسیاتی طور پر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ردعمل پر اتر آئے۔ ان کے اس رویے کو شیخ موسیٰ گیلانیؒ کی رہنمائی اور رفاقت سے مزید تقویت پہنچی، شیخ موسیٰ گیلانیؒ اکبری دربار

www.musaparshaheed.com

کے منصب دار ہونے کے باوجود راسخ العقیدہ اور قدامت پسند تھے۔ 1577ء میں شیخ عبدالحق نے انہیں اپنا روحانی رہنما تسلیم کر لیا''۔(19)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے اپنے متوسلین کی اصلاح و تزکیہ نفس کے لئے تیسیر الشاغلین تحریر فرمائی۔ جسٹس پیر کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں کہ:

''ایک طرف حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کی معروف ترین علمی و مجاہدانہ زندگی ہے اور دوسری طرف تیسیر الشاغلین کے مطالعہ سے ہم واقف ہوتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر قابل رشک و تقلید زندگیاں ہیں ان بادہ نوشان مئے عشق کی''(20)

باطن ظاہر وکھرا نائیں آپوں اول آخر تائیں
بندیا تیرا کھلدا پول موسےٰ پاک دے بول انمول (21)

(ڈاکٹر شہزاد قیصر)

یہی وجہ ہے کہ اولیاء ملتان اور سلسلہ قادریہ کے روحانی تصرف سے ملتان و مضافات میں محبتوں کی مٹھاس عام ہے اور حضوری کی سرشاری ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

''سولھویں صدی عیسوی میں ملتان کی تعلیمی و تربیتی روایت کو آگے بڑھانے میں حضرت جمال الدین موسیٰ گیلانی المعروف موسیٰ پاک شہیدؒ(1602ء۔1545ء) کا بھی نمایاں کردار رہا ہے، جہاں انہیں علوم حدیث وفقہ اور عربی گرائمر میں دستگاہ حاصل تھی، وہاں اپنے دور کے مقبول فن خطاطی کے ماہر تھے، ان کی علمی و روحانی حیثیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ برعظیم کے معروف ماہر تعلیم اور صاحب تصانیف شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور نہ صرف یہ بلکہ چار سال تک ملتان میں ان کی صحبت و رفاقت کے لئے آتے رہے۔''(22)

خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت شیر کرم علی قادری بانی مسند ارشاد سیال شریف کا احوال بھی کیا خوب لکھتے ہیں کہ:

وہ موسیٰ پاک شہید رحمتہ اللہ علیہ ملتان والوں کے مرید تھے۔ جب پیران پیر محبوب سبحانی حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مزار پرانوار پر دادا شیر کرم علی نے حاضری دی تو انہوں نے ملتان شریف میں موسیٰ پاک شہید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب ملتان شریف حاضر ہوئے تو اس وقت موسیٰ پاک شہید رحمتہ اللہ علیہ اتنے معمر تھے کہ آنکھوں کے چھپر اٹھا کر دیکھتے تھے۔ ہمارے دادا صاحب کی حاضری پر فرمایا کہ شیر کرم علی آ گئے ہو میں تیرے انتظار میں تھا۔ چنانچہ بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تم میری عصر کے وقت آئے ہو (یعنی اب زندگی کی شام ہوگئی ہے) اب راہ سلوک سمجھنا ہو تو سید شیر شاہ صاحب میرے بڑے خلیفہ ہیں ان سے سمجھتے رہنا۔ اسی لئے دادا صاحب، پیر شیر شاہ کے ہاں جاتے رہے، وہ دادا صاحب کے پیر بھائی بھی ہوئے اور صحبت کے پیر بھی ہوئے۔(23)

ملتان میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے توسل کو قبولیت عامہ حاصل ہوا۔ پیر حسام الدین راشدیؒ لکھتے ہیں کہ:

''روحانی اعتبار سے گیلانی مخادیم کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ انہوں نے ملتان کو ایک دفعہ پھر سجدہ گاہ ملائک بنا دیا تھا۔ محدث دہلوی سا عالم باعمل، مفسر، محدث اور فقیہہ کئی سالوں تک ان (حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ) کی خدمت میں رہ کر فکر و ولایت کی منزلیں طے کرتا رہا۔ اسے ملتان سے اتنی عقیدت اور محبت ہوگئی تھی کہ اسے "مدینہ خورد" سے موسوم کرتا تھا۔ سہروردیوں کی طرح قادریہ خانوادہ کے ان جلیل القدر فرزندوں کو بھی ملتان کی باطنی حکومت کے ساتھ ساتھ ظاہری اقتدار تفویض ہوا چنانچہ جہانگیر کے زمانے میں نواب یحییٰ سخی (موسیٰ پاک شہیدؒ کے فرزند) اور شاہجہاں کے عہد میں نواب موسیٰ گیلانی (موسیٰ پاک شہید کے پوتے) یکے بعد دیگرے صوبہ ملتان کے گورنر رہے اور انتہائی نیک نامی سے حکومت کی۔ اول الذکر کے جود و سخا کی اور موخر کی نمک حلالی اور صدق مقالی سے ملتان کے تاریخیں مزین ہیں''۔(24)

www.musapakshaheed.com

سید موسیٰ پاک دین اور دارا شکوہ

کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ دارا شکوہ کو جب شاہ عالمگیر کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو اس نے بھاگ کر حضرت موسٰی پاک شہیدؒ کے پوتے اور سجادہ نشین سید موسیٰ پاک دینؒ (جو اس وقت شاہ جہان کی طرف سے گورنر تھے) کے پاس پہنچ کر ان کی امان چاہی۔ موسیٰ پاک دین نے دارا شکوہ کو یقین دلایا کہ آپ میرے پاس رہیں تو پھر کسی کی طاقت نہیں کہ آپ کو لے جا سکے خواہ میری داڑھی بھی خون سے رنگیں ہو جائے اس پر دارا شکوہ دارالامان ملتان میں رہ پڑا۔ لیکن جب تعاقب میں اورنگ زیب عالمگیر ملتان پہنچ گیا تو اس کی آمد کی خبر سن کر دارا شکوہ بخوف جان بھاگ گیا۔(25)

ملتان کی رُوحانی سلطنت ہمیشہ سلسلہ قادریہ کے تصرف میں رہی، تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ:

''نواب مظفر خاں کے دور میں اگرچہ چشتی اور اُویسی مشائخ ملتان میں کثرت سے آ گئے تھے اور علم و عمل میں ان کا پایہ بہت بلند تھا لیکن جیلانی مخادیم کی روحانیت ان سب پر غالب رہی''۔(26)

حضرت پیر دستگیر شاہ جیلانی قدس سرہ کے خانوادے نے ملتان کو اپنی روحانی سرگرمیوں کا محور و مرکز بنایا ہے جس کے اثرات یہ ہیں کہ شہر ملتان کی روحانی عظمتوں کو قادری قندیلوں نے منور و تاباں کیا ہوا ہے اور اس انجمن میں چشتی، سہروردی اور نقشبندی بھی جلوت و خلوت میں حضوری حق میں محو ہیں جس کے نقیب الاشراف حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ ہیں۔ اس مرکز انوار و تجلیات سے علم و حکمت اور محبت کا پیغام ہر سو پھیل رہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

''جب برعظیم پاک و ہند کے دیگر علاقوں کی طرح ملتان سمیت سرائیکی وسیب،

www.musapakshaheed.com

برطانوی نوآبادیات کا حصہ بنا تو ان علاقوں کے باسیوں کے لئے معاشی وسیاسی حالات کے ساتھ ساتھ تعلیم کی صورتحال بھی دگرگوں ہوگئی، بالآخر یہاں کے دردمند حضرات نے جن میں حضرت موسیٰ پاک شہید کے خانوادہ گیلانی کے لوگ نمایاں تھے، انجمن اسلامیہ کے نام سے ایک سوسائٹی قائم کی جس کے تحت 1914ء میں دولت گیٹ ملتان کے علاقہ میں پہلے مسلم ہائی سکول کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن نے قیامِ پاکستان کے بعد بھی کئی تعلیم گاہوں کو وجود بخشا۔''(27)

یہ درسگاہیں یہ کالج یہ فیضِ عام تیرا
رہے گاہ زندہ ہزاروں دلوں میں نام تیرا

(ڈاکٹر عاصی کرنالی)

www.musapakshaheed.com

حواشی و مآخذ

(1 قومی ڈائجسٹ پیرانِ پیر نمبر، قومی پبلی کیشنز لاہور، مجلّہ خاتون پاکستان، غوث اعظم نمبر گارڈن ٹاؤن کراچی، 1967ء

(2 ملتانیات از سبطین گیلانی، کتاب نگر، حسن آرکیڈ ملتان، کینٹ، 2006ء، صفحہ نمبر 106

(3 جدید تاریخ اوچشریف از علامہ دین محمد عباسی، ادارہ معارف اولیاء، اوچ شریف صفحہ نمبر 42

(4 مجلّہ خاتون پاکستان، غوث اعظم نمبر، گارڈن ٹاؤن کراچی، 1967ء، صفحہ نمبر 75

(5 جدید تاریخ اوچ شریف، از علامہ دین محمد عباسی، ادارہ معارف اولیاء، اوچ شریف صفحہ نمبر 245

(6 رُودِ کوثر از شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کمبائن پرنٹرز لاہور، 1992ء صفحہ نمبر 63

(7 خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری، جلد اول، مترجمین، مفتی محمود عالم ہاشمی، علامہ اقبال فارقی، المعارف گنج بخش روڈ لاہور، بار اول، محرم 1392ھ، صفحہ 190

(8 حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیق احمد نظامی، پروفیسر آف ہسٹری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا، ندوۃ المصنفین، اردو بازار دہلی، سال 1953، صفحہ نمبر 30

(9 اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ اردو ترجمہ مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی چوک اردو بازار لاہور صفحہ نمبر 497

(10 خطہ پاک اوچ از مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاول پور، 2009ء، صفحہ نمبر 167، صفحہ نمبر 168

(11 تاریخ ملتان دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء، صفحہ نمبر 22

(12 بحر السرائر (قلمی) از سعد اللہ رضوی، شمارہ نمبر 36771، پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

(13 تاریخ ملتان دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء، صفحہ نمبر 46

(14 تاریخ ملتان دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء، صفحہ نمبر 46

(14 بحر السرائر (قلمی) از سید سعد اللہ رضوی، شمارہ نمبر 36771، پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

(15 تاریخ ملتان دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء

www.musapakshaheed.com

16-17) تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمان خان، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، چہلیک ملتان، 1985، صفحہ نمبر 199، 69

18) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیق احمد نظامی، پروفیسر آف ہسٹری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی انڈیا، صفحہ نمبر 953، 132

19) برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء از قاضی جاوید، ادارہ ثقافت پاکستان لاہور، طبع اول 1997ء صفحہ نمبر 124-123

20-21) تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ بیکن بکس ملتان 1997، صفحہ نمبر 12، 5

22) مجلّہ سرائیکی وسیب،، یادگاری اشاعت 2010 سرائیکی ایریا سٹڈی سنٹر، بہاوالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

23) انوار قمریہ، ملفوظات حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی از مولانا قاری غلام احمد سیالوی، ادارہ تعلیمات اسلاف، لاہور، صفحہ نمبر 235

24) تقریظ تاریخ ملتان فریدی II، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء، صفحہ نمبر 11 / تذکرہ رؤسائے پنجاب، سرلیپل ایچ گرفین ۔ کرنل میسی، ترجمہ سید نوازش علی سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور 1993

25) تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمن خان عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، چہلیک ملتان، 1985، صفحہ نمبر 70

26) تاریخ ملتان دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ اداب، رائٹرز کالونی ملتان، 1972ء، 229

27) مجلّہ وسیب بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ۔ ملتان یادگاری اشاعت 2010ء، 37

تاریخ ملتان ذیشان میں لکھا ہے کہ

''متحدہ ہندوستان کی مرکزی قانون ساز اسمبلی کے موسم خزاں کا اجلاس ۱۹۳۸ء میں بمقام شملہ ہو رہا تھا۔ قائداعظم بھی اس وقت بڑے گڈ موڈ میں تھے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے بروایت نواب صدیق علی خان فرمایا: ''میرے آباواجداد لوہانہ راجپوت تھے۔ یہ پنجاب کے بعض حصوں بالخصوص ملتان میں ابھی تک آباد ہیں'' شملہ کی اسی مجلس میں قائداعظم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: ''میرے مورثِ اعلیٰ حضرت غوث الاعظمؒ کے خاندان

www.musapakshaheed.com

کے ایک معزز فرد پیر سید عبدالرزاق شاہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے'' (صفحہ نمبر 522)

مزید براں معروف مفکر و فلسفی علامہ محمد اقبالؒ اور اُن کے والد کی روحانی نسبت ارادت بھی سلسلہ قادریہ سے تھی۔ (اقبال صاحبِ حال)

ملتانیات میں لکھا ہے کہ:

''جب انگریزوں نے کنٹرولڈ ڈیموکریسی برصغیر میں رائج کی تو ملتان میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے غیر سرکاری پہلے منتخب سربراہ بھی قادریہ خانوادہ کے سید راجن بخش گیلانیؒ اور سید محمد رضا گیلانیؒ (اُس وقت کے انگریز ڈپٹی کمشنر ای پی مون کو ہرا کر) ہوئے پھر تحریک پاکستان کی قیادت بھی ملتان کے بے تاج بادشاہ انجمن فدایان اسلام کے سید زین العابدین شاہ گیلانی کو ملی''۔

آج بھی نشتر میڈیکل کالج، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، سرائیکی ایریا سٹڈی سنٹر، موسیٰ پاک شہید چیئر، میونسپل لائبریری، بین الاقوامی ایئرپورٹ، حج ٹرمینل اور ڈرائی پورٹ نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیرِ اعظم سید یوسف رضا گیلانی کے جنوبی پنجاب کے لئے میگا پروجیکٹس مثلاً کیڈٹ کالج، خواتین یونیورسٹی، انجینئرنگ یونیورسٹی، بین الاضلاع پُل ہیڈ محمد والا، موسیٰ پاک برتج، پتن ایمن والا، نشتر گھاٹ، موٹروے بے شمار شاہرات اور ملتان کی قدیم و عظیم عظمت کی بحالی وغیرہ کا ترقیاتی پیکیج سلسلہ قادریہ کے تصرف کا ملتان میں منہ بولتا ثبوت ہیں۔

''انا الحسنی والمخدع مقامی'' کا یہ فیضان ہے کہ حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ کا دربار عالیہ صدیوں سے مینارہ نور بنا ہوا ہے۔ جہاں تحریک پاکستان میں مسلمانان ملتان کی قیادت کی، وہاں آج بھی اِن کی سرپرستی میں ملتان میں امن و رواداری' باہمی احترام و اخوت اور محبت و عقیدت سے جشن میلاد النبی، عاشورہ محرم الحرام کی مذہبی اور انجمن اسلامیہ کی علمی سرگرمیاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے تصرف جمال کا کمال ہیں۔

تم آل نبی اولاد علی اور غوث جہاں کے نائب ہو
ملتان کے ہو ماہ انور یا موسیٰ پاک جمال الدینؒ

(مخدوم غلام مصطفیٰ گیلانی)

www.musapakshaheed.com

توبہ پوری سچائی، دِل کے خلوص اور صفائی سے کی جائے، اِن تمام کردہ و ناکردہ، بالارادہ یا بے ارادہ گناہوں، خطاؤں اور تقصیروں سے جو اللہ تعالیٰ اور اِس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وقوانین کے برخلاف ماسوی اللہ سے التفات رکھنے کے سبب سے سرزدہ ہوئے ہیں، کیونکہ تمام مقامات بلند وارفع کی بنیاد اور تمام بھلائیوں کی کنجی اور تمام نیکیوں، منازل اور معاملات صوری ومعنوی، قلبی وقالبی کی اصل توبہ ہے۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapakshaheed.com

باب سوم

حیاتِ مرشد

تعلیم و تربیت

اور

سیرت و کردار

www.musapakshaheed.com

حقاً بیان شوق بپایاں نمے رسد
کوتاہ ساز قصہ دور و درازرا
(شیخ محدثؒ)

www.musapakshaheed.com

حیاتِ شیخ الکُل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت شیخ الکُل سیّد موسیٰ پاک شہید قدس سرہ کے حالات کے بارے تذکرہ نگاروں نے اختصار سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے تفصیلات کی جستجو کرنے والوں کی تشنگی رہتی ہے۔ ہمارے نزدیک آپ کی سوانح حیات کا سب سے باوثوق ذریعہ بحرالسرائر فارسی قلمی نسخہ ہے۔ جس میں آپ قدس سرہ کے احوال کے بارے روایات منقول ہیں۔

ولادت باسعادت

حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کا اسمِ گرامی موسیٰ اور مشہور لقب جمال الدین ہے اور آپ کی ولادت باسعادت 952ھ/1545 میں اُوچ شریف میں شریعت وطریقت کے امام اور معرفت وحقیقت کے وحید العصر حضرت مخدوم سید حامد المعروف گنج بخش وجہاں بخش گیلانی قدس سرہ العزیز کے ہاں ہوئی۔ ابوالفضائل تاریخی مادہ ہے۔ اورابوالحسن کنیت ہے۔(1)

القابات

بحرالسرائراوراخبارالاخیار میں سیّد موسیٰ پاک کے درج ذیل القاب مذکور ہیں۔

سلطان المحققین، عمدۃ الواصلین، عمدۃ الکاملین، اسوۃ الواصلین، قطب العالم، سلطان الشہداء، جمال الاسلام والمسلمین، غوث الدنیاوالدین، شیخ المشائخ والاولیاء، غوث العالم، صاحب سجادہ راستین، خلیفہ مطلق بالیقین، نائب مناب طریقت، جانشین مسند ولایت، جلیس کشور ہدایت، مشکاۃ مصباح الاحدیہ، مرآۃ جمال الحقیقۃ المحمدیہ، النورالازھر، السرالاقدس اورالوصی البھی

www.musapakshaheed.com

والدِ محترم کا مربیانہ کردار

حضرت سید موسیٰ پاک شہید کی شخصیت کی تعمیر اور تعلیم و تربیت میں اُن کے والدِ محترم مخدوم سید حامد کا بنیادی کردار ہے جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ پاک شہید بچپن ہی سے زاہد اور مرتاض تھے۔ والد کی زیر سرپرستی علم صرف ختم کر کے نحو میں توجہ فرمائی۔ رسائل ایسی توجہ سے پڑھے کہ باید و شاید۔ عربی گرائمر کی معروف اور اساسی کتاب کافیہ کی بحث مرفوعات ختم کی تھی کہ انشراحِ صدر ہو گیا۔ علوم حدیث، فقہ اور تصوف میں خاصی دسترس حاصل کر لی اور اوراد و وظائف اور شب بیداری کے دلداہ تھے۔ خوشنویسی کیلئے اکثر رات کو مشق کرتے۔ ہر وقت والد ماجد کی خدمت میں حاضر رہتے۔

بحر السرائر سے جہاں حیاتِ موسیٰ پاک شہیدؒ کی تفصیلات سامنے آتی ہیں۔ وہاں اُن کے مربی و مرشد والدِ محترم شیخ حامد جہان بخشؒ کے بلند مرتبہ اور مقام ولایت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ اُنہوں نے تزکیہ نفس کے لیے کس قدر اہتمام کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اُن کے تربیت یافتہ جانشین و فرزند حضرت موسیٰ پاک شہید کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ یہ کہہ اٹھے کہ:

''در خَلق و خُلق وارثِ حضرت نبوی اَستﷺ'' (2) یعنی شیخ موسیٰ کے اندر نبی کریمﷺ کے اخلاق وراثت کے طور پر تھے۔

حضرت شیخ موسیٰ پاک شہیدؒ قدس سرہ اپنے والد و شیخ محترم کا بیان نقل کرتے ہیں کہ:

ہم حضرت مخدوم سیّد عبدالقادر ثانیؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ کی ہمشیرہ روتی ہوئی آئیں، آپ نے رونے کا سبب پوچھا؟ انہوں نے کہا کثرت عیال خوردہ سال اور غربت فرزندان۔ یہ سن کر آپ کی حالت عجیب ہوگئی اور فرمایا غم کیوں کرتی ہو؟ میں نے خدا سے دُعا کی ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں ہماری اولاد میں سے ایک ایسا ہوگا جو اس خاندان قادریہ کا مقتدا ہوگا پھر میری (حضرت حامد جہاں بخش) کی طرف اشارہ فرما کر کہا کیا تم نہیں جانتیں کہ یہ عالم

www.musapakshaheed.com

ظاہر و باطن میں ہمارے خانوادہ میں سے ایک مقتدا ہے، ہر خاص وعام ان سے استفادہ کرے گا، پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت مخدوم ثانی کی وفات کے بعد حضرت حامد جہاں بخش سے باوجود کمسنی کے اور خانداں کے بزرگوں اور بھائیوں کی موجودگی کے بہت سے آثار رشد وہدایت ظاہر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں سلسلہ قادریہ اطراف واکناف عالم میں پھیل گیا اور سب پر فائق ہو گیا یہ وہ وقت تھا جب کہ ملتان، پنجاب اور ہند میں طریقت کے مشائخ واکابر کا بازار گرم تھا۔ شاہان وقت بھی ان کی تعظیم وتکریم مختلف مواقع پر ظاہر کرتے تھے، اور بادشاہ ہمایوں جس کو جتنے اسباب دنیا کی طلب ہوتی دے دیتا تھا۔ اس پس منظر میں آپ فرماتے ''جتنی توجہ لوگوں کی اسباب ثروت کی تحصیل کی طرف ہے اگر اتنی ہی فقر (اللہ کی طرف احتیاج) کی طرف ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔'' (3)

والدمحترم کی انسان دوستی اور غریب پروری

جب میر میراں بلوچ نے سید حامد جہاں بخشؒ کی بشارت کے مطابق ملتان کی حکومت سنبھالی تو اُس نے حاکم ملتان ہونے پر آپ کی تولیت میں اوقاف اراضی نوے ہزار بیگہ کے قریب دی۔ چوراسی ہزار بیگہ حضرت شیخ حامد کے ملازمین کے تصرف میں تھا جبکہ معتقدین کے عطیات حد وحساب سے باہر تھے مگر ان سب کے باوجود آپ کے پاس جو کچھ آتا فقراء ومساکین وسائلین میں تقسیم فرما دیتے۔ تمام عمر آپ کا نصاب زکوٰۃ پورا نہ ہوا، اسی سخاوت کی وجہ سے گنج بخش کہلاتے ہیں۔ آپ فرماتے کہ:

"دنیا کا مقصود خلق خدا کی نفع رسانی ہے"

اسی لئے آپ صحرا سے غلہ خراج جلد رخصت نہ فرماتے تھے تاکہ مستحقین میں زیادہ سے زیادہ تقسیم ہو سکے۔ کیا انسان اور کیا حیوان ان کی مقدار صحرا میں مخصوص فرماتے تھے۔ خیرات کو منافع ذاتی کے شائبہ سے سلامت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات مستحقین کو اپنے ہاتھوں سے عطا کرتے۔ کبھی نقدی کی صورت میں، کبھی غلہ اور کبھی پکا ہوا کھانا۔ آپ فرماتے:

www.musapakshaheed.com

"مساکین کو بلاؤ جتنے آئیں انہیں روکا نہ جائے، جس کا جتنا نصیب ہے لیجائے۔"

چنانچہ جو بھی آتا اسے اپنے ہاتھ سے دیتے ایک دن اس طرح کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ رش کی وجہ سے گرد و غبار اتنا اٹھا کہ لوگ خود ہی الگ ہونے لگے۔ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے کام میں برابر مشغول رہے کہ حضرت شیخ موسیٰ پاک شہید نے آگے بڑھ کر یہ کام ان کی جگہ انجام دینے کی اجازت چاہی تو مسکرا کر فرمایا:

"بکار خود باش" یعنی مجھے اپنا کام خود انجام دینے دو

حضرت شیخ موسیٰ پاک آپ کے خلیفہ راسخ اور محبوب فرزند تھے چنانچہ جب خیرات سے فارغ ہوئے تو حضرت موسیٰ پاک کو قریب بلایا اور فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے دینے کی نیت کی تھی تا کہ کوئی ناخوش نہ ہو اور ہماری نجات کا سبب بنے۔ اگر کبھی ملازمین نے کہا ایک حاکم افسر مقرر کر دیں تا کہ دینے کا حساب رکھے تو فرماتے جب اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے بے حساب دیتا ہے تو میں حساب کر کے کیوں دوں۔(4)

مخدوم شیخ حامد اہل حاجت اور ضرورت مندوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے، منقول ہے ایک مرتبہ ایک سائل نے اس وقت آ کر آواز دی جب مخدوم شیخ حامد جہاں بخشؒ دستر خواں پر تشریف فرما تھے آواز سنی تو کہا جا کر سائل کا نام معلوم کرو بتلایا گیا کہ بہاء الدین نام ہے۔ آپ نے جو کچھ سامنے تھا اس میں سے اٹھا کر اسے بھیجا اور کہلوایا کہ ملاقات کے بغیر نہ جائے پھر آپ باہر تشریف لائے، اس سے ملے، اس کا روزانہ کا خرچ مقرر کیا، چھوٹے بیٹوں کی تعلیم کا خرچ عطا کیا اور ہر روز کھانے کے وقت جو بھی ہوتا اسے بھجواتے۔ ایک دن خدام نے سوال کیا اس کے ساتھ خصوصی التفات کی وجہ کیا ہے۔؟ تو فرمایا:

"یہ کام کا بندہ ہے اچھی خدمت انجام دے گا"۔

پھر دو ماہ بعد حضرت شیخ حامد نے رحلت فرمائی تو وہ آپ کے آستانہ پر جاروب کش بن گیا اور منصب مجاورت پر فائز ہوا۔(5)

www.musapakshaheed.com

والد محترم کی روحانی مقبولیت

حضرت مخدوم سید حامد کے لقب ''جہاں بخش'' کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ جس کو مرید کرتے اور خلافت عظمی عنایت کرتے تو فرماتے:

"تجھے دونوں جہانوں کی روحانی سلطنت کا مالک بنا دیا"۔

آپ کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، آپ ان میں سے بعض کو ملتان، پنجاب اور ہند کے مختلف مقامات پر متعین فرماتے تا کہ مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیں وہ آپ کی نیابت میں سلسلہ قادریہ کی جانب سے خدمات انجام دیتے تھے۔ پنجاب میں ایک مخدوم حضرت داؤد بندگی کرمانیؒ تھے انہوں نے بھی آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت غوث الثقلین کی جانب متوجہ ہوکر بغداد جارہے تھے کہ راستہ ہی میں ان کو خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوگئی انہوں نے فرمایا کہ پنجاب میں میرے فرزند سے سعادت حاصل کرو، سوال کیا کون سے فرزند؟ فرمایا اس سرزمین پنجاب میں میرے صحیح جانشین وخلیفہ حضرت قطب الدین شیخ حامد جہاں بخش ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آئے اور ہاتھ میں ہاتھ دیا اور محسوس کیا **یدُاللہ فَوق اَیدِیھم**(10:48) کہ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت داؤد بندگی کرمانیؒ کے دل میں خیال آیا کہ ایک طرف شیخ بہاء الدین زکریاؒ اور دوسری طرف شیخ فرید چشتیؒ ان کے درمیان میں کیسے گزاروں گا؟ اس کے جواب میں شیخ حامد جہاں بخشؒ نے فرمایا:

"اُس طرف شیخ فریدؒ، اس طرف شیخ بہاء الدینؒ، درمیان میں حضرت غوث الثقلینؒ ہیں جو جملہ روحانی امور کا تصرف رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار کی بندگی میں مشغول ہوجاؤ"(6)

والدمحترم کی شب بیداری

شیخ موسیٰ پاک شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

والد ماجد حضرت شیخ حامد جہاں بخش نمازعشاء شب کا ایک تہائی حصہ گزرنے پر ادا کرتے اور رات کو اکثر بوریا یا کھال کے فرش پر آرام فرماتے، اوراد اور نمازِ تہجد کے لئے آدھی رات کو اُٹھتے، آپ نماز شب ہمیشہ صحن میں ادا کرتے خواہ سردیوں کی یخ بستہ ہوائیں چلتی ہوں، آپ کی تسبیح ایک ہزار دانہ کی تھی اس پر ایک یا دو مرتبہ اسمائے الٰہی پڑھتے پھر قبلہ رُخ ہوکر مراقبہ کرتے کبھی آسمان کی طرف روتے ہوئے دیکھتے اور سرد آہ بھر کر کہتے:

"سبحان اللہ! یہ کیسا جلوہ ہے جو آسمان سو جاتا ہے"۔

کبھی فرماتے:

"آج رات آسمان پر بساط غریب جلوہ گر ہوئی۔ ہمارے سروں پر الطاف بسیار یعنی بہت زیادہ لطف وعنایت تھی"۔

قبا و جامہ ایسا تھا کہ کسی کے پاس نہ تھا۔ سردیوں کے دنوں میں بھی گھڑے سے ٹھنڈا پانی بدن پر ڈلواتے اور پنکھا جھلواتے کہ آپ کو پسینہ بہت آتا، سردیوں کی راتوں میں عبادت کے لئے ایک باریک پیراہن پہنتے اور عبادت فرماتے پھر کچھ دیر آرام کرتے اور پھر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ دورانِ عبادت اگر کوئی ملنے آجاتا تو فرماتے بابا! اس سے ذوق عبادت میں فرق آتا ہے۔(7)

بوریا نشینی

سید حامد جہاں بخشؒ کے ہاں اسباب کی کمی نہ تھی بلکہ بکثرت موجود تھے اسکے باوجود آپ کا بیٹھنا بوریا پر ہوتا حتیٰ کہ بادشاہ ہمایوں بھی آکر اسی بوریا پر بیٹھتا اور اسکے ملازمین بھی۔ آپ نے

www.musapakshaheed.com

ہی ہمایوں کی دستار بندی کرا کے دلجوئی فرمائی کہ تیری سات پشتوں تک سلطنت چلتی رہے گی۔

آخری زمانہ حیات میں عمدہ لباس کا پہننا عادت میں شامل ہو گیا لیکن اس کی پابندی نہ ہوتی بلکہ جیسا بھی لباس حاضر ہوتا پہن لیتے ایک چادر تہ بند کے لئے دوسری چادر کندھوں پر اور اسی قسم کا پارچہ سر پر باندھتے۔ نماز شب کے لئے اُٹھتے تو سفید جامہ زیب تن فرماتے اور سر پر دستار بے تکلفی سے باندھتے جس لباس میں بھی ہوتے تو اگر کوئی ملنے آتا حکام سے ہوتا یا عام لوگوں سے، اسی لباس میں ملتے لباس تبدیل نہ کرتے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا ہے کہ ایک دن صبح صادق کے وقت خواجہ جہاں جو وزیر تھا آپ کی خدمت میں آیا اور کہا بادشاہ سلامت آپ سے ملنا چاہتے ہیں وہ والئی وقت کے بیٹھنے کے لئے سامان لایا اور آپ کے پہننے کے لئے لباس لطیف لایا اور کہا آپ یہ پہن کر ملاقات کیجئے گا، تو آپ نے فرمایا:

"یہ بادشاہ مجازی ہے میں نے جو جامہ معبود حقیقی کے لئے پہنا ہے اسے تبدیل نہ کروں گا۔"

اور اسی لباس میں بادشاہ سے ملاقات کی اور فرمایا:

"مجھے حیرت ہے کہ جماعت (معاشرہ) جو بھی کام کرتی ہے برائے رضائے خلق کرتی ہے جبکہ کام تو خدا کے لئے کرنا چاہیے"(8)

ارشاداتِ شیخ حامد جہاں بخشؒ:

حضرت شیخ حامد جہاں بخشؒ، حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ اور دیگر سالکین کی تربیت کے لئے ارشاد فرماتے تھے:

''میرا شوق خدا کی طرف تھا، میری عمر اسی ذکر و فکر میں گزری۔''

فرماتے:

"مجھے معائنہ و مجاہدہ کے وقت ایسے احوال بھی دیکھنے کا موقع ملا جن کا اخفاء لازم ہے

www.musapakshaheed.com

اوران کا اظہار راز کے منافی ہے۔"

فرماتے:

"جانتے ہو مشاہدہ کیا ہوتا ہے۔؟"

"حق کو مظاہر میں اس طرح جلوہ گر دیکھنا جس طرح صورت کو آئینہ میں بشرطیکہ آئینہ درمیان سے اُٹھ جائے اور صورت باقی رہ جائے"

فرماتے:

"جسکا میں تصور کرتا ہوں وہ غیرحق ہے امکان رکھتا ہے، ہمارے نزدیک حق خاص صورت میں بندنہیں ہوتا اور محدودنہیں ہوتا۔"

فرماتے:

"عمل بجالانے کیلئے ضروری ہے کہ سالک اپنے اعمال ظاہرہ، شریعت ظاہرہ کے مطابق انجام دے اور وصول حق کا کام باطن کا ہے جو کہنے سننے سے نہیں آتا ہے۔"

فرماتے:

"الاشتغال بالصوم و الصلوٰۃ والنوافل امور حسن وشان الطالبین شان آخر"

نماز، روزہ اور نوافل میں مصروف ہونا اچھے امور ہیں اور طالبین کی شان ہی اور ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا انہیں جلوت وخلوت میں ہدایت فرماتا ہے اس کو وہاں ظاہر کرو جہاں شریعت کی ہتک حرمت نہ ہوتی ہو۔

فرماتے:

"بعض فقہاء کی طرف نسبت ہے، اسکی حقیقت معلوم نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ الغناء ینبت النفاق کہ غناء نفاق کو اگاتا ہے۔ بھلا سماع حق کے معاملے میں نفاق کے سماع سے اس کی کیا

مناسبت ہے۔ جہاں اپنی ہستی کی خبر نہیں ہوتی وہاں نفاقِ سماع کے کیا معنی ہو سکتے ہیں بس یہی معنی کہ ایک مخصوص گروہ حق میں سرگرداں ہوتا ہے، جن کی بے تعلقی بجائے خود ہوتی ہے اس وقت ان کو دنیا کا کوئی غم نہیں ہوتا''۔

آپ کو جو بھی طعام پیش کر دیا جاتا کھا لیتے۔ آپ فرماتے کہ:

" کھانے سے مقصود بھوک کا سدِ باب ہے اور نفس سے ہلاکت کے خطرہ کا ازالہ کرنا ہے وہ جس قسم سے بھی ہو ٹھیک ہے۔"

فرماتے:

"اگر خدا کسی کو نظر محبت سے قبول فرماتا ہے پھر وہ جس مرتبہ میں بھی ہو امتیاز پاتا ہے اس معنی کا تجربہ بہت کیا جا چکا ہے"۔

حضرت شیخ موسیٰ پاک شہید قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

محبت فرزندی اور مہر پدری انسانی طبیعت میں ہے، جو نظر خاص اور عین عنایت ہے یہ اس فقیر کو خصوصیت سے عطا ہوئی ہے۔ والدمحترم مجھے اکثر فرماتے:

''مجھے بابا (سیّد موسیٰ پاک) سے کئی نسبتیں ہیں، نسبت ابوت، نسبت محبت اور نسبت عنایت''۔

آخری عمر میں مخدوم شیخ حامدؒ کے لئے کوئی چیز بھی از قبیل طعام، لباس، آسائش، فراغت وصحبت اور لوگوں سے میل جول شوق و رغبت نہ رکھتی تھی۔ برائے حفظ صحت بدن اگر علاج بھی کرواتے تو اس طرف زیادہ ملتفت نہ ہوتے۔

شیخ حامدؒ کبھی خوف کی نفی کرتے تو کبھی خشیت کا غلبہ ہوتا۔ جب اس صورت حال سے فارغ ہوتے تو خوش دکھائی دیتے اکثر فرماتے ''فنا کے آخر کو ہم نہیں جانتے کہ آخر کار کیا معاملہ پیش آئے گا''۔

www.musapakshaheed.com

فرماتے:

''ہم نفس میں ایک چیز نہیں دیکھتے کہ بس اسکی طرف ہاتھ بڑھائیں اور خودسازی کریں میں جانتا ہوں کہ خدا کے حضور پیش ہونا ہے'' اور رُو کر فرماتے ''جب نگاہ، حق کی کبریائی اور بے نیازی پر پڑتی ہے تو تمام طاعتیں تمام معرفتیں اور تمنائیں عبث معلوم ہوتی ہے، اس بات سے بہت ڈر لگتا ہے کہ نجانے خدا ہماری عاقبت کس طور کرے گا''۔ اس مضمون کی شدت ایام رحلت کے قریب بہت بڑھ گئی۔ آپ اکثر فقر (رجوع الی اللہ) کی وصیت فرماتے۔(9)

سفرِ آخرت شیخ حامد جہاں بخشؒ

حضرت شیخ موسیٰ پاک شہید قدس سرہ فرماتے ہیں:

والد محترم شیخ حامدؒ کے آخری ایام مرض میں یہ فقیر بعض اُمور کے باعث ان سے دور تھا جب بھی کچھ کہتے فقیر کا نام لیکر کہتے کہ اسے طلب کرو، اسے بلاؤ تا کہ میرے پاس حاضر رہے، میرے بڑے بھائی شیخ عبدالقادر مختلف حیلوں بہانوں سے ٹال دیتے۔ بالآخر انہوں نے مجھے لکھا اور میں ان کی خدمت میں پہنچا تو دیکھ کر بہت بے قرار ہوئے اور رو پڑے، اتنا روئے کہ حالت غیر ہوگئی ان کے رونے سے حاضرین بھی رو دیئے، پھر میری جانب متوجہ ہوکر فرمایا مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے اسے اپنے سینہ بے کینہ میں محفوظ رکھنا اور پھر رو دیئے پھر فرمایا جو کہنا ہے خلوت میں کہوں گا۔ اس وقت دوپہر تھی میں اس وقت سے لیکر آدھی رات تک کھڑا رہا اور ان کی حالت پر روتا رہا کسی نے بابا کو میری حالت سے آگاہ کیا تو فرمایا اطمینان رکھو، کل سے بہتر ہوں، اب تم تھوڑی دیر آرام کرلو ان کے سامنے جو تکیہ تھا وہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے میری طرف بڑھایا میں نے حسب الحکم سر تکیے پر رکھا اور لیٹ گیا، نیند کہاں سے آتی، دل میں اضطراب تھا میری نگاہ ان پر تھی، وہ کبھی بیٹھتے، کبھی سر جھکاتے، کبھی بے ہوشی کی کیفیت ظاہر ہوتی، یہ انکی پہلی شب تھی، اس حالت میں پھر وہ تین شب ایسا ہی رہے پھر افاقہ ہوا تو فقیر نے عرض کی اگر حاضرین کے سامنے

www.musapakshaheed.com

کچھ فرما دیتے تو ان کے لئے باعث طمانیت ہوتا۔ فرمایا میری مدت سے آرزو تھی کہ مقصود تک پہنچوں اب میں پہنچ گیا ہوں لیکن حالت ایسی ہے کہ طبیعت میں کمزوری ہے میں تجھ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں اور تیری باتیں سننا چاہتا ہوں لیکن میری طبیعت اس بات کی متحمل نہیں ہے۔ پھر والد گرامی نے اپنی موت سے دو دن پہلے اپنی بہنوں، اہل وعیال اور نواسیوں کو طلب کیا ہر ایک کی طرف نگاہ کی پھر فرمایا جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا تم بھی مجھے خدا کے سپرد کرو۔ جس روز والدِ ماجد حضرت حامد جہاں بخش قدس سرہ کی وفات ہوئی رات کے اول وقت سے لیکر آخر شب تک ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں رہا کبھی میری طرف دیکھتے سرد آہ بھرتے اور کچھ فرماتے صبح ہوئی تو وضو کیلئے پانی طلب کیا تجدید وضو فرمائی اور پھر لیٹ گئے۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا یہاں تک کہ ظہر ہو گئی میں نے اپنے دل میں محسوس کیا کہ دوستان حق کی دوستی عالم فانی سے عالم باقی کی طرف لے جاتی ہے۔ وقت رحلت ان کے چہرے کا رنگ سرخ تھا موت کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا۔ ابھی نماز مغرب کی سفیدی باقی تھی کہ آہ بھری اور بلند آواز سے اللہ کہا اور رحلت فرمائی۔ یہ اتوار کی رات 19 ذیقعد 978ھ/ 1571ء کی بات ہے۔ (10)

تعلیم وتزکیہ نفس

حضرت موسیٰ پاک کے صاحبزادہ ابواحمد شیخ حامد گنج بخش ثانی سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک دن فرمایا کہ:

میرے والد شیخ حامدؒ مجھے کمسنی ہی میں بطور جانشین اپنے ساتھ رکھتے، سفر وحضر میں جدا نہ کرتے تھے، میں بھی ہمہ وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا، ابھی میری عمر آٹھ سال ہی کی تھی وہ میری خصوصی تربیت فرمانے لگے، جو کہتے میں سنتا اس وقت کی کچھ ایسی باتیں میرے ذہن میں ابھی بھی موجود ہیں جن میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پہلے پہل شکوک وشبھات بہت آتے ہیں پھر رفتہ رفتہ جمال یقین ظاہر ہوجاتا ہے۔

www.musapaksheed.com

حضرت شیخ موسیٰ پاک شہید نے فرمایا کہ:

میری تربیت پر خصوصی توجہ والدِ محترم حضرت حامد جہاں بخش نے شروع سے فرمائی۔ نماز فجر کے بعد جب اوارد میں مشغول ہوتے تو مجھے اپنے پاس بٹھاتے اور مجھے ان کی ترغیب دیتے، ان وظائف کو اپنے ہاتھ سے لکھتے اور فرماتے جب میں یہ پڑھوں تو تم بھی میرے ساتھ پڑھنا، اس طرح وہ مجھے اپنے ساتھ مشغول رکھتے چنانچہ بچپن ہی میں مجھے ان سے خاص نسبت والفت بندگی قائم ہوگئی۔ وہ بیٹھتے تو ان کے ساتھ بیٹھتا، نماز پڑھتے تو ان کے ساتھ ہوتا، لیٹ جاتے تو توانکے پاؤں سہلاتا، سوجاتے تو پنکھے سے ہوا دیتا، بیدار ہوکر مجھے آرام کرنے کا حکم دیتے تو انکے حکم پر آرام کرتا۔ کبھی تلاوت قرآن کرتا تو کبھی ذکر، میرا اکثر کھانا انہی کے ساتھ ہوتا، اگر کھانے میں سستی کرتا تو فرماتے کہ ''نفس کو راحت پہنچانی چاہیے تاکہ ریاضت کی مشقت برداشت کرسکے'' میری توجہ اگرچہ کم کھانے کی طرف ہی رہتی مگر جب حکم دیتے تو یہ سوچ کر اس پر عمل کرتا کہ بس اسی میں میرا فائدہ ہے۔

ایک موقع پر حضرت موسیٰ پاک نے فرمایا:

والدِ محترم بعض اسمائے الٰہی اور دعاؤں کی جو تعلیم مجھے نو سال کی عمر میں دی تھی اب بھی پڑھتا ہوں جبکہ اب 52 سال کا ہوں ان کا بتلایا ہوکوئی ورد اور وظیفہ کبھی ترک نہیں کیا۔ یہ ان کی تربیت کا اثر اور شفقت کی قوت ہے اس پر میں خدا کی حمد بجالاتا ہوں۔ میں اکثر روزہ رکھتا انہوں نے مجھے تمام علوم وفنون جو تعلیم وتربیت وارشاد سے تعلق رکھتے ہیں مجھے ازبر کروادیئے نیز اوراد، ادعیہ، اسمائے الٰہی واذکار ظاہری اور باطنی توجہ کے ساتھ ابتداء ہی میں یاد کروادیئے۔ ان کا طریقہ یہ ہوتا کہ سات مرتبہ کہتے اور میری استعداد اور وقت کے لحاظ سے تلقین فرماتے اور مجھے فرماتے:

"ان شاء اللہ تمہارا شمار جلد دوستانِ حق میں ہوگا۔ تجھ پر برکت وسعادت کے دروازے بہت جلد ظاہر ہوجائیں گے۔ تو اکثر علوم بے تکلف حاصل کرے گا۔"

جبکہ میں اس وقت کافیہ جو علم نحو کی ایک کتاب ہے اس میں سے مرفوعات کی بحث پڑھ رہا تھا ان کی دُعا کی برکت سے فقیر کو بہت جلد علوم وفنون، حدیث و فقہ اور تصوف میں مہارت اور عبور حاصل ہوا لیکن میرے اوراد و وظائف کے اوقات میں فرق نہ آیا۔ میں نے اپنے اوقات کار کو تقسیم کر رکھا تھا اور اس پر سختی سے کاربند تھا، شب و روز کی تقسیم میں نے ترتیب دے رکھی تھی تاکہ ضروریات وقت کو جانوں، شب بیداری اور خوشنویسی رات گئے تک کرتا، رات کو بابا بلند آواز سے فرماتے۔ بیٹا کیا کر رہے ہو اور والدہ فرماتیں اب اُٹھ جاؤ اور آرام کرو، میں فرمان پر عمل کرتا لیٹ جاتا، لیکن جب نیند نہ آتی پھر اُٹھ بیٹھتا اور مشغول ہو جاتا، اگر نیند غلبہ پانے لگتی تو وہ نمک سنگ جو میرے پاس ہوتا آنکھوں میں لگاتا تاکہ نیند مجھ سے دور ہو جائے، اسکی وجہ یہ تھی کہ مشغولیت میں جو لذت ملتی تھی برقرار رہتی۔

بہ نیم شب زفغا نھا کہ کردہ ام بدرش
اگر فلوش نکارم یکی رسید بس است (11)

(آدھی رات کو میری آہ وزاری کی آواز، جو میں نے اس کے دروازے پر کی ہے، اگر اسکے کانوں تک نہ بھی پہنچے تو اتنا کہنا بھی کافی ہے)

نیابت وخلافت

حضرت موسیٰ پاک شہید فرماتے ہیں کہ

ابھی میں اس وسیلہ کی طرف نہ گیا تھا جو اس راہ کی شرط ہے کئی بار وابتغوا الیہ الوسیلة (35:5) اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو) کی بشارت سنائی دی مگر کبھی استعداد نے کہا تو ابھی اس نعمت کے قابل نہیں ہے۔ کبھی خیال نے کہا جب وقت آئے گا تو خود ہی راستہ نکل آئے گا۔ بالآخر میرا شجر اخلاص بار آور ہوا، صدق نیت نے کام دکھایا، مشاہدہ کے بعد سلطنت محبت کے تاجدار (والد محترم) نے فرمایا:

www.musaparshaheed.com

"آؤ، حضرت پیر دستگیر کا ہاتھ میرے ہاتھ تک پہنچا ہوا ہے اپنا ہاتھ ان کے دست تصرف میں دے دو انکا ہاتھ **یدالله فوق ایدیھم** (10:48) کا مصداق ہے۔میں نے اسے **یَرزُقهُ مِن حَیثُ لاَ یحتسب** (3:65)(وہ ایسی جگہ سے عطا کرتا ہے جہاں سے گمان نہیں ہوتا) کے مطابق غنیمت جان کر ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے فرمایا:

''یہاں جو کچھ ہوتا ہے دست بدست ہوتا ہے اور دستور شریعت کے مطابق ہوتا ہے اور دستور شریعت کی ابتداء عروۃ الوثقی سے تمسک (مضبوط حلقہ کو تھامنا) ہے پھر درجہ حقیقت تک رسائی کا سلسلہ ہے''**فخذما اتیتک و کن من الشاکرین** ''(144:7) لے لو اس کو جو میں نے تجھے عطا کیا اور شکر گزاروں سے ہو جاؤ) اس سلسلہ میں پہلے آداب شریعت ہیں۔پھر خرقہ خاص، جائے نماز تسبیح وانگشتری (انگوٹھی جو ہاتھ میں پہنی تھی) اوقات لنگر حضرت غوث الثقلین اور وظائف (جو بادشاہوں نے مقرر کیئے) عطا کئے یہ سرتاپا سعادت ہوتی ہے جسے نصیب ہو جائے اسکے علاوہ بے طلب وتوقع تمام اوراد ودعوات اوراذ کار واشغال اور اعمال وافعال جو اس خانوادہ قادریہ سے تعلق رکھتے۔تصریحاً ہوں یا کنایۂ مجھے ان کی اجازت دیکر فرمایا:

"برو بر نیابت من کار کن وایں نعمت بہر کہ خواہد اظہار کن "(12)

(جاؤ میری نیابت میں کام کرو اور اس نعمت کو اس پر ظاہر کرو جو اسے چاہتا ہو)

خلیفہ راستیں شاہ شہیدؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

''شیخ حامد جہاں بخش قدس سرہ نے تمام لوازم وتوابع جو اس امر شریعت سے متعلق ہیں خواہ ان سے اشغال باطنی کا تعلق ہو یا ظاہری کا آپ کو تفویض کئے آپ کے جوہر نفس، قابلیت واستعداد اور اس محبت کی وجہ سے جو حضرت کو آپ سے تھی ان اسباب کا معائنہ کرنے کے بعد انہوں نے صراحت کے ساتھ''اذن'' دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حضرت حامد جہاں بخش کے بعد سلسلہ قادریہ کا مرکز ہیں۔حضرت شیخ موسیٰ پاک شہیدؒ صورت وسیرت میں وارث حضرت پیغمبر ﷺ ہیں۔آپ فرماتے ہیں، میں حامل سجادہ صادقاں سلسلہ قادریہ وحضرت غوث الثقلین

www.musaparkshaheed.com

ہوں۔ میری طینت کی نسبت اہل خصوص والی ہے مجھے بار ہا حضور اکرم ﷺ اور حضرت غوث الثقلینؒ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے حضرت مخدوم ثانی سے بطریق کشف قبر زیارت کی ہے اور بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ شجاعت وسخاوت اور علم وحلم مرتضویہ اور حسنِ سیرت میں آئمہ اثناعشر کی صورت رکھتے ہیں۔ حدیث ''**کانت فی عینی موسیٰ ملا حة من رای ا حبه**'' (موسیٰ کی آنکھوں میں ملاحت تھی جس نے انہیں دیکھا محبوب جانا) یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ ان کی سیرت رکھتے ہیں جو **انک لعلی خلق عظیم** (4:68) کے حامل ہیں۔ **اللھم صل علیٰ محمد و آله** اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خدا حضور کے نور سے اور آپ کی اولاد کے نور سے عالم کو منور کرے۔ (13)

شاہ شہیدؒ نے فرمایا کہ:

والدِ محترم حضرت شیخ حامد قدس سرہ نے جب مجھے یہ نعمت عظمیٰ عطا کی اور فرمایا جاؤ اور میری نیابت میں کام سرانجام دو تو لوگ میرے پاس انابت وتوبہ کے لئے آنے لگے، جب میں کسی استعداد نہ پاتا تو اس کا دست انابت (توبہ) لینے میں تامل کرتا۔ پھر میرے نصیب نے سعادت پائی اور صبر وضبط آ گیا۔ (14)

زیارت رسول اللہ ﷺ

موسیٰ پاک شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

یہ بات اگر چہ رازوں میں سے ایک راز ہے اور رازوں کا چھپانا ہی بہتر ہوتا ہے لیکن میں یہ بات شوق سے زبان پر لا رہا ہوں۔ جب صبر وضبط کی سعادت مجھے ملی تو میں اپنے محبوب حقیقی حضرت بشیر ونذیر ﷺ سے بشارتوں کا مشتاق رہتا اور میں نے اپنے پیر دستگیر سے تسلی واطمینان چاہا۔ انتظار کے بعد بالآخر درمیان سے حجاب اُٹھ گئے مجھے دیدار ﷺ کا شرف حاصل ہوا، عالم رؤیا میں آپ نے اپنے سامنے بٹھایا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ان کلمات کا اعادہ کروایا:

www.musapaksha-heed.com

لا اله الا الله محمد رسول الله اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده و رسوله و استغفرالله ربی من کلِ ذنب و اتوب الیه من الذنب الذی اعلم و من الذنب الذی لا اعلم،انک انت علام الغیوب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(اللہ کے سوا کوئی معبودنہیں،محمد اللہ کے رسولﷺ ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور اسی سے توبہ کا امیدوار ہوں ہر اس گناہ سے جسے میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا کہ وہ گناہ ہے اور تو چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔ گناہوں سے کوئی رکاوٹ اور نیکیوں کی کوئی قوت نہیں سوائے خدائے علی وعظیم کے)

پھر دعائے قنوت اور ایمان مجمل ومفصل ہر ایک تین بار تکرار کے ساتھ اعادہ فرمایا اور حکم دیا کہ میرے فرمان کے مطابق پھر اعادہ کرو تا کہ ان کلمات کے تکرار کے دوران حبیب خداﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔پھر مجھے قلم،دوات اور کاغذ دیا گیا اور فرمایا لکھو،آنحضرتﷺ کی عظمت وجلالت مجھ پر غالب آئی میں نے عرض کی یارسول اللہﷺ میری کیا جرات کہ آپ کے سامنے لکھوں یہ کہہ کر میں رونے لگا۔دوبارہ آپ فرمانے لگے تو میں لکھنے لگا اور تمام کاغذ بھر گیا۔

بعدازاں مجھے حضرت غوث الثقلین کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھے مرید کیا اور مخلوق سے بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

میں نے تمام واقعات اپنے والد گرامی کی خدمت میں بیان کئے انہوں نے کچھ سوالات کئے اور فرمایا مجھے اُمید ہے کہ خدا تیرے لئے وہ چیز ظاہر کرے گا جس کی مجھے تیرے لئے امید ہے۔(15)

www.musapakshaheed.com

ماموریت

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں دیکھا میرے اسلاف کرام میں سے ایک شخص یہ آیت اور یہ دعا پڑھ رہا تھا۔

ربِ قد آتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض (101:12)

اعوذ بکلمات اللہ التامات من کُل شیطان و من کل شر ھامۃ و من کُلِ عین لامۃ

(خدایا تو نے مجھے کچھ ملک عطا کیا اور تاویل احادیث کا علم دیا تو خالق ہے آسمانوں اور زمین کا۔ میں پناہ طلب کرتا ہوں خدا کے کامل کلمات کی شیطان سے، ہر موذی جاندار کے شر سے اور ہر بدنظر آنکھ سے)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کہتے ہیں کہ میں جو بھی راہ سلوک میں دیکھتا، اپنے والد ماجد کو بتلا دیتا۔ میں نے جب یہ خواب والد محترم کو بتلایا تو انہوں نے فرمایا:

"الحمدللہ تو ماموریت ہوگیا ہے"۔

اس کے بعد والد محترم نے بیداری اور نیند دونوں حالتوں کے حوالہ سے بھرپور تربیت کا اہتمام کیا اور میں نے اپنے آپ میں ایک زیادہ رشد پانے کا احساس پایا اور مشاہدہ کیا۔(16)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے اپنے جد امجد مخدوم سیّد عبدالقادر ثانی سے بھی بطریقہ اویسی فیض حاصل کیا(17)

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے منقول ہے کہ:

میں آدھی رات کو حضرت مخدوم ثانی کی زیارت کے لئے درگاہ شریف گیا ان کی قبر کی

www.musapakshaheed.com

پائنتی بیٹھا مشغول اذکار و مراقبہ تھا کہ یوں محسوس ہوا آپ قبر سے برآمد ہوئے میں نے چہرہ سے نورِ تابانی کا مشاہدہ کیا آپ قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے پھر میں نے وہ صورت دیکھی جو ہمیشہ کے مراقبہ کے مشاہدہ میں تھی۔ ایک دن میں نے اپنے پیر خانہ والد محترم حضرت قطبِ عالم مخدوم حامد جہاں بخش و جانشینِ حضرت مخدوم ثانی سے عرض کی:

"قبلہ کیا مخدوم ثانی کے رخسار پر تل تھا"؟

اس سے میرا مطلب ان کو یہ بتلانا تھا کہ مجھے دیدار نصیب ہوا ہے۔ انہوں نے میری طرف دیکھا تو میں نے کہا:

"مجھے یہ یاد نہیں کہ تل دائیں رخسار پر تھا یا بائیں پر"۔

وہ خاموش رہے پھر میں نے حسبِ عادت مراقبہ کیا اور توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تل دائیں رخسار پر ہے۔ میں نے پھر حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا تو انہوں نے تصدیق فرمائی۔ (18)

جانشینی

حضرت شیخ الاسلام شیخ حامد گنج بخش ثانی (صاحبزادہ و جانشین) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہما فرماتے ہیں، کہ شیخ موسیٰ پاک شھیدؒ نے ہمیں بتایا کہ:

جب آفتاب دین شیخ حامد جہاں بخش کی رحلت ہوئی تو ہم پر دنیا تاریک ہو گئی اور میرے بڑے بھائی سید عبدالقادر جو مجھ سے چند سال بڑے تھے مجھ سے جانشینی و سجادہ نشینی کے بارے میں تنازع کیا اور کہا کہ وہ عمر کے لحاظ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ تنازع نے طول پکڑا اور معاملہ بادشاہ اکبر تک پہنچا۔ انہوں نے ایک شوریٰ تشکیل دی جو علماء و قضاۃ پر مشتمل تھی تا کہ تحقیق و تفتیش کریں۔ ثبوت میرے حق میں جا رہے تھے کہ میرے بھائی نے قرآن مجید، مجموعہ اوراد اور بعض دیگر اشیاء جو مخدوم حامد جہاں بخش قدس سرہ کے ہاتھ میں رہتی تھیں پیش کیں اور کہا یہ انہوں نے مجھے عنایت کی تھیں جو میرے مدعا پر ثبوت ہیں۔ میں نے جواب میں کہا یہ آپ کو معلوم ہے کہ

www.musapakshaheed.com

یہ اشیاء آپ تک کیسے آئیں اور کہاں سے آئیں۔ پھر شوریٰ نے قرار دیا کہ قرآن سے اشارت چاہی جائے۔تب یہ آیت نکلی:

فخرج منها خائفا يترقب قال ربِ نجنى من القوم الظالمين (28:21)

یہ آیت حضرت موسیٰؑ کا مقولہ ہے جوانہوں نے واقعہ قتل کے بعد مصر سے نکلتے ہوئے کہا تھا یہ آیت فقیر کے مقدمہ پر دلیل بن گئی اور حیرت انگیز طور پر اس آیت نے فریق ثانی کے ناحق ہونے اور دعویٰ جانشینی کے بے بنیاد ہونے کا تعین کر دیا۔شوریٰ نے یہ سارے حالات وواقعات بادشاہِ وقت کی خدمت میں پیش کئے انہوں نے بعد تحقیق و تفتیش ایک فرمان جاری کیا، جس کا مضمون یہ تھا:

فرمان شاہی

"طریقت شعار کمال آثار کمال الدین شیخ موسیٰ و برادر کلاں مشار الیہ نظام الدین شیخ عبدالقادر مدت عمر مزید سبب سجادہ وغیرہ نزاع و منا قشہ بود۔ بعد از تحقیق، حکم فرمودیم کہ آنچہ مدد معاش مشخص ومقرر خواہد شد، برادراں از قرار مناصفہ متصرف خواہند گشت و لنگر سہ حصہ برادر کلاں و دو حصہ برادر خورد متعلق باشد۔ مقام اُچہ بشیخ موسیٰؒ تعلق داشتہ باشد، وشیخ عبدالقادرؒ در حامد پور اقامت نماید و می باید کہ حکام و جاگیردارن و کردریان و عاملان حال و استقبال ومتصدیان مقرر دانستہ مقام اُچ را بے مشارکت احدی بتصرف شیخ موسیٰؒ گزارند کہ آنجا متصرف و قابض بودہ بطریق آباء واجداد کرام خود مشغول باشد و فارغ البال بدعای دولت انصرام قیام و اقتدار نماید واحدیرا درمقام مذکور دخل نرید و رعایت احوال ومراقبت آمال موصی الیہ (موسیٰ پاک شہیدؒ) می آورند حسب الحکم عمل نمودہ بتقیم رساندواز فرمود درنگزوند۔ بتاریخ بیت و دویم شہر ربیع الاول نہصد و ھشتا دو پنج تحریر یافت۔"

(ترجمہ) طریقت شعار، کمال آثار کمال الدین شیخ موسیٰؒ اور ان کے بڑے بھائی

نظام الدین شیخ عبدالقادرؒ کے مابین ایک عرصہ سے سجادہ نشینی کا نزاع ومناقشہ تھا تحقیق کے بعد ہم حکم دیتے ہیں کہ ہر کسی کا ذریعہ معاش مقرر کیا جائے تا کہ دونوں بھائی قرار انصاف کے بعد اپنے اپنے حصے میں متصرف ہوں لنگر کے تین حصے بڑے بھائی کو اور دو حصے چھوٹے بھائی سے متعلق ہیں۔ مقام اُچ کا شیخ موسیٰؒ سے تعلق ہوگا۔ شیخ عبدالقادرؒ حامد پور میں اقامت رکھیں گے۔ حکام وجاگیرداران وغیرہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اُچ کا مقام بلاشرکت غیرے شیخ موسیٰؒ کے تصرف میں دیا جاتا ہے جو اس پر متصرف وقابض ہو کر اپنے آباؤ اجداد کی طرح مشغول رہیں اور فارغ البال ہو کر سلطنت کے قیام واقتدار کے لئے دعا فرمائیں۔ کسی کو مقام مذکور (اُچ) میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔ احوال کی رعایت اور انجام موصی الیہ کی طرف آتے ہیں حکم کے مطابق عمل کیا جائے اور آگے پہنچایا جائے اس فرمان سے اعتراض نہ کیا جائے۔ یہ فرمان بتاریخ 22 ربیع الاول 985ھ/ جون 1577ء کو تحریر ہوا۔(19)

اس فیصلہ کے بعد اکبر بادشاہ ہند، حضرت سید عبدالقادر کو دربار میں اور حضرت سیّد موسیٰ پاک شہیدؒ کو لشکر کا سردار بنا کر دکن کی مہم پر روانہ کر کے عزت افزائی کرتا رہا۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگان دین مصلح قوم، ظاہری مناصب کے عہدہ جلیلہ کے وسیلہ سے منصب باطنی کی انجام دہی میں سرگرمی سے کام کرتے رہے۔(20)

دربار اکبری میں

اُن دنوں دربار اکبری کو گمراہ عقل پرستوں نے بدعات کا مرکز بنایا ہوا تھا لیکن عنایت ایزدی سے حضرت موسیٰ پاک شہید نے دربار میں رہتے ہوئے اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور جرات ایمانی کے ساتھ دیوان خانوں میں خود آذان دے کر باجماعت نماز ادا کرا دیتے۔ خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ:

''شیخ حامدؒ کے وصال کے بعد ان کے بیٹوں شیخ موسیٰؒ اور شیخ عبدالقادرؒ میں سجادہ نشینی

www.musapakshaheed.com

کے مسئلے پر جھگڑا شروع ہوا اور عرصہ تک چلتا رہا۔ شیخ موسیٰؒ اوچ چھوڑ کر دربار میں آ گئے اور یہاں اکبر نے ان کو پانسو کا منصب دیا۔ شیخ موسیٰ اتباع شریعت وسنت میں مشہور تھے۔

ملاّ بدایونی کا بیان ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بادشاہ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اگر وہ بادشاہ کے حضور میں ہوتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت شروع کر دیتے تھے اور کسی کو ان کو روکنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ لکھا ہے:

در حضور پادشاہ در عین دیوان خانہ خاص و عام اگر وقت نمازی رسید خود اذان گفتہ نماز بحضور خلیفہ وقت بجماعت می گزارد و ہیچ کسے چیزے نمی توانست گفت"(21)

یہ وہ زمانہ تھا جب بقول بدایونی "دیوان شاہی میں اعلانیہ اذان و نماز کی پابندی تھی" جو بجائے خود محل نظر ہے۔ الغرض اولیاء و اصفیاء کا ترک دنیا نہیں بلکہ حب دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہاں جلوت میں خلوت اور خلوت میں جلوت حضور حق ہے یہاں احسن طریقہ سے دینی و دنیوی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں اگر مرشد کامل حضرت موسیٰ پاک شہید ایک طرف بقول شیخ محدث: "سلطان وقت کے جلیل القدر امراء میں سے بھی رہے ہیں"(22)

تو دوسری طرف :" دے دریں سلسلہ علیہ عالیہ مطلع انوار و مہبط اسرار تجلی بودہ جمال صورت و معنی داشت"(23)

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پاک شہید سلسلہ عالیہ قادریہ انوار الٰہی کا مطلع اور اسرار تجلیات الیہ کے نزول کا مرکز اور جمالِ صورت و معنی رکھتے ہیں۔)

لہٰذا حضرت موسیٰ پاک شہید کے افکار اور اعمال سے لشکر شاہی اور دار السلطنت کے کئی شہر نشینوں کو استقامت ایمان اور روحانی تازگی نصیب ہوئی۔ رود کوثر میں لکھا ہے کہ:

"شیخ موسیٰ گیلانی ایک عرصہ تک لشکر شاہی اور درالسلطنت میں اسلام کا بول بالا کرتے رہے اور کئی شہر نشینوں کو اس بادیہ پیما کی بدولت روحانی تازگی اور استقامت نصیب ہوئی"(24)

سیرت وکردار:

اخبارالاخیار میں حضرت امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی بیان کرتے ہیں (25)
اُنکے مرشد حضرت محی الدین ثانی سید موسیٰ شہید گیلانی کی سیرت مبارک اس آیت کا مصداق تھی۔

"انک لعلی خلق عظیم"(4:68)

زبدۃ الاثار میں بھی شیخ محدث ''سلسلہ عالیہ قادریہ کے آداب'' بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اُن کے پیرومرشد حضرت موسیٰ پاک شہید کی زندگی کا ہر لمحہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم المرتبت بزرگوں کی طرح کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ کی پیروی ونفاذ میں گزرا اور ان بزرگوں کے بارے شیخ محدث بیان کرتے ہیں کہ

ہمارے شیخ سید جمال اللہ جمال الدین موسیٰ بن حامد بن عبدالرزاق بن عبدالقادر بن محمد بن شمس الدین بن شاہ میر بن علی بن مسعود بن احمد بن الصفی بن عبدالوہاب بن شیخ الاسلام عبدالقادر رضی اللہ عنہ الحسنی والحسینی نے ماہ شوال 985ھ/ 1577ء کو ہمیں بعض معمولات کی اجازت عنایت فرمائی اور اس میں ظاہری شریعت کا احترام مقدم فرمایا اور کلام اللہ اور سنت رسول اکرم ﷺ پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

ان بزرگانِ قادریہ نے ہمیشہ عقائد اہل سنت پر عمل کیا۔ ریاضت نفس، صبر جمیل، طلبِ مولیٰ، مصائب پر تحمل، لگاتار جد وجہد، علوم دینی کی پیاس، فقراء کی مجلس، بادشاہوں سے اجتناب، اغنیاء سے دوری، اللہ سے ہر وقت دعا والتجا، شیطان کے مکر سے توبہ واستغفار، اللہ کی رحمت کے امیدوار، دل میں حزن ورقت، جولانی فکر، اخوت ومودت، مساکین پر رحم، جود وسخا کا اختیار کرنا، بخل سے پرہیز، تمام امور میں میانہ روی، فواحشات سے اجتناب، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (اللہ کی خاطر کسی سے محبت یا نفرت کا تعلق رکھنا)، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دین کے معاملات میں

www.musaparshaheed.com

استقامت کے ساتھ پابندی،نزاعی امور کو چھوڑ نا،طبیعت میں خوش مذاق،احوال وکرامات کو ترک کر دینا،حکم قضا پر سر تسلیم خم کر دینا، محبت شیخ میں غرق رہنا،اپنی توجہ شیخ میں لگائے رکھنا،تمام احوال میں جمعیۃ قلب کا اختیار کرنا،تمام اَشیاء میں مشاہدہ حق کرنا جیسے اموران کی سیرت کا حصہ ہیں''(26)

اعتقاد کی بنیادی تعمیر کے بعد کمال تک پہنچانے والی چیز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت اور سنت ہے۔لہذا متواتر اور دائمی جدوجہد کی ضرورت ہے کہ تم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومتابعت میں انتہائی سعی وکوشش کو اپنا مقصود بناؤ اور معمولی سی غفلت کو بھی قریب نہ پھٹکنے دو۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapakshaheed.com

مآخذ

1) بحرالسرائر (قلمی) از سید سعد اللہ رضوی، شمارہ نمبر 36771 پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

2) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی چوک اردو بازار لاہور، صفحہ نمبر 506

3 تا 12) منقولات حضرت موسیٰ پاک شہید (اخذ بحرالسرائر) اردو ترجمہ و مرتبہ مولانا منظور حسین مرتضوی، فاضل شام (غیر مطبوعہ)۔

13) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی چوک اردو بازار لاہور، صفحہ نمبر 506، 505

14 تا 18) منقولات حضرت موسیٰ پاک شہید (اخذ بحرالسرائر) اردو ترجمہ از مولانا منظور حسین مرتضوی، فاضل شام (غیر مطبوعہ)۔

19، 20) غوث اعظم از قاضی برخوردار ملتانی، کتب خانہ خضر منزل ملتان، 1927ء صفحہ نمبر 339، 340

21) حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیق احمد نظامی، دار المصنفین، اردو بازار دہلی، 1953، صفحہ نمبر 131، 132

22) زبدۃ الآثار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، مسعود پرنٹرز، میکلوڈ روڈ، لاہور 1993ء، صفحہ نمبر 52

23) رسالہ وصیت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی/حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیق احمد نظامی، صفحہ نمبر 132

24) رود کوثر از شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کمبائن پرنٹرز، لاہور، 1992ء صفحہ نمبر 350

25) اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی چوک اردو بازار لاہور، صفحہ نمبر 506

26) زبدۃ الآثار، از شیخ عبدالحق دہلویؒ، ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ، مسعود پرنٹرز، میکلوڈ روڈ، لاہور 1993ء، صفحہ نمبر 127,128

www.musapakshaheed.com

باب چہارم

فیضانِ مرشد

خلفاء و حلقہ ارادت

سفر آخرت

www.musapakshaheed.com

ای دیدہ بیا لقائے منظور بہ بیں

آں جبہہ آں جمال واں نور بہ بیں

در وادی ایمن بہ محبت بگزر

ہم موسےٰ وہم درخت وہم طور بہ بیں

(شیخ محدثؒ)

www.musapakshaheed.com

فیضانِ شیخ الکُل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت موسیٰ پاک شہید 985 / 1577ء میں قادریہ سلسلہ کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان جیسے صدہا متلاشیانِ حق کو اپنے حلقۂ ارادت میں لیتے ہیں، جس کے بعد وہ دہلی سے عازم سفر ہوتے ہیں اور راستے میں جہاں کہیں موقع ملا ساکنانِ خطۂ ارضی کو سعادت بخشتے ہیں۔

اُوچ شریف آمد

بالآخر اس طویل سفر کو ختم کر کے حضرت موسیٰ پاک بخیر وخوبی اپنے محبوب والدِ ماجد کی آخری آرام گاہ اوچ میں حاضر ہوئے اور مرقدِ اطہر کی خاکِ پاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا اور پھر اُن کے عطا کئے ہوئے خرقہ اور بوریہ کو زینت دے کر رُشد وہدایت کا دروازہ کھول دیا۔ ہزاروں فاسق و بدکار آپ کی توجہ سے قطب اور ابدال کی راہ پر گامزن ہوئے اور سینکڑوں نے بایزیدؒ وجنیدؒ کا راستہ پایا(1)۔ حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

''اوچ میں بھائیوں کی مہربانیوں سے ایذا و جفا میں رہا مگر میں ان پر ظاہر نہ کرتا تھا فضل لامتناہی نے مجھے اپنی پناہ میں لیا اور مخلوق خدا کے مجھ سے مشورے بڑھے اگرچہ اس سے پہلے میرے پاس سے جمعیت (جمع خاطر) موقوف ہوگئی تھی۔ مگر میں اُمید اور حوصلے سے رہا چونکہ مجھے ایک نسبت رسول خدا ﷺ سے ہے۔

حاشا ان یحرم الراجی مکارمه

او یرجع الجار غیر محترم

(یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ امید لیکر آنے والا آپ کے مکارم اخلاق سے مایوس لوٹ

www.musapakshaheed.com

جائے یا پڑوسی آئے اور بغیر عزت واحترام کے واپس پلٹ جائے)۔

چنانچہ جب بھی مجھ پر اخوان زمان کے شدائد بڑھے تو حضورﷺ نے روحانی طور پر میرا ہاتھ تھام کر بشارتیں دیں۔ اسلئے میرا حوصلہ بلند اور یقین محکم رہا۔(2)

ملتان پر فیض کرم

حضرت موسیٰ پاک شہید بھی اپنے اجداد حضرت مخدوم محمد غوث بندگی اور حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی اور اپنے والد ماجد حضرت مخدوم سید حامد گنج و جہاں بخش کی طرح اُوچ سے ملتان بکثرت تشریف لاتے کیونکہ ملتان کی غالب اکثریت آپ کے اسلاف سے اراوت ومحبت رکھتی تھی۔ آپ یہاں وعظ وارشادات کی محافل کو زیب وزینت بخشتے تھے۔ ملتان کے رند بلوچ نیاز مندی میں پیش پیش ہوتے اورانہی کے ہاں آپ قیام فرماتے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید مضافات ملتان میں موضع منگے ہٹی اور حافظ والہ کی اراضی پر بھی تشریف لے جاتے اور دہلی، آگرہ، فتح پور سیکری بھی آیا جایا کرتے۔ حضرت کے والد مخدوم سید حامد جہاں بخش کا حلقہ ارادت ھندوستان کی حدود سے باہر افغانستان وبلخ تک پہنچ چکا تھا اور آپ کے عہد سعادت میں سلسلہ قادریہ افغانستان، ایران، ترکستان اور بخارہ تک وسیع ہوگیا۔ آپ کی زیارت کے لئے پشتونوں کی حاضری بکثرت ہوتی تھی۔ آپ نے ملتان اور اُچ کو سادات حسنیہ قادریہ کی مسند ارشاد وہدایت کا مرکز بنا دیا تھا کیونکہ اس وقت آپ قادریہ سلسلہ کے سجادہ نشین راستین تھے۔

شیخ محدثؒ ملتان میں

محبّ تو اپنے محبوب کی محبتوں کا طلب گار رہتا ہے لہٰذا شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اسی تڑپ اور لگن میں محو تھے، تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ:

"۔ 986ھ/ 1578ء میں حضرت محدث پیر طریقت کی قدمبوسی کے لئے اس

جانب تشریف لائے تو حضرت مخدوم ملتان میں تھے۔ 987ھ/ 1579ء میں توفیق ایزدی انہیں پھر ملتان لے آئی اور چار سال مرشد کے قدموں میں پڑے رہے۔ 995ھ/ 1587ء میں حضرت محدث حج کی غرض سے ارضِ مقدس کو تشریف لے گئے اور پانچ سال دیارِ حبیب میں رہ کر پانچ حج کئے (اور تکمیل تعلیم کی) 1000ھ/ 1592ء میں واپسی ہوئی تو پہلے ملتان حاضر ہو کر حضرت شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ مگر مرشد کی محبت قلب و دماغ پر کچھ اس طرح سے حاوی ہو چکی تھی کہ ہر وقت ملتان کا تصور آنکھوں کے سامنے تھا۔ چنانچہ بادِ نسیم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے باد گزر کن بدیارِ ملتان   زیں راہ نشیں خاکسارِ ملتان
ایں تحفۂ جاں ببر بیارِ ملتان   یک جان چہ ہزار جاں نثار ملتان

یعنی اے بادِ نسیم! اس خاکسار کی طرف سے ملتان شہر کی جانب گزر کر، اور میری جان کا یہ تحفہ ملتانی محبوب کی خدمت میں لے جا۔ ایک جان کیا چیز ہے، اگر ہزار جانیں ہوں تو بھی ملتان پر قربان کردوں۔ ایک اور مقام پر ملتان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ملتان چہ عجب کہ دلپذیر اُفتادہ است   چوں منزل پیر دستگیر اُفتادہ است
دہلی است اگرچہ مکہ خوردولے   ملتان چو مدینہ صغیر اُفتادہ است

یعنی ملتان بھی کتنا دلپذیر مقام ہے جب اس میں میرے پیر دستگیر قیام فرمائیں وہ مجھے اچھا کیوں نہ لگے، بلاشبہ اگرچہ دہلی مکہ خورد ہے، لیکن ملتان بھی چھوٹا مدینہ ہے''۔(3)

حضرت شیر کرم علی سیالویؒ ملتان میں

یہ وہ زمانہ تھا کہ اہل اللہ اپنے ایمان کی تازگی اور استقامت کیلئے حضرت موسیٰ پاک شہید کی طرف رجوع کر رہے تھے۔ انہی میں سے ایک، سیال شریف کی مسند ارشاد کے بانی مبانی حضرت بابا میاں کرم علی قادری سیالویؒ بھی بغداد سے بہ اشارہ غیبی حضرت موسیٰ پاک شہید کی

www.musapakshaheed.com

خدمت میں حاضر ہوئے۔ انوارِ قمریہ میں لکھا ہے کہ:

حضرت شیر کرم علی مدینہ منورہ میں بارہ سال تحصیل علم کرتے رہے اور وہاں مسجد نبوی میں دس سال امامت بھی کراتے رہے۔ محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کے اشارہ سے بغداد میں 22 سال بعد پہنچے۔ دربار کے سجادہ نشین پر کامل یقین نہ ہونے کی صورت میں مضطرب تھے۔ تفکرات میں رہتے تھے۔ بالآخر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے خواب میں فرمایا کہ ملتان شریف میں میری اولاد سے موسیٰ پاک شہید موجود ہیں۔ ان کے ہاں جا کر اپنا نصیب حاصل کرو۔ حسب الارشاد ملتان پہنچے اور موسیٰ پاک شہید سے بیعت کی۔ موسیٰ پاک شہید نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تو نے اپنے وطن مسکن میں جا کر نکاح کرنا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر زیادہ ہونے کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا تیری اولاد ہوگی اور تیری پشت سے ایک مرد عارف کامل ہوگا جس کا فیض عالم میں عام ہوگا۔ (4)

حلقہ ارادت

حضرت موسیٰ پاک شہید کا حلقہ ارادت کافی وسیع تھا۔ تاریخ ملتان ذیشان میں لکھا ہے کہ:

''ملتان میں آپ (حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ) کا حلقہ مریدین کافی وسیع ہوا اور بلخ، بخارا، توران، ایران اور افغانستان، ہندوستان تک پہنچ گیا'' (5)

قادریہ سلسلہ کی مسند ارشاد کے فیوض و برکات ہر سو پھیلے ہوئے ہیں۔ تاریخ ملتان کے مولّف رقم طراز ہیں کہ:

''جیلانی مخادیم نے اپنے ابتدائی دور میں اوچ اور ملتان میں اصلاحِ احوال اور اشاعتِ اسلام کا جو گراں قدر کام کیا تھا، اس کا اعتراف حضرتِ محدثؒ اپنے اشعار میں اس طرح سے فرماتے ہیں:

آں نور کہ از مشرقِ جیلاں تابید ۔۔۔ بس عالم و آدم ہمہ روشن گروید
زو مشرق و مغرب شدہ روشن آخر ۔۔۔ از اوچہ و ملتان ہمہ گشت است پدید'' (6)

(وہ نور جو مشرقِ جیلان سے چمکا، اُسی نور نے دنیا کو اور انسانوں کو منور و تاباں کر دیا۔ اسی سے آخر مشرق اور مغرب بھی روشن ہو گئے اور اسی سے اوچ اور ملتان کو بھی شہرہ آفاق ملا)۔ یعنی فیض شاہ جیلان سے ملتان اور اوچ کو فضیلت و مرتبت اور مرکزیت روحانی حاصل ہوئی۔

خلفاء کرام

نہ صرف حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے اپنے مریدین میں سے امام المحد ثین شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور حضرت بابا میاں شیر کرم علی قادری سیالویؒ بانی مسند ارشاد سیال شریف سرگودھا کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ بلکہ حضرت شاہ داؤد بندگی کرمانیؒ بانی مسند ارشاد شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ اور حضرت سید شیر علی شاہ شہدیؒ بانی مسند ارشاد شیر شاہ ملتان کا شمار بھی حضرت موسیٰ پاک شہید کے خلفاء میں سے ہوتا ہے اگرچہ وہ مرید آپکے والد ماجد حضرت مخدوم سید حامد گنج بخشؒ کے تھے جبکہ سجادگی اور خلافت فرزند رشید حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش ثانیؒ کو عطا ہوئی۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں کہ:

''مخدوم عالم، عارف کامل، واقف اسرار شریعت وطریقت، غواص بحر حقیقت حضرت سید ابوالحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہیدؒ کو اللہ رب العزت نے اپنے خزانہ عامرہ سے کچھ اس طرح نوازا ہے کہ آپ کی والا تبار شخصیت ہر پہلو سے کامل مکمل اور اکمل دکھائی دیتی ہے۔ آپ کی فیض باریوں اور کرم گستریوں کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ برصغیر کی عظیم المرتبت علمی وروحانی شخصیت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آپ ہی کے خوان کرم کے خوشہ چین ہیں، ان کے ساتھ ساتھ جب ہم آپ کے دومان قدس میں حضرت داود بندگیؒ اور حضرت میاں شیر کرم علی قادری سیالویؒ جیسے پاکان امت کو دیکھتے ہیں تو اس مربی ومرشد کی عظمتوں کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔'' (7)

www.musapakshaheed.com

شہادت باسعادت

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے زبدۃ الآثار میں لکھا ہے کہ:

''آپ کے کسی مرید نے آپ کو شہید کر دیا تھا اور ملتان میں مدفون ہوئے''(8)

مفتی انام شیخ محمد بقاء بن عبدالملک بن فرید الفاروقی الملتانی اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ وقت نے چند دیہات آپ کو دیئے تھے جو ملازمین کے تصرف میں تھے۔ وہاں ایک قوم جمع ہوئی اور غارت گری کا شور بلند ہوا خادم نے بتایا کہ قوم لنگاہاں نے ایسا کیا ہے حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ نے فرمایا ''اشارہ صحیح تھا، وصال کا وقت قریب ہے'' آپ ہاتھی پر سوار ہوئے چند نفوس کو ساتھ لیا وہاں پہنچے وہ آپ کو دیکھتے ہی رعب میں آ گئے اور ہزیمت اختیار کی لیکن جاتے جاتے سلطان نامی شخص نے ایک تیر آپ کی طرف پھینکا جو آپ کے پہلو میں لگا اور آپ نے اسکی وجہ سے شہادت پائی، چہارشنبہ 23 شعبان 1010ھ/1602ء کا واقعہ ہے۔(9)

مقبول خدا محبوب جہاں ملا جام شہادت ورثہ میں

اے سبط نبی کے لخت جگر یا موسیٰ پاک جمال الدین

اس امر کی تائید شجرۃ الانوار سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق اطراف اُچہ میں ایک بستی میں قیام فرماتے۔ کچھ لنگاہان ناہنجار نے اس بستی پر غارت کا ہاتھ پھیلا۔ فرمایا:

''اشارت صحیح شد وزمان وصال آمد''

اصلاح احوال کے لیے ان کی طرف گئے، بحر السرائر کے الفاظ ہیں:

دریں اثنا از دست سلطان نام لنگاہ تیرے بوجود کرامت آمود بجائی پہلو مبارکش رسید و بحق پیوشد گان وکان ذالک ثلث وعشرین فی شعبان سنہ عشر و الف یعنی 23 شعبان المعظم 1010ھ۔(10)

www.musapakshaheed.com

تدفین

حضرت موسےٰ پاک شہید بروز چہار شنبہ پہردن بمقام اوچ والد ماجد کے پائیں دفن کئے گئے اگر چہ شمالی طرف ایک علیحدہ خوبصورت مزار تعمیر کیا گیا لیکن بعد ازیں جسد پاک کو منگے ہٹی لایا گیا اور پندرہ سال بعد ملتان لانے کے باوجود آپ کا وجود مسعود بالکل متغیر نہ تھا۔(11)

بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ "حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کو پہلے پہل اُوچ شریف میں دفن کیا گیا۔ پھر آپ کے والد ماجد اور دیگر اجداد آپ کے دفن کے بعد (بہت سے خاندان کے لوگوں کے) خواب میں آئے کہ اس قطب عالم کو ہماری پائنتی سے کسی اور جگہ پر دفن کرو اسی اثناء میں حضرت کے خلف اعظم شیخ حامد گنج بخش ثانی بھی وہاں پہنچے اور آپ کو اُچ سے لاکر ملتان کے قریب منگے ہٹی دفن کیا۔

جب سید ابوالحسن شیخ حامد گنج بخش بن شیخ موسیٰ پاک شہید نے ملتان میں سکونت اختیار کی تو آپ کے رند بلوچ مریدوں نے ایک حویلی آپ کو بطور وقف پیش کی۔ پندرہ سال، یوم دفن کے بعد جب سید موسیٰ پاک کے جسد اطہر کو قبر سے نکالا گیا تو وہ صحیح سلامت تھا، چنانچہ آپ کے فرزند سید یحیٰ اور سید عیسیٰ آپ کو اس جگہ گھوڑے پر لائے جہاں اب آپ کا مزار ہے تو گھوڑے کی لگام کو کھلا چھوڑ دیا تا کہ اس جگہ پہنچے جہاں آپ کا نقش قدم ہے چنانچہ وہ سیدھا وہیں آیا گویا اس نے آپ کے نقش قدم کو پہچان لیا، جو ابھی باقی تھا اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ اس واقعہ سے معتقدین اور مریدین کے یقین میں اضافہ ہوا اور دیگر لوگوں کے لئے یہ حیرت انگیز واقعہ تھا۔(12)

امانت کی طرح رکھا زمین نے روزِ محشر تک
ہوا اک موئے تن میلا نہ اک تارِکفن بگڑا

www.musapakshaheed.com

مزارِ مبارک

تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ ''مخادیم جیلان کے خاندانی ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ عرصہ حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے صاحبزادے نواب یحییٰ گیلانی ملتان کے گورنر رہے، اُن کے زمانے میں ہی مخدوم سید حامد گنج بخش قدس سرہ نے حضرت موسیٰ پاک شہید علیہ الرحمتہ کے جسد اطہر کو مہنگے ہٹی سے ملتان خاص میں منتقل کرایا۔''(13)

فنا کیسی بقا کیسی جب اُس کے اشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اُس گھر میں جا ٹھہرے

قاضی برخودار ملتانی لکھتے ہیں کہ یہ روضہ عجب دلکش بنا ہوا ہے۔مزار مقدس سے نورالٰہی نمودار ہوتے ہیں مخلوق خدا کا رش رہتا ہے ادر استجابت دعا کیلئے بابرکت مقام تصور ہوتا ہے کثرت سے شہر و مضافات کے لوگ برائے زیارت باریاب ہوتے ہیں۔شب جمعہ کی کثرت خصوصیت رکھتی ہے۔یہ درگاہ شہر ملتان کے بیچوں بیچ کسی قدر جنوب کی طرف براستہ پاک دروازہ لبِ بازار واقع ہے کہتے ہیں چونکہ موسیٰ پاک شہید قدس سرہ العزیز کی سواری بعداز وفات مہنگے ہٹی سے اسی دروازے سے نمودار ہوئی تھی اس لئے اس کا نام حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے نسبت کی وجہ سے پاک دروازہ ہوا اسی طرح چونکہ ان کے خاندان کی مستورات وحرم محترم کا ورود اس دروازہ سے ہوا جو پاک دروازہ سے غربی طرف ہے اس لئے وہ دروازہ حرم دروازہ مشہور ہوا۔اس روضہ منورہ کی شمال کی طرف ایک مسجد عالی شان پرفضا سہ گنبدی قدیم سے بنی ہوئی ہے۔اس میں ایک پتھریلا مصلا مانند تخت پوش صاحب روضہ کے تبرکات سے موجود ہے اس روضہ مقدسہ کا ایک حصہ غربی دیوار ڈال کر علیحدہ کیا ہوا ہے جن میں وہ مستورات مدفون ہیں جو آپ کے ساتھ ملتان میں داخل ہوئی تھیں اس صحن کے شمالی حصہ میں املی کا ایک درخت ہے جو حضور کے زمانہ کی یادگار ہے
المختصر اس کے تین دروازے اور ایک جالی ہے دو دروازے اور جالی بطرف شمال واقع

ہیں جالی وسط میں ہے جو خاص حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ کی مزار مطہر کے سامنے ہے اور دروازہ جو اس کے داہنے کی طرف ہے وہ محرم اور عیدین کو کھلتا ہے۔ ملتان و اطراف کے باشندگان داخل ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں سے اس کو عرف عام میں بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ ایک شرقی دروازہ زائرین کی آمد و رفت کے لئے ہے۔ (14)

خانقاہ کے مرکزی ہال میں مدفون بزگان کے مزارات کی ترتیب کے بارے روایات یہ ہیں کہ مشرقی چاندی کے دروازے سے جب روضہ مبارک میں داخل ہوتے ہیں تو نگاہ مرکزی چبوترے کی بارہ دری کیطرف جاتی ہے، اس میں درمیانی مزار حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کا ہے اور ان کے مشرقی پہلو میں آپ کے جانشین فرزند حضرت مخدوم سید حامد گنج بخشؒ ثانی مدفون ہیں جبکہ غربی پہلو میں آپکے پوتے سید جان علیؒ آرام فرما رہے ہیں اور اسی جانب چبوترے کے پہلو میں ان کے بھائی سید یار علیؒ کا مزار ہے۔

www.musapakshaheed.com

حواشی و مآخذ

(1) تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ ادب رائٹرز کالونی، ملتان 1972ء صفحہ نمبر 107

(2) منقولات حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ (اخذ بحرالسرائر)، اردو ترجمہ از مولانا منظور حسین مرتضوی، فاضلِ شام (غیر مطبوعہ)

(3) تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد فریدی قصرِ ادب رائٹرز کالونی، ملتان 1972ء، صفحہ نمبر 107، 108

(4) انوارِ قمریہ، ملفوظات، شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی از مولانا قاری غلام احمد سیالوی، اِدارہ تعلیمات اسلاف لاہور، صفحہ نمبر 235، 236

(5) تاریخ ملتان ذیشان، از منشی عبدالرحمٰن خان، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، ملتان 1985ء، 199

(6) تاریخ ملتان جلد دوم، از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ ادب رائٹرز کالونی، ملتان 1972ء، 113

(7) تیسر الشاغلین اردو ترجمہ، بیکن بکس ملتان 1997ء/ماہنامہ درویش لاہور، صفحہ نمبر 76

(8) زبدۃ الآ ثار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مسعود پرنٹر میکلوڈ روڈ، لاہور 1993ء، صفحہ نمبر 52

(9) منقولات حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ (اخذ بحرالسرائر)، اردو ترجمہ مولانا منظور حسین مرتضوی، (غیر مطبوعہ)

(10) بحرالسرائر قلمی فارسی از سیّد سعداللہ رضوی (ساداتِ گیلانی ملتان کا تذکرہ) شمارہ نمبر 36771، پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

(11) بحرالسرائر قلمی فارسی از سیّد سعداللہ رضوی (ساداتِ گیلانی ملتان کا تذکرہ) شمارہ نمبر 36771، پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

(12) منقولات حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ (اخذ بحرالسرائر)، اردو ترجمہ مولانا منظور حسین مرتضوی، (غیر مطبوعہ)

(13) تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد فریدی، قصرِ ادب رائٹرز کالونی، ملتان 1972ء، صفحہ نمبر 121

14) غوث اعظم از قاضی برخوردار ملتانی، قطب خانہ خظر منزل ملتان، 1927ء، صفحہ نمبر 342، 345

مزار کی جنوبی طرف پہلا مزار مخدوم زادہ سید مختیار حسین گیلانیؒ کا ہے پھر ترتیب یوں چلتی ہے، مخدوم سید صدرالدین اولؒ، مخدوم سید نور شاہؒ، مخدوم سید ولایت شاہؒ، پسر سید حامدؒ، پسر سید یسین شاہؒ، پسر سید صدرالدینؒ، مخدوم سید جمال شاہؒ، سید کمال شاہؒ، مخدوم سید دین محمد شاہؒ، مخدوم سید عبدالقادر پان ثالثؒ، مخدوم سید محمد غوث ثانیؒ، سید محمد اسماعیلؒ، اور سید حامد بن نواب مخدوم موسیٰ پاک دینؒ۔ جبکہ چاندی کے دروازے کے سامنے مخدوم سید شوکت حسین گیلانیؒ کا مزار ہے۔ پھر سید حسین بن نواب موسیٰ گیلانیؒ، نواب مخدوم سید موسیٰ پاک دین گیلانیؒ صوبے دار ملتان، سید دوست محمد بن نواب موسیٰ گیلانی، مخدوم سید غلام مصطفےٰ شاہ گیلانیؒ، مخدوم سید صدرالدین شاہ گیلانیؒ۔ بہشتی دروازے کے مشرقی کونے میں سید سعداللہ رضوی مئولف بحرالسرائر کا مزار ہے جبکہ مغربی کونے میں سید خضر علیؒ کا۔ روضے کے مرکزی ہال کی غربی طرف ایک علیحدہ کمرہ میں مستورات کے مزارات ہیں جن میں زوجہ مخدوم سید حامد گنج بخشؒ، زوجہ مخدوم سید نواب موسیٰ پاک دینؒ، زوجہ مخدوم سید عبدالقادر پانؒ اور زوجہ مخدوم سید صدرالدین گیلانیؒ شامل ہیں۔

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے مزار کے سامنے کاشی کے خوب صورت دروازے پر یہ اشعار اِرادت مندوں کی تشفی اور یہاں کی روحانی عظمت کے شاہد ہیں کہ:

موت ولی نیست حیات ابد   قوت امداد نہ زو گشتہ رد
برآستان تو ہر کس رسید مطلب یافت   روا مدار کہ من نا اُمید برگردم

جب نیند سے بیدار ہو جاؤ تو اس سے پہلے کہ دل کی تختی پر اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی اور چیز کی صورت منقش ہو جائے، ذکر الٰہی کی صورت اور اللہ کی لامتناہی سلطنت وحکومت کے تصور کو دِل میں جما لو کیونکہ جاگنے کے اس لمحے میں بندے کا دِل زیادہ صاف اور خالی ہوتا ہے اور تمام نقوش سے پاک ہو کر اپنی اولین حقیقی فطرت سے پاکیزگی میں ہوتا ہے، لہذا جونہی اس پر ذکر حق کی تصویر ابھرتی ہے تو یہ قائم اور مستحکم ہو جاتی ہے اور نماز تہجد میں حضوری کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapaksha heed.com

باب پنجم

جمالِ مرشد

شخصیت و سیرت

بزبانِ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

www.musapakshaheed.com

لقایت بودم مدتے بود کہ مشتاق
لاجرم روئے تومن دیدم واز جارفتم
(شیخ محدثؒ)

www.musapakshaheed.com

جمال شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ جب فتح پور سیکری اور آگرہ سے رخصت ہو کر 985ھ/ 1578ء میں دہلی وارد ہوئے تو اُس وقت تک آپ کی سیادت وسجادگی اور زہد وتقویٰ و جرأت ایمانی کی دھوم دہلی میں پہنچ چکی تھی لہٰذا دہلی میں متلاشیانِ حق آپ کے حلقہ ارادت میں جوق در جوق شامل ہونے لگے۔

عظمت موسیٰ پاک شیخ محدثؒ کی نظر میں

دہلی کے انہی عاشقانِ رسول میں عہدِ آخر کا غزالی اور دنیائے علم وادب کا شہر یار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی عالم خواب میں رسالت پناہی ﷺ سے اشارہ پا کر چھ شوال 985ھ/ 1578ء کی صبح کو حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے درجہ کمال کو پہنچے۔ ڈاکٹر محمد یونس قادری لکھتے ہیں کہ:

"شیخ محدث نے تکمیل علم کے بعد تدریس کو بطور پیشہ اختیار کیا اس دوران 985ھ میں شریعت وطریقت کے جامع، امیر بادشاہ اکبر، حضرت سید موسیٰ پاک شہیدؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔ اسی عرصہ میں ملتان اوچ، دہلی اور فتح پور سیکری آتے جاتے رہے"(1)

المرء مع من احب. کے ارشاد نبوی ﷺ کی مطابق مرشد کے جلوہ جمال کا یہ کمال ہوا کہ شمالی ہند میں ترویج حدیث کے امام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے مرشد شیخ الکل سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ کی عظمتوں کا اظہار ان القاب سے کرنے لگے:

www.musapakshaheed.com

''سیدی و سندی و شیخی مشکوٰۃ مصباح الاحدیۃ،مراۃ جمال الحقیقۃ المحمدیۃ، النورالازہرالاظہر والسرالاقدس الاطہر، صاحب المجد والمفاخر، کامل الباطن والظاہر، المتحلی بحلیۃ المصطفیٰ والمتخلق باخلاق المرتضیٰ، الشیخ الوصی الرضی البہی ، جمال الدین، ابوالحسن شیخ موسیٰ سلمہ اللہ تعالی وابقی''

یعنی میرے سردار، میرے آقا، قندیل گاہ احدیت، آیئنہ جمال حقیقت محمدیہ، نور روشن، واقف اسرارِ قدسی، صاحب بزرگی وعظمت، کامل ظاہر و باطن، مشابہ بحلیہ مصطفیٰ، آراستہ اخلاقِ مرتضیٰ، شیخ زمانہ، صاحبِ وصیتِ سجادگی وعظمت، پیکرِ تسلیم و رضا، سدا بہار نورِ ولایت، جمال الدین ابوالحسن شیخ موسیٰ سلمہ اللہ وابقی ہیں۔(2)

حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ العزیز جنوبی ایشیا میں قادریہ سلسلہ کے نقیب الاشراف اور سجادہ نشین مسند ارشادِ ساداتِ حسنیہ قادریہ تھے۔ شیخ محدث کا بیان ہے: "دے دریں سلسلہ عالیہ (یعنی سلسلہ قادریہ) مطلع انوار ومہبط اسرار تجلی بودو جمال صورت ومعنی داشت''(3)

جمالِ مرشد کا یہ فیضان ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے عظیم تر علمی وروحانی فتوحات حاصل کیں اوران کی خدمات کو خطہ فی ذکر صحاح الستہ میں اِن الفاظ میں سراہا گیا ہے کہ ''اول من جاء بعلم الحدیث فی الھند وافاضہ علیٰ سکانہ فی احسن تقویم'' یعنی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں علم حدیث کو یہاں کے باشندگان میں عمدہ انداز میں عام کیا۔آپ کو شیخ محقق علی الا طلاق کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔معروف صاحب تصنیف عالم دین نواب صدیق حسن خان، شیخ محدث کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ:

"شارح ذوالمجد والعلا جناب شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ، سو ان کے فضائل علمی وعمل بھی اتنے ہیں کہ واصف ان کی وصف سے قاصر ہے، انکی ساری تصانیف ایک سے ایک بہتر وسودمند تر ہے، اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسی زبان شیریں اور سخن نمکین عطا فرمایا،

www.musapakshaheed.com

جسکا لطف اصحاب دل جانتے ہیں، یہ اپنی طرز بیان وحسن تقریر میں جو ہر فرد زمانہ تھے۔ عالم باعمل، حافظ کتاب اللہ، فقیہ متفق، محدث زمن، حاجی بیت اللہ، زائر رسول اللہ، مدرس بے نظیر، مفتی خوش تقریر، احد الصلحاء واحد العلماء، فخر ہندوستان اور نازش اہل ایمان تھے۔ انکا اسم شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی البخاری ہے۔ انہوں نے اپنا تعارف خود اپنی کتاب اخبار الاخیار کے خاتمہ میں زیب قلم فرمایا ہے۔ یہ طریقہ (تصوف) میں مرید سید موسیٰؒ قدس سرہ کے تھے۔ یہ سید موسیٰ، اولاد حضرت ماتن حضرت غوث صمدانیؒ میں تھے۔ ان کی کنیت ابوالمجد تھی۔ شیخ محدثؒ 22 سال کی عمر میں سارے علوم کی فضیلت سے فارغ ہوکر مسند افادہ پر بیٹھے تھے۔ عنفوان جوانی میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور اولیاء کبار وصلحاء نامدار کی صحبت پائی اور تکمیل فن حدیث فرمائی۔ 52 برس تک جمعیت ظاہر و باطن کے ساتھ متمکن رہے۔ اور نشر علوم میں اوقات عزیز کو صرف کیا۔ ان کی جملہ تالیف صغیر وکبیر 100 مجلد ہے اور بے شمار ابیات (اشعار) پانچ لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ محرم 958ھ/ 1551ء میں پیدا ہوئے اور 1056 ھ/ 1646ء میں تمام آگہی وکشادہ پیشانی کے ساتھ وفات پائی۔ تاریخ ولادت "شیخ اولیاء" ہے اور تاریخ رحلت "فخر العالم"۔ قبر شریف دہلی میں جو کنار حوض شمسی پر واقع ہے۔ ان کو ایک محبت خاص اور فریفتگی مخصوص تھی ساتھ حضرت ماتن حضرت غوث صمدانیؒ کے جسکے آثار انکی کتاب اخبار الاخیار وغیرہ تالیفات سے ظاہر ہے اسی طرح ایک عجیب غلبہ الفت وشیفتگی کا ساتھ جناب سرور انبیاء ﷺ کے تھا جس طرح کتاب مدارج النبوت اور جذب القلوب سے ثابت ہوتا ہے۔" (4)

مرشد کامل ملنے سے جمال مرشد کی جلوہ آرائیوں کا یہ کمال ہوا کہ شیخ محدثؒ نے احادیث پاک کی کتب میں جو روحانی مشاہدات جمال مصطفی ﷺ میں کئے اس کی ظاہری وباطنی مشابہت اپنے مرشد میں پائی جس کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ:

"کان رسول ﷺ احسن البشر قدماہ (رواہ ابن سعد)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک حلقہ بشریت میں حسین ترین تھے۔

www.musaparshareed.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مزید لکھتے ہیں کہ میرے پیرومرشد سیدی موسیٰ پاک شہید ملتانی الجیلانی کی ایڑیاں صفاء ولطافت میں اس حد تک تھیں کہ کسی حسین وجمیل کے رخسار بھی ایسے نہ ہوں گے، اور وہ نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔" (5)

سیرت وکردار شیخ محدث کی نگاہ میں

جمال مرشد کا یہ کرم تھا کہ مرشد کی صحبت سے یہ اثرات نکلے کہ شیخ محدثؒ برملا کہہ اُٹھے کہ:

"میرے (عبدالحق) کے واسطے ایک مرشد (حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ) کو بھیجا جو کہ:-

عیسیٰ نفس: جن کا ہر سانس آسمان معرفت سے نازل ہونے والا مائدہ (دسترخوان) تھا- کہ اگلے پچھلوں کے واسطے عید وسرور تھا۔ (بحوالہ 114:6)

موسیٰ مقام: جن کے جمال شجر، وحدت کی آتش اور حقیقت کا نور تھے (بحوالہ 10:20)

خلیل خلت: جن کا رخسار زیبا، گلزار بوستان اور گلستان دین وملت تھے (بحوالہ 125:4)

مصطفیٰ جمال: کہ جن کا دہان نمکداں خواں، انا املح (میں خوبصورت ہوں) اور جنکی زبان، زبانِ تبیان قرآن، انا افصح (میں فصیح زبان ہوں) تھی۔

مرتضیٰ کمال: جنکا دِل، مدینہ علم وفتوح ہے اور ان کے ضمیر دِل پر ابواب اسرار وکشف کھلے ہوئے تھے۔

حسن صورت: وارث مرتبہ **انک لعلی خلق عظیم**(4:68) (آپ ﷺ باعظمت اخلاق پر فائز ہیں) ونائب منصب **بالمومنین روف رحیم**(128:9) (اہل ایمان کے لئے نرم خو اور مہربان ہیں) تھے

حسین سیرت: مصداق آیت تطہیر(33:33) اور مصداق **الا المودة في**

القربی (23:42)۔زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت وشان) امام (پیشوا) السید (سربراہ) التقی (متقی) النقی (پاکیزہ) والعلوی (نسبت علی کے حامل) العلی (بلند مرتبت) المہدی (ہدایت یافتہ) سمی کلیم اللہ (کلیم اللہ سے موسوم یعنی موسیٰ نام ہے) وحبیب محبوب اللہ (محبوب خدا کے عاشق) تھے۔

احمد خوئے کہ عالم بندہ اوست
یوسف روئے کہ ماہ شرمندہ اوست
عیسیٰ نفسے کہ جان و دل زندہ اوست
موسےٰ کہ لقائے دوست خواہندہ اوست

(احمد ﷺ جیسی سیرت جس کی دنیا غلام ہے۔یوسف علیہ السلام جیسا چہرہ کہ چاند اس سے شرمندہ ہے۔عیسیٰ علیہ السلام جیسی پھونک کہ جس سے جان و دِل زندہ ہوتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام جیسی شخصیت کہ جو دوست کے دیدار کے طلبگار رہیں) جو کلام، کلام کلیم میں وارد ہوا ہے ان پر صادق اور ان کے حال کے مطابق ہے گویا کہ اُن کو قلب موسوی پر پیدا کیا گیا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جگر گوشہ ہیں۔

ای دیدہ بیا لقائے منظور بہ بیں
آں جبہہ آں جمال وآں نور بہ بیں
در وادی ایمن بہ محبت بگزر
ہم موسےٰ وہم درخت وہم طور بہ بیں

(اَے میری آنکھ آ، اور میرے محبوب کا چہرہ دیکھ، وہ پیشانی، وہ جمال اور وہ نور مشاہدہ کر۔ وادیِ ایمن میں محبت سے گزر کر موسیٰ کو بھی دیکھ، درخت کو بھی اور طور کو بھی) یعنی حضرت موسیٰ پاک شہید کے مشاہدہ جمال سے تمہیں حیات، کائنات اور الہیات کی تمام تجلیات نظر آجائیں گی۔(6)

www.musapakshaheed.com

مرشد ملتانیؒ و مرید دہلویؒ کا مکالمہ

جمال مرشد سے اکتساب فیض کا احوال بھی بڑا خوب ہے کہ شیخ محدثؒ اپنے مرشد حضرت موسیٰ پاک شہید سے اپنی وابستگی کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''افسوس کہ عمر کا اکثر حصہ بے تسل بجناب بادشاہِ عالم پناہ فنا کر دیا۔ جسطرف قدم رکھا محروم رہا۔ چند دفعہ اشارات بشارت غیبی ''وابتغوا الیہ الوسیلۃ'' مسموع ہوئے اور میں اس فضیلت کی طلب میں جویان و پویان رہا۔ لیکن کوئی ایسا عالی ہمت صاحب مکرمت نگاہ میں نہ آیا کہ جس سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا۔ میرا یہ پختہ مصمم عزم بالجزم تھا کہ واہب العطیات کوئی ایسا شہباز راہ عطا کرے کہ جسے بسر ورعالم دینی اور طینی دونون کمال حاصل ہوں۔ قرابت جسمانی باقرب روحانی کا پورا مصداق ہو۔ ہاتھ میں ہاتھ ملانے سے جو مطلب ومقصد ہے پوری کامیابی کے ساتھ میسر ہو۔ پھر تو ہاتھ دوں گا اور پاؤں پکڑ لونگا۔ بلکہ تا زیست رونداجاونگا، دم بھی اگر نکلے تو تحت قدم نکلے۔ اسی تمنا میں تھا کہ آخر میری صدق نیت کا پودا نمودار ہوا اور اخلاص کا شجر بار آور۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب کا مضمون جلوہ گر ہوا کہ میرے سر پر عیسےٰ نفس پہنچا کہ ہر نفس اس کا آسمان معرفت کا مائدہ تھا۔"(7)

جب مرشد کا جلوہ جمال سے دیدہ و دِل روشن ہوئے تو اکتساب فیض کے چشمے جاری ہو گئے۔ شیخ محدث لکھتے ہیں کہ:

''جب اس آفتاب دین و دولت (حضرت موسیٰ پاکؒ) نے طلوع کیا میں (عبدالحق) نے ایسا جانا کہ گویا میرے طالع نے طلوع کیا اور بجز دانکے جمال کے دیدہ روشن اور دل منور ہو گیا پہلی ہی ملاقات میں دل ہاتھ سے دے دیا ان کے قدم پر سر رکھ دیا:

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم
لا جرم روئے تو من دیدم واز جارفتم

(میں مدتوں آپ کے دیدار کا مشتاق رہا آخر کار آپ کا نظارہ جمال کیا اور بے خود ہو گیا) تھوڑے عرصے کے بعد عرض حال کا موقع ہوا انہوں نے خود ہی میرے حال صفائے باطن سے مجھ سے پہلے ہی بھانپ لیا اور میرے مقصود کو جان لیا تھا مگر امتحاناً مجھ سے تفتیش کی اور فرمایا:

"اے پیاسے سن!

ہم سب ایک ہی نہر کی موجیں اور ایک ہی دریا کی لہریں ہیں یقیناً تو اُسی دریا کا طالب ہے، جو ہم کو پہنچا ہے وہی اُن لوگوں کو بھی پہنچا ہے جو ہمارے ساتھ شرکت ڈھونڈتے ہیں اور اپنے آپ کو ہماری طرح اسی دریا کی لہر سمجھتے ہیں، اب تم جس کو صاف اور شیریں دیکھو اس کی طلب میں کوشش کرو اور اگر تم یہ کام نہیں کر سکتے تو اپنے آپ کو اس دریا کے سپرد کر دو اور دیکھو کہ تم کو کس طرف سے بلاتا ہے اور کہاں پہنچاتا ہے۔"

میں نے عرض کیا کہ:

"میں سراب تخیل میں ساحل تحیر پر پڑا ہوں، مجھ کو دریا سے کیا نسبت اور آشنائی ہے کہ میری آواز وہاں تک پہنچے۔ میں نے اپنے تئیں آپ کی خدمت میں پہنچا دیا اب آپ جہاں چاہیں مجھ کو پہنچا دیں"۔

آپ نے فرمایا:

"ناامید نہ ہو! تجھ کو دریا سے خاص آشنائی ہے، اگر نہیں ہے جب بھی وہ دریائے رحمت ہے سب پر محیط، کیا مرکب کیا بسیط، سب کو شامل، کیا ناقص اور کیا کامل۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ذات فریاد کو نہ پہنچے اور درماندگی کے وقت دستگیری نہ کرے"۔

شیخ محدث دہلویؒ کہتے ہیں کہ:

پس ان کے فرمان سے میں نے کوشش کی اور پہلی ہی شب میں غیب سے بشارت پائی اور صبر و اختیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے خود ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور بے اختیار ان کے قدموں میں

www.musapakshaheed.com

گر پڑااوراس روز چھ شوال 985ہجری تھی والحمدللہ رب العالمین، جو سعادت ونعمت عظیم ان کی خدمت سے حاصل ہوئی اگر چہ وہ اسرار مخفی رہنے کا تقاضا کرتے ہیں مگر باعث شوق کے ان کو ظاہر کئے بغیرنہیں رہ سکتا۔

ازمعشوق حکایت بزبان می آید

سن لو! جب سے سعادت ازلی نے مجھ کواس نعمت ابدی کے حاصل کرنے کی ہدایت کی ہمیشہ سے مجھ کواشتیاق تھا کہ مطلوب کی بشارت پاؤں اوراطمینان حاصل کر کے آگے قدم رکھوں۔

من و وصال تو ہیہات بس عجب ہوس است ایں
ہمیں کہ نام توام بہ زباں رود نہ بس است ایں

(میں اور تیراوصال، ہائے ہائے، یہ تو عجب آرزو ہے بس میری زبان پر تیرانام رہے ،یہی بہت ہے)

رات دن اسی وسوسے میں رہتا تھا اکثر رات رات بھر نیند نہ آتی تھی اور دن کو بھی خواب وخیال رہتا تھا کہ شاید کوئی نشان، وصال کا پاؤں۔

گرتو وعدہ وصلم دہی بہ بیداری
حرم باد سرخود اگر بخواب برم

(اگر تو مجھے عالم بیداری میں وصال کا مژدہ سنائے تو مجھ پر یہ بات حرام ہوجائے کہ میں سوؤں)

جس وقت عقل وپندار طلب کا حجاب درمیان سے اٹھ گیا،فضل وکرم نے اپنا کام کیااور مجھ مسکین کو بے واسطہ اپنے در پر پہنچا دیااس تمام بیداری کا نتیجہ ایسے خواب ہوئے جو ہزار مرتبہ بیداری سے بہتر تھے۔

بخیالی زتو راضی و بخوابی خوشنود
حاصل از وصل تو خوابی و خیال دارم

www.musapakshaheed.com

(میں تیرے خیال میں راضی ہوں اور تیرے خواب میں خوش ہوں ۔ گویا میں نے تیرے وصل سے ہی خواب وخیال ہی حاصل کیا ہے) یعنی ہمہ وقت تیرے خواب وخیال میں رہنا ہی میرے لئے منزلِ وصال میں رہنا ہے ۔ اس حکایت کا اجمال یہ ہے ۔

حقاً بیان شوق بپایاں نمے رسد

کوتاہ ساز قصہ دور و درازرا

(سچ تو یہ ہے کہ بیان شوق کی کوئی حد نہیں ہے اِس لئے قصہ دور و دراز کو مختصر کر یعنی داستان عشق کی کوئی انتہا نہیں) (8)

اس روحانی وابستگی پر پھر مرشد ملتانی اپنے مرید دہلوی کو کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے آداب کی بنیاد ہے ۔ شیخ محدثؒ لکھتے ہیں کہ :

''ہمارے شیخ سید جمال اللہ جمال الدین ابو حامد موسیٰ الگیلانیؒ نے ماہ شوال 985 ہجری کو ہمیں بعض معمولات کی اجازت عنایت فرمائی اور اس میں ظاہری شریعت کا احترام مقدم فرمایا اور کلام اللہ اور سنت رسول اکرم ﷺ پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی'' (9)

شیخ محدث کی خلافت

شیخ محدثؒ اپنے مرشد حضرت موسیٰ پاک شہید کے بہت پیارے مرید تھے اور جمال مرشد کی نظر عنایت ہے کہ شیخ محدثؒ قادریہ سلسلہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ:

''شیخ محدث 6 شوال 985ھ/ 1578ء کو حضرت سید موسیٰ گیلانیؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے تھے ۔ شیخ نے ان پر خاص توجہ فرمائی اور ان کو خلافت سے بھی نوازا ۔ خود فرماتے ہیں :

''غایت محبت بمن داشت و بفرزندی قبول کردہ تلقین نمود و خلافت داد''

(حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ میرے ساتھ انتہائی محبت فرماتے اور مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا اور وظائف کی تلقین فرمائی اور خلافت عطا فرمائی)(10)

رسالہ وظیفہ

شیخ محدثؒ اپنے مرشد کے اوراد و وظائف کے حوالہ سے اس درود شریف کا تذکرہ کرتے ہیں۔

"اللھم صل علی محمد معدن الجود والکرم

و سیع الحلم والحکم و علی آ لہ و اصحابہ و سلم

اور لکھتے ہیں کہ یہ درود شریف سلسلہ قادریہ میں بہت مشہور ہے۔ حضرت سیدی وسندی و شیخی قبلہ گاہی سمی کلیم الہٰی (موسیٰ پاک شہید) قدس سرہ نے اپنے وظیفہ کے رسالہ (تیسیر الشاغلین) میں ذکر کیا ہے۔"(11)

خراج عقیدت

ڈاکٹر محمد یونس قادری لکھتے ہیں کہ

"شرفاء گیلانی جو بعد میں ملتان، لاہور اور اوچ شریف میں آ کر قیام پذیر ہوئے یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ سارے گیلانی سید حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان میں سے حضرت شیخ الکل حافظ سید ابوالحسن محمد جمال الدین موسیٰؒ پاک شہید حسنی الحسینی الگیلانی ثانی محی الدین بن مخدوم سید حامد المعروف گنج بخش و جہاں بخش گیلانیؒ م 978ھ/ 1570ء بن حضرت شیخ عبدالرزاق (م 942ھ / 1535-36ء) بن شیخ عبدالقادر ثانی (م 940ھ/ 1533-34) قدس سرہ بھی تھے۔ آ پکی ولادت با سعادت اچ شریف میں 952ہجری میں ہوئی۔ اکبری عہد میں جب مذہبی انتشار اور دینی گمراہیوں نے جنم لینا شروع کیا اور گمراہ عقل پرستوں نے ایک بار پھر کتاب اللہ اور سنت رسول

www.musapakshaheed.com

ﷺ کے بارے میں لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا تو سید موسیٰ پاک شہیدؒ اور ان جیسے چند دیگر بزرگوں نے دربار اکبری میں رہتے ہوئے اصلاح کا فریضہ اپنے ذمہ لیا اور اپنے مخصوص انداز میں اصلاح میں لگ گئے۔ آپ اکبری دور میں احیائے اسلام کے سرگرم ترجمان تھے۔ آپ کی یہی جرات ایمانی کی دینی واصلاحی تحریک تھی کہ اکبری عہد میں صراط مستقیم کے لیے حضرت امام المحد ثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے حق پرستوں نے آپ کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی۔ نماز کا وقت ہونے پر باوجود پابندی کے اعلانیہ دیوان خاص میں اذان دیکر باجماعت نماز پڑھاتے۔

آپ کی زندگی کا تابناک پہلو یہ ہے کہ آپ زاہدو مرتاض ہونے کے باوصف بے مثال مجاہد بھی تھے اور آپ نے جہاد فی سبیل اللہ میں جان شیریں جان آفرین کے سپرد کی۔ آپ ملتان میں مدفون ہوئے۔(12)

مرشد کے لئے دعائیہ کلمات

جمال مرشد سے ملنے والی کامرانیوں کا یہ عالم ہے کہ شیخ محدثؒ کی زبان پر ہر وقت مرشد کیلئے دعائیہ کلمات نکلتے ہیں کہ:

''حق سبحانہ تعالیٰ ظل آں آفتاب حقیقت را تا ابدالدہر ممدود ومبسوط گردان ودر ما سوختگان ہجران غرقان نالہ فراق را وراں سایہ جائے دہاد۔''

(حق تعالیٰ اس افتابِ حقیقت کا سایہ ابدالاباد تک قائم ودائم رکھے اور مجھ سوختہ ہجر اور نالہ فراق میں غرق کو سکون قلب کے لئے اُن کی شفقت کے سایہ میں جگہ دے)

اور یہ کہ:

''اللہ تعالیٰ منور کرے جہاں کو ان کے جمال کے نور سے جب تک لوگ حضرت محمد ﷺ کی ذات پر درود **اللھم صل علیٰ محمد والہ اجمعین فی العالمین** پڑھتے رہیں۔''(13)

www.musapakshaheed.com

مآخذ

1) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ موضوعاتی مطالعہ از ڈاکٹر محمد یونس قادری۔ شعبہ سیاسیات کراچی یونیورسٹی۔مکتبہ الحق کراچی۔اپریل 2007،صفحہ نمبر 439

2) اخبارالاخیار فارسی،از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،فاروق اکیڈمی گمبٹ،خیر پور سندھ/ تیسر الشاغلین اردو ترجمہ،بیکن بکس ملتان،صفحہ نمبر 330

3) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ازخلیق احمد نظامی پروفیسر اف ہسٹری،مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔انڈیا ،دارالمصنفین اردو بازار 1953،صفحہ نمبر 132

4) غوث اعظم از قاضی برخودار ملتانی کتب خانہ خضر منزل ملتان 1927ء

5) مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اردو ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی،مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی،1974ء،صفحہ نمبر 40،41

6تا8) اخبارالاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اردو ترجمہ مولانا محمد عبدالاحد قادری،ممتاز اکیڈمی لاہور، صفحہ نمبر 708 تا712،وایضاً،کتاب غوث اعظم از قاضی برخوردار ملتانی،کتب خانہ،خضر منزل ملتان 1927ء

9) زبدۃ الاثار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی،مسعود پرنٹرز،میکلوڈ روڈ،لاہور 1993ء،صفحہ نمبر 128-127

10) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ازخلیق احمد نظامی،پروفیسر اف ہسٹری،مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ انڈیا دارالمصنفین ،اردو بازار دہلی صفحہ نمبر 134

11) جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اردو ترجمہ راحت قلوب،مترجم سید کلیم عرفان علی،مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی،صفحہ نمبر 285

12) شیخ عبدالحق محدث دہلوی،موضوعاتی مطالعہ از ڈاکٹر محمد یونس قادری،مکتبہ الحق کراچی، 2007ء، صفحہ نمبر 140،141

13) اخبارالاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اردو ترجمہ مولانا محمد عبدالاحد قادری،ممتاز اکیڈمی،اردو بازار لاہور،صفحہ نمبر 506

(نوٹ)ترجمہ فارسی اشعار از پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی (تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ)

www.musapakshaheed.com

باب ششم

اخلافِ مرشد

اولادِ امجاد

www.musapakshaheed.com

باد یا رب تا قیامت دولت جیلانیاں
کم مباد از قدرت حق صولت جیلانیاں
(شیخ محدثؒ)

www.musapakshaheed.com

اخلاف شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت موسیٰ پاک شہید قدس اللہ سرہ العزیز کے چار صاحبزادگان تھے۔ شیخ سید حامد گنج بخش ثانی، سید جان محمد، سید عیسیٰ اور سید یحییٰ لیکن حضرت سید موسیٰ پاک شہید نے اپنی حیات مبارکہ میں صاحبزادہ اوّل کو خلافت و سجادگی تفویض کر دی۔(1)اور ایک صاحبزادی بی بی سدّ تھیں جو سید عبداللہ بن سید نظام الدّین بن سید میر میراں بن سید مبارک حقانی بن مخدوم سید محمد غوث اچیؒ قدس اللہ اروا حھم کی زوجہ محترمہ تھیں۔(2)

صاحبزادہ ثانی سیّد جان محمد قدس سرہ بڑے متقی پرہیزگار صاحب علم و حلم تھے۔ سیّد جان محمد ملتان سے دہلی چلے گئے وہاں اُنکے مریدوں کی کثرت ہوئی۔ ان کو اکبر بادشاہ کی قربت حاصل تھی اُنکا مزار دہلی میں متصل قلعہ فیروز شاہ واقع ہے۔ بعض گیلانی سادات آگرہ بھی انہی کی اولاد کہلاتے ہیں لاہور، اُوچ اور ملتان میں بھی آپ کی اولاد رہائش پذیر ہے۔ شجرۃ الانوار کے مطابق سید جان محمد بن شیخ موسیٰ پاک شہید کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی ان کے نام، سید جمال اللہ جو اکبر بادشاہ کے زمانہ میں لاہور کے صوبہ دار تھے، شیخ موسیٰ اور بی بی سید بی بی تھے۔ قدس اللہ اروا حھم (3)

صاحبزادہ ثالث دیوان سیّد عیسیٰ قدس سرہ بڑے پاکباز، صاحب مقامات، عارف ربانی اور محبوب یزدانی تھے۔ ان کے فرزند صاحب کرامات اور عالم باعمل سیّد عنایت شاہ وسید ولایت شاہ (یا باپ بیٹا) تھے جن کا مزار ملتان شہر اندرون حرم دروازہ برلب شہر پناہ نہایت دلکش اور خوبصورت واقع ہوا ہے۔ آپ کی اولاد ملتان اور مضافات ملتان میں ہے۔ شجرۃ الانوار کے مطابق شیخ عیسٰی بن موسیٰ پاک شہید، شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں لاہور کے دیوان

www.musapakshaheed.com

تھے۔قدس اللہ اروا حھم ۔(4)

صاحبزادہ چہارم نواب سید یحیٰی قدس سرہ نہایت متقی، پارسا، صاحب شان وشوکت تھے۔ جہانگیراور شاہجہان والیان ہند کے زمانہ میں علی التواتر صوبہ دار ملتان مقرر ہوئے۔نواب کا خطاب بھی انکے نام کا جزوقرار پایا۔آپ غایت درجہ کے راست بازی سے صوبہ داری کے عہدہ فرائض انجام دیتے رہے۔ بایں ہمہ دل باخدا تھا۔عبادت اور ریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کا بغیر گنبد کے چھوٹی اینٹوں کا کاشی ٹائلز سے مزین مزار ملتان شہر مابین حرم دروازہ و پاک دروازہ حویلی مرادشاہ محلّہ گیلا نیاں واقع ہے۔سخاوت میں چونکہ بےمثل تھے اسلئے "نواب سخی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ان کی اولاد مضافات ملتان و مظفر گڑھ وڈیرہ غازیخان میں ہے۔شجرۃ الانوار کے مطابق سید یحیٰی بن شیخ موسیٰ کے تین بیٹے اور تین صاحبزادیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں مرادشاہ مسعود ،سید داؤد، سید محمود، صاحب خاتون، بی بی جامان، اور بی بی بو بو تھے۔قدس اللہ اروا حھم (5)

مخدوم سیّد حامد گنج بخش ثانیؒ

حضرت ثانی محی الدین شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ کے جانشین، فرزند رشید شیخ شیوخ العالم مخدوم سید حامد گنج بخش قدس سّرہ برگذیدہ عالم تھے۔کنیت ابوالفیض، نام سید حامد اور لقب گنج بخش تھا۔آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی سیدۃ النساامتہ القوی صحبت خاتون از اسباط سیّد عبدالرحمٰن صفی الدین گاذرونی خواہرزادہ شیخ ابواسحاق گاذرونیؒ تھا۔حضرت مخدوم زاہد، مرتاض اور صاحب مقامات جلیلہ واوصاف جمیلہ تھے۔آپ کی پارسائی اور خدایادی کا شہرہ از حدفزوں تھا۔مریدوں کی تعداد کثیر تھی۔سخاوت میں شہرہ آفاق تھے۔باوجودیکہ آمدنی جاگیرات اور عطیات از حد حاصل ہوتی لیکن بوجہ کریم النفسی ،سب فی سبیل اللہ خرچ کردیتے۔حتیٰ کہ آپ بوجہ کثرت سخا، کبھی مالک نصاب نہ ہوئے جو شرعی طور پر مالدار ہونے کی شرط ہے۔غرباء، علماء، طلباء علم پر خاص توجہ ہوتی۔ بلکہ بعض اوقات علماء اور طلبا کو اسقدر انعام فرماتے کہ اُنکے چند پشتوں تک وہ عطیہ کافی ووافی ہوتا۔

معرفت اور حقیقت کا وہ کمال حاصل کیا کہ زمانہ میں اپنے ثانی آپ ہی تھے۔ تفہیم وتعلیم ایسی تھی کہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔ جس مرید پر توجہ ہوتی فرماتے کہ جا تجھے گنج معرفت نصیب ہو گا۔ پھر اس کو وہ ترقی ہوتی اور برکات وکرامات کا صدور ہوتا کہ وہ کامل مکمل سمجھا جاتا۔ گنج بخش لقب کی وجہ تسمیہ یہی بیان کی گئی ہے۔ المختصر دینی ودنیوی سخاوت، شجاعت وولایت میں اپنی مورث کی پوری وراثت کے وارث تھے۔ آپ کے خوارق عادات بیشمار ہیں۔ استقامت علے الحق آپ کا اصلی مقصد تھا۔ "**قل اللّٰہ ثم ذرھم**" (91:6) (کہہ دیں اللہ ہی ہے پھر معاندین کو اپنے حال پر چھوڑ دیں) آپ کا معمول تھا۔ آپ کی مزار پُر انوار بلافصل مرقد امجد والد ماجد خود بطرف شرق روضہ مقدسہ میں ہے۔

حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش کے بھی چار فرزند تھے۔ سید فتح علی عرف نواب موسیٰ پاک دین، سید جان علی، سیدیار علی، سیّد دولت علی۔ سیّد جان علی قدس سرہ کا مزار پرانوار بھی متصل بمزار فیض آثار جد بزرگوار غربی طرف واقع ہے۔ پھر اسکے متصل غربی طرف سے سید یار علی مدفون ہیں۔ قدس اللہ اروا حھم۔ (6)

مخدوم سید نواب موسیٰ پاک دینؒ

حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش کے جانشین فرزند رشید حضرت سیّد فتح علی المعروف سید نواب موسیٰ پاک دین قدس اللہ سرہ العزیز کی کنیت ابوالعنایت اور لقب سید الاتقیا اور شیخ الاسلام ہے۔ آپ کی لیاقت، صداقت، پرہیز گاری اور ریاضت پر توجہ فرما کر آپکے والد ماجد سید حامد گنج بخش قدس سرہ نے اپنی موجودگی میں امر خلافت وسجادگی انکے سپرد کر دیا تھا۔ اشغال باطن واوضاع ظاہر سب کچھ تعلیم وتفہیم کر کے خلوت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی سادات حسینی سے ہیں انکا نام نامی امتہ الرزاق فاطمہ از اسباط شیخ صفی الدین گاذرونی ہے۔

حضرت کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے کہ جب میں نماز اور اوراد میں مشغول ہوتی تو شیخ

www.musapaksharheed.com

موسیٰ پاک دین کا گہوارہ جھولتا رہتا۔ یہ راز اس وقت کھلا جب آپ دیوان صوبہ لاہور کی حیثیت سے راستہ میں جا رہے تھے تو عارفہ وقت مجذوبہ بہراں نے آپکے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو۔آپ نے فرمایا ہاں میرا جھولا آپ ہی جھولتی تھیں۔

روایت ہے کہ جس زمانہ میں حضرت مخدوم موسےٰ پاک دین کی لیاقت علمی وصداقت عملی کا چرچا ہُوا تو والی ملک شاہ جہاں کی طرف سے آپ صوبے دار ملتان مقرر ہوئے۔آپ نے بڑی نیک نامی اور صدق مقالی سے حکمرانی کی۔آپ کے خوارق عادات وکرامات بکثرت ہیں۔ لکھا ہے کہ باوجود خلق عظیم آپ کا جلال،عظمت اور رعب ایسا تھا کہ کوئی بڑا ہی کیوں نہ ہو،کسی قسم کی جرات آپ کے حضور میں نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ مجالِ دم زدن مشکل تھا۔آپکی محفل اور دربار میں جس قدر شریف یا معمولی حیثیت کے لوگ حاضر ہوتے۔آپکے الطاف وسلوک سب پر عام ہوتے۔اور ہر ایک کے ساتھ بقدر فہم واوراک تلطف فرماتے قدس اللہ اسرار اسلافہم واخلافہم۔

مفتی محمد بقا ملتانی سے روایت ہے کہ دارا شکوہ کے زوال اور اورنگ زیب کے عروج کا حضرت نواب شیخ موسیٰؒ کو کشف کے ذریعے پہلے سے علم ہو گیا تھا۔ پندرہ یوم بعد جب دار الخلافہ سے آنے والوں کے سامنے اس ارشاد کی تصدیق کی تو لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ سکہ تو مراد بخش کا چل رہا ہے،اورنگ زیب کی حکومت کیسے چلے گی۔تھوڑے دنوں بعد یہ خبر بھی آ گئی کہ شہزادہ مراد بخش کو گرفتار کر کے قلعہ گوالیار بھیج دیا گیا ہے۔

تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ''نواب شیخ موسیٰ گیلانی کی طبع مبارک پر دارا شکوہ کے زوال کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ انہوں نے ملتان کی نظامت سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔چنانچہ آپ نے اورنگ زیب کی آمد پر سید عزت خان اور سید مسعود بارھہ کے ہمراہ حاضر ہو کر نظامتِ ملتان سے استعفیٰ پیش کر دیا۔اور نگ زیب نے پوچھا!

''دارا بے شکوہ کجا رفت؟''(شکوہ (شان وشوکت) سے محروم دارا کہاں گیا؟)

www.musapakshaheed.com

آپ نے بغیر کسی جھجک کے بے ساختہ کہا:

''دارا باشکوہ دریں بارگاہ باریاب شدہ بودولیکن بے دستوری رفت''(باشکوہ دارا اس بارگاہ میں حاضر ہوا تھا مگر بلا اجازت چلا گیا)

شہزادے کو''باشکوہ'' کا لفظ کھٹکا، جبینِ شاہی پرشکن پڑ گئی۔ برافروختہ ہوکر کہا:

''کیا آپ نے دارا سے کہا تھا کہ آپ ملتان چھوڑ کر نہ جائیں۔ جب تک میں زندہ ہوں آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا؟''

حضرت موسیٰ پاک دین نے جواب دیا۔

''ہاں میں نے ایسا کہا تھا۔شہزادہ دارا شکوہ میرا ولی نعمت تھا اور اس کی مدد میرا فرضِ منصبی تھا۔''

''کیا تم ہمارے مقابلے میں نکلتے؟''شہزادے نے برہم ہوکر کہا

''اس میں شبہ ہی کیا ہے۔اگر میرا ولی نعمت لڑتا تو میں سب سے پیش پیش ہوتا''

شیخ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اگر کوئی اور امیر ایسی سیف گوئی کا مرتکب ہوتا تو عتابِ سلطانی اُسے یقیناً اپنی گرفت میں لے لیتی۔مگر حضرت کی روحانیت شوکتِ شاہی پر غالب آ گئی اور اورنگ زیب ان کی عظمت وجلال کا غیر فانی نقش لئے خاموشی سے واپس دہلی چلے گئے۔(7)

بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ آپ کے خوارق و کرامات بکثرت ہیں۔شیخ محمد بقا بن عبدالملک فاروقی روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں آپ دہلی میں مقیم تھے۔عیسائیوں کا بہت بڑا پادری حاضرِ خدمت ہوا اور بولا:

''کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں اس وقت کیوں حاضر ہوا ہوں!''

www.musapakshaheed.com

فرمایا:

''ہاں ہمیں معلوم ہے کہ تم حضرت عیسیٰ روح اللہ کی طرف سے مامور ہو کر حاضر ہوئے ہو!''

پادری نے بے اختیار آگے بڑھ کر جبین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ مجھے عرصہ سے مسلمان ہونے کا شوق تھا۔ لیکن یہ تمنا تھی کہ کسی بلند شخصیت کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا جائے۔ آج رات حضرت عیسیٰ علیہ اسلام خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ:

''سید موسیٰ گیلانی سے کون افضل ہوگا۔ جس کے اخلاق کا سکہ تمام دنیا مانتی ہے۔''

چنانچہ اس وقت آپ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور نصرانیت کی جتنی کتابیں اس کے پاس تھیں سوائے انجیل اور توریت کے سب دریا میں بہادیں۔

علامہ مفتی محمد بقا سے روایت ہے کہ ایک دن بادشاہ کے مصاحبوں میں سے کسی نے حضرت کی دعوت کی۔ آپ نے قبول فرمایا۔ شکار کھیلتے ہوئے مقررہ وقت پر امیر کے ہاں پہنچے۔ اس نے بڑے تپاک سے آپ کا استقبال کیا اور قسم قسم کے کھانے دسترخواں پر ترتیب دے کر آپ سے بسم اللہ کی التماس کی۔ آپ نے کھانے کو مشتبہ سمجھ کر اپنے شکاری کتوں کو اس میں سے کچھ اُٹھوا کر ڈلوایا۔ باوجود یہ کہ کتے سخت بھوکے تھے مگر انہوں نے اسے منہ تک نہ لگایا۔ حضرت نے امیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''جس طعام کو میرے کتے بھی منہ نہ لگائیں، میں بزرگوں کی اولاد ہو کر کیسے کھا سکتا ہوں؟'' امیر سخت شرمندہ ہوا۔

حضرت مخدوم عبدالقادر ثالث پانؒ سے منقول ہے کہ ''میں ایک شب حضرت غوث صمدانیؒ کی زیارت سے مشرف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت والد ماجد موسیٰ پاک دینؒ بھی حضرت غوث صمدانیؒ کے پاس ہیں اور حضرت غوث صمدانی، حضرت موسیٰ پاک دین کے چہرے کے ساتھ

www.musaparshaheed.com

اپنا چہرہ قریب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ توبعینہ میرے رُخ اور صورت کے مشابہ ہیں۔''

نواب شیخ موسیٰ پاک دین گیلانی نے جو ریاستی منصب سے مستعفی ہونے کے بعد گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے، 23 جمادی الاول 1074ھ/ 1663ء کو انتقال فرمایا۔ صاحب بحرالسرائر لکھتے ہیں کہ آپ کے جنازے پر ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ ''ہمہ متحیر دریں بود کہ آواز ھوھواز قلب مبارکش مے شنیدند'' کئی دنوں تک پورے شہر سوگواری کی سی کیفیت طاری رہی۔ آپ کی تاریخ وفات ایک رباعی میں اس طرح دکھائی گئی ہے:

چوآں شیخ زماں کاواز قدسی بود زیں دُنیا بملک قدس رحلت یافت گردوں کرد تقدیمش
من از پیر خرد تاریخ سالِ رحلتش جُستم خرد ز الہام قدسی گفت "شیخ قدس تار تخش"

حضرت نواب موسیٰ پاک دین کا مزار اندرون مزار حضرت موسیٰ پاک شہید زیارت گاہ خلق ہے۔ قدس اللہ ارواحھم

حضرت سید فتح علی المعروف نواب سیّد موسیٰ پاک دین کے تین صاحبزادگان تھے۔ مخدوم سید عبدالقادر ثالث۔ سید حامد۔ سیّد حسین۔ پہلے دو صاحبزادگان عینی بھائی ہیں۔ اُن کی والدہ زبدۃ المخذ رات خیرالنسا امۃ الاول سیّدہ گیلانیہ رزاقیہ ہے۔ سید حسین کی والدہ قوم کی راجپوت تھیں اِن کے فرزند سید خضر علی تھے جو بتقدیر ایزدی 1071ھ/ 1660ء میں جہان فنا کو خیر آباد کہتے ہوئے باقی باللہ ہوئے۔

سیّد حامد ثالث قدس سرہ نہایت مرتاض اور خدایاد تھے۔ شجاعت وسخاوت میں ضرب المثل، اذکار وافکار، اشغال تربیت، فقر اور طریقت میں اپنے برادر عینی حضرت سید عبدالقادر ثالث کے فیض یافتہ تھے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے بعہدہ منصب صد و پنجاہ پر فائز تھے۔ لیکن دل باخدا رہتا۔ جب وقت آخر قریب آیا تو آپ کے بڑے بھائی سید عبدالقادر ثالث پان گیلانی اور سید محمد یوسف رابع گردیزی واسطی تشریف لائے اور پوچھا کہ کیوں بھائی فقیروں کی دوستی کام آئی۔ سید حامد ثالث نے عرض کی کہ حضور کے وجود مسعود کی برکت سے بندہ کو عشاق شہداء میں جگہ

www.musapakshaheed.com

دی گئی مخدوم گردیزی نے بھی طبع پرسی کی تو فرمایا خوش حالت است ۔1670ء میں عرش آشیان ہوئے ۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ ان کا مزار پرانوار جدامجد کے مزار میں ہے ۔جنوب لین کی غربی طرف میں پہلی قبر ہے ۔ان کے سات صاحبزادگان تھے ۔جس کی تفصیل کتاب مرات الصائرالحسنیہ فی اصل قادر یہ ازسید سعداللہ رضوی میں ہے ۔انہی کے خانوادے سے دربار پیران پیر سے متصل گلشن قادری کے چشتی پھول حضرت سید حامد گیلانی کی خانقاہ ہے جن کی اولاد یہاں اور لاڑ میں رہائش پذیر ہے ۔(8)

مخدوم سید عبدالقادر ثالث پانؒ

حضرت مخدوم سید نواب موسےٰ پاک دین کے جانشین فرزند رشید مخدوم سید عبدالقادر ثالث پانؒ تھے ۔کنیت ابوالخیر، کریم الطرفین اور نجیب الدین بھی کہتے ہیں ۔ جناب کی والدہ ماجدہ خیرالنّسا امتہ الاول مقدس بنت سیّد احمد قادری رزاقی خواہر سیّد السادات سیّد ہدایت اللہ وسیّد فیض اللہ قادری رزاقی اور پھوپھا سیّد نظام الدین ہیں ۔ یہ سادات گیلان کی رزاقی سیّد تھیں ۔ انکی صلاحیت اور خدا ترسی کا شہرہ تھا ۔عابدہ وصالحہ تھیں ۔ ریاضت وزہد میں یکتا زمانہ مانی جاتی تھیں ۔ آپ کی ولادت کی خوشخبری سلطان العارفین شاہ محمود بتونہ نے دی کہ ظہور راوظہور عظیم است ۔

آپ مادرزاد ولی تھے ۔آپ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے کہ جب میں اس مولود مسعود سے حاملہ تھی تو بعد نفخ روح یہ حالت تھی کہ جب میں قرآن شریف تلاوت کرنے لگتی تو میرے شکم میں جنبش پیدا ہوتی تھی ۔اگر پڑھتی پڑھتی رُک جاتی تو جنبش بھی رُک جاتی ۔

مولانا شیر محمد بن شیخ ابوالفتح فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالقادرؒ استاذ کی خدمت میں پڑھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے ۔ایک دن آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور املی کے درخت کے نیچے حضرت استاذ محترم کے آگے زانوئے تلمذ تہ کئے پڑھ رہے تھے دفعتہً موسلا دھار بارش برسنے لگی ۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت نے سبق پڑھتے ہوئے ہاتھ بلند کر کے اشارہ کیا،

www.musapakshaheed.com

اُسی وقت بارش تھم گئی۔

عبدالرحیم رنگساز بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ حضرت مخدوم سید عبدالقادر آپ کی بغل میں بیٹھے ہیں اور حضرت، آپ کے سر اور پیشانی کو چومتے ہیں۔ صبح کو میں مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، چاہتا تھا کہ رات کے خواب کا تذکرہ کروں۔ بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا۔ سچ ہے نااہل کو محرمِ اسرار نہ بنانا چاہئے۔ میں سمجھ گیا کہ اس سے مراد عدمِ اظہار ہے۔ پس میں سلام کر کے رخصت ہوا۔ اور دل میں کہا کہ مجھے اسرار کے اظہار کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا:

''شاباش! اس راہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے۔''

منقول ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ کے ہم عصر ایک باکمال سیّد شاہ نظامؒ تھے اُن کو شب خوابی میں حضرت مخدوم ثالثؒ کا تخت پوش دِکھلا کر فرمایا گیا کہ اس پر سونا چاہیے۔ شاہ نظامؒ نے عرض کی یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ صبح کو حضرت مخدوم ثالثؒ نے وہ تخت بھجوادیا کہ یہ آپ لے لیجئے۔ شاہ نظامؒ نے وہ واپس کر دیا کہ اس میں شک نہیں جو میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ آپ نے بیداری میں حاصل کیا۔ لیکن میں نے اُس وقت بھی معذرت کی تھی اور اَب بھی معافی کا خواستگار ہوں۔

آپ کی وفات 1083ھ/ 1672ء میں ہوئی۔ قدس سرہ العزیز۔ بتقدیر ایزدی آپکے فرزندان آپ کی زندگانی ہی میں فردوس برین کو سدھارے تھے۔ اسلئے آپکے پوتے شیخ محمدؒ غوث ثانی بن سید اسماعیل گیلانی جو ''سر لابیہ'' کا مصداق اور صاحب کمال تھے آپ کے وارث و جانشین ہوئے۔ (9)

مخدوم سید سیّد محمد غوث ثانیؒ

حضرت مخدوم سیّد محمد غوث ثانی قدس اللہ سرہ العزیز یکتا اہل زمان و صاحب عرفان

www.musaparshaheed.com

تھے۔علم وعمل دونوں میں لاثانی، مسند نشین، جادہ غوث الثقلین اور برگزیدہ زمان تھے۔کنیت ابوالحسن اور لقب جمال الدین تھا۔متاخرین سادات گیلانی میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ حسینی سادات سے تھیں۔نام نامی سیدہ بی بی بیگم خاتون دختر میر علی اکبر بن میر اسماعیل ہروی از اولاد سلطان اولیاء واصفیاء میر حسین، سادات الحسینی الہروی تھا۔حضرت مخدوم غوث ثانی کا سن ولادت باسعادت 29 جمادی الاول 1078 ھ/ 1667ء ہے۔بحرالسرائر میں ان الفاظ سے آپ کی شان بیان کی گئی ہے ماہتاب جمال الہٰ آفتابِ جلال لامتناہی،مخزن اذکار ربانی، گنجینہ اسرار سبحانی آئینہ تجلیات ذات اور مظہر انوار، صفات 1137ھ/1725ء میں خلد آشیان ہوئے۔ان کا مزار روضہ کے اندر ہے۔محمد شاہ رنگیلا و شاہ عالم شاہان دہلی دونوں حضرت مخدوم کے ساتھ خلوص عقیدت رکھتے تھے۔آپکے تین صاحبزادے تھے سیّد فتح محمد شاہ، مخدوم دین محمد شاہ، سیّد گل محمد شاہ۔

اول الذکر صاحبزادہ سیّد فتح محمد شاہؒ صاحب باکمال واجلال تھے۔سادات پیر جال والہ انہی کی اولاد سے ہیں، ڈیرہ غازیخان میں بھی جناب کے اخلاف رشید موجود ہیں۔سیّد فتح محمد شاہ اپنے والد کی عین حیات ہی میں واصل باللہ ہوگئے۔ان کا مزار فیض آثار مزار حضرت موسیٰ پاک شہید کے اندر ہے۔

ثالث الذکر سیّد گل محمد شاہؒ بھی اپنے بھائی کی طرح نہایت پارسا، متقی اور صاحبِ کمالات تھے۔انکی اولاد ضلع مظفرگڑھ، سکنہ خانگڑھ، موضع پنج گرائیں اور شیخ پور شجرا میں رہائش پذیر ہے۔سیّد گل محمد شاہ کی مرقد امجد مزار موسیٰ پاک شہید کے احاطہ میں ہے۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی کے جانشین فرزند مخدوم سید دین محمد شاہ ملقب بمخدوم شیخ حامد گنج بخش ثالثؒ 1107ھ/1696ء میں آفتاب جہانتاب طالع ہوئے۔انکے زہد و توکل نے جہان کو منور کر دیا۔29 برس کی عمر میں جلوہ آرا مسند ہوئے۔مریدوں کا ہر وقت رش رہتا

www.musapakshaheed.com

نواب شجاع خان حاکم ملتان جناب کے مخلص معتقد تھے۔ ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو با اقتدار بزرگ مانتے تھے۔ حضرت مخدوم کے دو صاحبزادے تھے، سید کمال الدین اور جانشین مخدوم سید جمال الدین۔ حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش ثالث کا آفتاب صداقت مآب 1191 ھ /1779ء میں زیر زمین غروب ہو گیا قدس سرہ العزیز۔

حضرت کمال الدینؒ کا انتقال اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہُوا۔ دربار پیران پیر میں ان کے خانوادے کے پیرامیر شاہ کے گھرانے میں حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کی دستارِ مبارک بطور تبرک موجود ہے۔

حضرت سیّد جمال الدین، مخدوم سیّد عبدالقادر چہارم کے لقب سے مسند نشین دربار پیرانِ پیر ہوئے۔ آپ تعاونوا علی البر والتقویٰ کی زندہ تصویر تھے۔ آپ کے صاحبزادے سید صدرالدین اول گیلانیؒ، سیّد احمد شاہ گیلانی اور سیّد محمد شاہ گیلانی تھے جنکی اولاد دربار حضرت پیران پیر ملتان میں رہائش پذیر ہے۔ حضرت مخدوم جمال الدین کی وفات 1228ھ میں ہوئی۔ قدس اللہ ارواحھم۔(10)

آج بھی حضرت شیخ الکل سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کا خانوادہ مذہبی و روحانی، علمی و ادبی اور سماجی و سیاسی خدمات بھرپور طریقے سے سرانجام دے رہا ہے کہ:

ہر کہ خدمت کردہ ای او مخدوم شد

www.musapakshaheed.com

مآخذ

1 تا10) i۔ بحرالسرائراز سید سعداللہ رضوی، شمارہ نمبر 36771 پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان

ii۔شجرۃ الانوار از سید علی اصغر گیلانی، کتب خانہ کرنل علی رضا گیلانی اوکاڑہ۔

iii۔غوث اعظم از قاضی برخوردار، ملتانی، کتب خانہ خضر منزل ملتان 1927ء

iv۔تاریخ ملتان از مولانا نور احمد فریدی۔قصرادب رائٹرز کالونی ملتان 1972ء، صفحہ نمبر113,114,121,122,133,138,140,150,151,172,196,229

v۔تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خان، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، چہلیک، ملتان، 1985ء صفحہ نمبر70

www.musapakshaheed.com

باب ہفتم

افکارِ مرشد

تیسیر الشاغلین

محبت و حضوری خدا کا پیغام

www.musapakshaheed.com

غوث اعظم دلیل راہ یقین
بیقین رہبر اکابر دین
شیخ دارین ہادی ثقلین
زبدہ آل سید کونین

(شیخ محدث)

www.musapakshaheed.com

افکار شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہیدؒ

حضرت شیخ الکل محی الدین ثانی سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیف منیف تیسیر الشاغلین میں انسانی تہذیب کے لئے اپنے ارشادات کے ابلاغ کے لئے ''درویش'' کو مخاطب کر کے اذکار و ادعیہ اور نصائح سے سرفراز فرمایا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک پُر تاثیر علمی و روحانی رُشد و ہدایت کی محفل کو حضرتِ قدس سرہ نے زیب و زینت عطا کی ہوئی ہے اور تدریس و اصلاح کے لئے وعظ و تلقین کے فیوضات کے خطبات ارشاد فرما رہے ہیں۔

سیّد موسیٰ پاک شہید کی تالیف لطیف ''تیسیر الشاغلین'' کا آغاز درج ذیل الفاظ سے ہوتا ہے جو غالباً آپ کے کسی ارادت مند کے الفاظ ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام علے سيد المرسلين و امام المتقين محمد واله واصحابه واتباعه واحزابه محيى دينه وملته اجمعين قال الشيخ العالم الولى العارف سيد السادات و منبع البركات السيد الزكى الوفى الرضى شيخنا و سيدنا و مولنا ابوالمحامد جمال الدين الشيخ موسى بن حامد بن عبدالرزاق بن عبدالقادر بن محمد بن شمس الدين بن شاه مير بن على بن مسعود بن احمد بن صفى الدين بن عبدالوهاب بن القطب الربانى الغوث الصمدانى غوث الثقلين شيخ الاسلام و غوث المسلمين ابى محمد محيى الدين السيد عبدالقادر الحسنى الجيلانى قدس الله تعالى ارواحهم و اوصل الينا من بركاتهم و فتوحاتهم فى الدين والدنيا .

www.musapakshaheed.com

کہ این جز ولطیف است در بعضے وظائف اوقات شریف بر روش سلسلہ درویشاں کرامت نشان حضرات قادریہ از قسم عبادات وتقربات وادعیہ واذکار واشغال سنیات از کتب معتبرہ واز روات ثقات از ذریات طیبات کہ اباً عن جد سلسلہ ایشان بحضرت غوث الثقلین قطب المخافقین شیخ شیوخ العالم محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ مربوط ومنوط است بہ تیسیر الشاغلین -

موضوع کتاب

تیسیر الشاغلین کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی علمی و روحانی نصاب کی حیثیت حاصل ہے

ڈاکٹر محمد یونس قادری رقم طراز ہیں:

حضرت سید موسیٰ پاک شہیدؒ نے متوسلین کی اصلاح و رہنمائی کے لیے "تیسیر الشاغلین "(سالکوں کے لیے آسانی) تصنیف فرمائی جس کے وہ خود عملی نمونہ تھے۔ تیسیر الشاغلین جہاں تصوف پر ایک گراں قدر کتاب ہے وہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب علم واخلاق اور رشد وہدایت کا انمول خزانہ ہے جس پر عمل کر کے انسان دین اور دنیا میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے دو مقامات، پچاسواں مکتوب (رسالہ) اور کتاب ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ میں مذکورہ کتاب کا حوالہ دیا ہے۔"(1)

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین لکھتے ہیں کہ:

''نویں صدی ہجری میں تصوف کے عروج کا دور ہے۔ اس دور میں صوفیہ کی اشاعت اسلام کے سلسلے میں خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ اس عہد میں تصوف کے بارے میں تصنیف وتالیف پر بھی توجہ دی گئی۔ اس کے باوجود اکثر صوفیاء کے حالات زندگی کم دستیاب ہیں، اس کے کئی اسباب ہیں۔ صوفیاء بالعموم اپنے حالات زندگی بیان کرنے سے گریز کرتے تھے اور شہرت سے بھی گریزاں تھے۔ زبانی روایات کا دور تھا اور لکھنے کا رواج کم تھا۔ اگر لکھا ہے تو زہد وتقویٰ پر لکھا

www.musapakshaheed.com

،اور ملفوظات جمع کئے، خود صوفیاء نے بھی تصنیف و تالیف کی طرف کم توجہ دی۔ اس صورت حال میں سید موسیٰ پاک شہیدؒ سے ملتان میں تصوف کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ سلسلہ قادریہ کو تقویت ملی اور اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ تیسیر الشاغلین سالکین قادریہ کے لئے دستور اور نصاب کی حیثیت اختیار کر گئی۔ پہلے دو ابواب اور انکی فصول سے ایسا لگتا ہے، کہ یہ فقہ کی کتاب ہے۔ تصوف کو فقہ باطن بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح تیسیر الشاغلین فقہ باطن کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں نماز اور مختلف اذکار و وظائف کی روحانی معنویت واضح کی گئی ہے۔ تیسرا باب یعنی آخری باب خاص طور پر تصوف کے مباحث پر محیط ہے۔ یہ کتاب ہر اعتبار سے سلسلہ قادریہ کے لئے نصاب کی حیثیت رکھتی ہے، اور ایک مستند حوالہ ہے۔ فکری سطح پر یہ کتاب سید موسیٰ پاک شہیدؒ کے بصیرت افروز فرمودات سے معمور ہے۔ جہاں انہوں نے درویش کو "ہاں اے درویش" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔"(2)

مآخذ کتاب

تیسیر الشاغلین میں آداب نماز اور اذکار و ادعیہ اور تصوف کے مباحث میں درجہ ذیل مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے:

1۔ قرآن مجید

مثلاً سورۃ البقرہ، سورۃ الانعام، سورۃ الانفال، سورۃ الحدید، سورۃ المزمل سے آیات مبارکہ:

2۔ احادیث نبوی ﷺ

مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور جامع ترمذی سے احادیث شریف۔

3۔اقوال حضرت الشیخ سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ

تیسیر الشاغلین میں اقوال حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی شرح کی گئی ہے۔بحرالسرائر میں لکھا ہے کہ:

"حضرت سلطان الشہداء غوثِ العالم شیخ موسیٰ پاک شہید قدس سرہ راازراو یے است جامع حافل، شامل انواع اذکار و دعوات کہ از آباء واجداد کرام خود را او راد ایشاں تصنیف کردہ اند بے نظیر و عدیم المثیل است ہیچ وردی بایں متانت و زرائت و فصاحت و بلاغت و اسراع الاجابت و جامعیت دیدہ نمی شود"۔(3)

عہد تصنیف

تیسیر الشاغلین اکبری عہد میں غالباً985ھ کے بعد تحریر کی گئی اور یہ زمانہ انشاپردازی اور عبارت آرائی کا تھا۔ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں کہ

"جس عہد میں یہ کتاب تصنیف ہوئی وہ عبارت آرائی کے وفور انشاپردازی کے زور اور قافیہ پیمائی کے سرور کا عہد تھا۔نثر لکھنے والے نثر کو شعر کی طرح سجاتے تھے اور عالم اپنی کتابوں میں دقیق پیرایہ بیان اختیار کرتے تھے، تا کہ قاری کے دل میں ان کے علم وفضل کا سکہ بیٹھ جائے۔اولیا اللہ نے یہ طریقہ کار اختیار نہیں کیا کہ ان کا تعلق صرف خواص اہل علم سے نہیں تھا بلکہ ان بزرگوں کو تعلق خاطر تھا عوام سے اور انہی کی رہنمائی کو فرض اولین سمجھتے تھے چنانچہ اولیاء اللہ کی کتابیں اسی نقطہ نظر سے مرتب ہوئیں کہ سادگی اور سلاست کی وجہ سے ان کا دائرہ اثر وسیع سے وسیع تر ہو۔اور ان کا فیض معنوی سے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی محروم نہ رہے۔تیسیر الشاغلین اسی نقطہ نظر سے مرتب کی گئی ہے اور اس کا فیض آج بھی پوری طرح نمایاں ہے"(4)

درس محبت وحضوری

حضرت موسیٰ پاک شہید نے اکبری عہد میں تیسیر الشاغلین کے ذریعہ دین مبین کے

www.musapakshaheed.com

احیاءاوراصلاح احوال کے لیے محبت اور حضوری خدا کا درس دیا جو کہ ہر عہد کے لئے متاع حیات ہے،فرماتے ہیں:

''ہر کہ در طلب و محبت حق صادق بود علامتش آن بود کہ صرف اوقات خود واستغراق آن درمعاملات وطاعات او بسیار نداند وملول نشود-چہ محبّ صادق ہر وقتیکہ فرصت سعادت ملاقات وامکان دولت مناجات بامحبوب خود بیابد ودر حضرت اومجال تضرعات وتملقات واتساع زمین بوسی و خدمتش حاصل کند غائت امانی ونہائت کامرانی خودشناسد ولا یعرفھا الا العاشقون'' (5)

''محبّ صادق کوتو ہر لمحے ملاقات کی سعادت ،اوراپنے محبوب کی حمد وثنا کی دولت حاصل رہتی ہےاوروہ ہرلحظہ اس کی حضوری میں سجدہ ریز رہتا ہے، نیز اسے ایسا کمال قرب حاصل رہتا ہے کہ وہ سراپا عجز وانکساراوراطاعت وفرماں برداری اور خدمت وعبادت بن جاتا ہے-اوراپنی کامیابی کی غایت اورکامرانی کی انتہا کوبھی اچھی طرح پہچانتا ہے۔اسے سوائے عاشقوں کےاورکوئی نہیں جان سکتا''(6)

جس طرح حضرت موسیٰ پاک شہید بادشاہ ہند اکبر کے شاہی دیوان خانوں میں بھی خود اذان دے کر باجماعت نماز پڑھاتے تھےاس طرح متوسلین کو خدا کے گھر مسجد میں باجماعت نماز سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں ادا کرنے کی فضیلت کی بھی ہدایت فرماتے:

''باید کہ ہرنماز از ہرنماز ہائے فرائض درمسجد بجماعت گزاردہ باشی تااز فضائل درغائت اقتدائے سنت سنیہ آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم بہرہ ور باشی''(7)

(فرض نمازوں میں سے ہرنماز مسجد میں باجماعت ادا کرنی چاہیے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی بلندوبالاسنت کی پیروی کی فضیلتوں سے بہرہ ور ہو)

کیونکہ اتباع رسول اللہ ﷺ راہ ہدایت بھی ہےاورراہ نجات بھی اوراسی سے محبت اور

www.musapakshaheed.com

حضوری ملتی ہے،فرماتے ہیں کہ:

''ہر سنتے از سنتہائے آن سرور بمشابہ جدول دانی از دریائے وجود مسعود آن حبیب معبودﷺ بنوعے منشعب شدہ کہ از مدد فیضان و جریان اودر زمین قلوب است محبوب محبت دریا حین یقین روید''(8)

سچ تو یہ ہے کہ محبت ہر چیز کا مرکز ومحور ہے،فرماتے ہیں:

''بدانکہ حفظ آداب ہم ثمرہ محبت است وہم تخم محبت''(9)

جس کیلئے ریاء کاری،عجب نفس سے پرہیز اور عجز ونیاز لازمی ہے،فرماتے ہیں:

''خودرااز ریاء وعجب دور کردن نفس کشی است''(10)

کیونکہ کائنات کا حسن تو تہذیب اخلاق میں ہے اور حضرت موسیٰ پاک شہید نے اکبری عہد میں اسی کا درس تیسیر الشاغلین کے ذریعے دیا ہے،فرماتے ہیں:

''چہ مناط واصل این کار تہذیب اخلاق است''(11)

زمانہ اشاعت

تیسیر الشاغلین کے فارسی مخطوطے مختلف کتب خانوں میں موجودہ ہیں جس کی تفصیل نسخہ ہائی خطی پاکستان جلد سوم از عرفان احمد منزوی میں ہے۔ منشی غلام محی الدین قادری قصوری کی کوشش سے تیسیر الشاغلین کا فارسی متن مطبع صدیقے فیروز پور انڈیا نے 1309 ہجری میں شائع کیا جبکہ ڈاکٹر مہر عبدالحق نے مطبوعہ تیسیر الشاغلین کا اردو میں ترجمہ کیا اور قاری غلام دستگیر حامدی نے تیسیر الشاغلین کے کتب خانہ نوشاہیہ ساھن پال شریف (شرافت نوشاہی) اور کتب خانہ سرمیدانی (نعیم اختر) میں موجود مخطوطات سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی تصحیح کی جسے بیکن بکس ملتان نے 1416ھ/1997ء میں شائع کیا۔ اِن مخطوطات کی کاپیاں مہیا کرنے پر محترم عارف

www.musapakshaheed.com

نوشاہی صاحب کے شکرگزار ہیں۔تیسیر الشاغلین کی اشاعتِ جدید کو زبردست سراہا گیا۔مشہور برطانوی محقق اور کونٹری یونیورسٹی کے مطالعہ جنوبی ایشیاء کے ریڈر ڈاکٹر ایان ٹالبوٹ (Dr.Ian Talbot) لکھتے ہیں کہ:

Taiseer-ul-Shagileen by Hazrat Shaikh-ul-Kul Syed Musa Pak Shaheed Gilani,the Second edition of this important work on Islamic Spirituality is greatly welcomed. This is a well-written and illuminating work which is of interest both for academic Scholars and those engaged on a personal spiritual quest.(12)

تیسیر الشاغلین میں حضرت سیّد موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ نے جو رُشدو ہدایات کے خطبات ارشادفرمائے ہیں اُن کے فیوضات کو عام کرنے کے لئے پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک نے بھی تیسیر الشاغلین کے مکھڈ شریف (کالا باغ کے حکیم بشیر گیلانی) کے قلمی نسخہ سے استفادہ کرتے ہوئے اردو ترجمہ کیا ہے اس میں آیات قرآنی ،احادیث نبوی ﷺ اور اقوالِ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی عربی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے غالباً منہاج القرآن لاہور کے زیر اہتمام طبع کیا جا رہا ہے،اس سے حکمت ودانش کے چند اقتباسات تبرکاً پیش ہیں:

دعا وسکوت

پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ بعض نے دعا کو فضیلت دی ہے اور کچھ لوگوں نے سکوت ورضا کو دعا پر ترجیح دی ہے۔متوخرالذکر کا خیال ہے کہ سکوت میں خالص تسلیم ورضا ہے اور دعا میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر وقضا پر ایک قسم کی شکایت اور عدم رضا کا پہلو پایا جاتا ہے۔بندہ دعا کر کے گویا اپنے ارادے کو حق سبحانہ تعالےٰ کے اختیار ومشیت پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی تدبیر وتقدیر پر اکتفا نہیں کرتا اس لئے وہ اس بات کو بارگاہ ایزدی کے آداب کو ترک کرنا سمجھتے ہیں۔لیکن محققین

www.musapakshaheed.com

نے دعا وسکوت میں سے ہر ایک کی فضیلت کو مشروط قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اوقات مختلف ہیں، بعض حالتوں میں سکوت سے دعا بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔ جب بندہ دعا کرنے میں حضورِ قلب، انہماک، شرح صدر اور رغبت وانس محسوس کرے اور اس کا دل دعا کی جانب اشارہ کرے تو سکوت سے دعا کئی درجے افضل واعلیٰ ہے۔ اسی طرح بعض مخصوص اوقات میں طلب ودعا سے سکوت وسکون فائق ہوتا ہے اور اس بات کی شناسائی بھی وقت میں ہی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر بندہ اپنے دل میں انقباض اور رعب محسوس کرے یا استغراق ووجدان اور معرفت حال کی کیفیت طاری ہو اور دعا ان کیفیات کے مخالف ونا موافق ہو تو ایسے وقت میں دعا کے بجائے سکوت وسکون بہتر واولیٰ ہے۔

چونکہ دعا کا مقصود، تضرع وتذلل، عاجزی وانکساری، استعانت واستغاثہ اور اظہار احتیاج وعبودیت ہے تو سالک کو چاہیئے کہ جن اوقات میں جو حالت موافق ومعاون ہو اس کے مطابق عمل کرے خواہ دعا بزبان قال ہو کہ زبان سے اپنی حاجت طلب کرے یا بزبان حال ہو کہ بندے کی حالت خود عرض کناں ہو یا بزبان تعرض ہو کہ حق تعالیٰ کے ذکر اور مدح وثنا میں منہمک ہو۔

سحر گاہی

اے درویش! ہمہ تن گوش ہو کر سن! ماسویٰ کو دل سے غائب کر اور قلب کو صرف اللہ کی یاد میں محور کھنے کی کوشش کر بلکہ خیال کر کہ تیرا ایک سانس بھی ذکر حق کے بغیر باہر نہ آئے۔ اگر اپنی حالت پر دھیان نہ دے گا تو حسرت وافسوس کے سوا تجھ پر کچھ منکشف نہ ہوگا۔ اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے، سفر واقامت غرضیکہ ہر حالت وفعل اور ہر وضع وطور میں تیرے قلب وزبان کو ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے تاکہ حق تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ہر گھڑی تجھ پر برستی رہیں۔ بالخصوص نیم شب، آخر شب اور وقت سحر کا خیال رکھ کیونکہ یہ وقت حصول مقصود ومطلوب کیلئے بہت افضل ہے۔ لہٰذا تجھے چاہیئے کہ نالہ آہ سحر گاہی اور دعوات واستغفار کی کثرت کرو، اوراد، ادعیہ واذکار جو بزرگان

www.musapakshaheed.com

قادریہ سے منقول ہیں اپنا معمول بناؤ اور وقت سحر کہو:

الھم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحی وبک نموت والیک النشور

(اے اللہ تعالیٰ ہم نے ابتدائے صبح بھی تیرے نام سے کی اور شام بھی تیرے ہی نام سے کی تیرے نام کے سہارے ہی جیتے ہیں اور ہماری موت بھی تیرے نام پر ہوگی اور تیری طرف ہی اٹھائے جائیں گے)

رضیت باللہ ربا و با لاسلام دینا و بمحمد نبیا

(اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر میں راضی ہوں)

حقیقت نماز

اے درویش! یہ بات ذہن نشین کر لے کہ لغت میں صلوٰۃ کا لفظ دعا کے معنی میں اور شریعت میں تمام قسم کے اذکار اور چند جسمانی وقلبی اور فعلی ہیئتوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ دعا کی اکمل اور احسن صورت یہ ہے کہ بندہ اپنے وجود کے تمام اعضاء واجزاء کے ساتھ قولی، فعلی اور عملی طور پر نہایت عجز وانکساری اور استغراق کے ساتھ اپنے آقا کو یوں پکارے کہ اس کا سراپا زبان ہو جائے اور اس کے وجود کا ایک ذرہ بھی دعا کرنے میں پیچھے نہ رہے۔ اور یہ منقول ہے کہ صلوٰۃ لفظ صلہ سے مشتق ہے یعنی حقیقت میں نمازی وہ ہے جو نماز کی حالت میں مشاہدہ معبود حقیقی کے نور کے غلبہ سے اور وجود کے نقوش کی تلاش میں مخلوق سے جدا ہو کر واصل باللہ ہو جائے جیسا کہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوات شب معراج بارگاہ ربوبیت میں واصل ہوئے اور اپنی امت کے خواص کے لئے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں پہنچنے کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا کہ "الصلوۃ معراج المومن" (نماز مومن کیلئے معراج ہے) اور اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ماسوی سے کٹ کر اللہ سے تعلق جوڑنے کا نام نماز ہے۔

www.musaparsaheed.com

تلاوت قران مجید

کلام الٰہی کی تلاوت یا سماع اس طرح کرنا چاہیے کہ جب بندہ کی اپنی زبان پر یا کسی اور کی زبان پر کوئی کلمہ یا آیت جاری ہو تو یوں محسوس کرے گویا کہ وہ متکلم حقیقی سے سن رہا ہے۔ الفاظ کے معانی کی گہرائی میں چلا جائے اور سننے کی لذت میں اس قدر منہمک ہو جائے گویا متکلم حقیقی ہی سے سن رہا ہے اور اپنی زبان یا دوسرے کی زبان کو صرف ایک واسطہ ہی تصور کرے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنا کلام اس کے کانوں کو پہنچا رہا ہے، اور اپنے آپ کو انی انا اللہ بسمع موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قدیم طریقہ خطاب کے ذریعہ تک پہنچائے۔(یعنی جیسے حضرت موسیٰ نے اپنے کانوں کے واسطہ سے یہ کلام سنا کہ میں ہی اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں لہٰذا میری بندگی کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو)۔(14:20)

ذکر الٰہی

اے درویش! نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ذکر اللہ شفاء القلوب کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دلوں کے لئے شفا ہے۔اور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ، جب کوئی شخص ذکر حق پر مداومت کرے تو اسے معرفت، علم اور توحید نصیب ہو جاتے ہیں، اس لئے تجھ پر لازم ہے کہ تو ان تمام وظائف کو جو بیان کیے گئے ہیں اس ترتیب سے پڑھے کہ تیرا کوئی وقت اور کوئی حالت ان سے خالی نہ ہو، آنے جانے، کھانے پینے، بیٹھنے سونے، سننے، کہنے اور تمام حرکات وسکنات میں ذکر الٰہی میں مصروف رہے تا کہ کوئی لمحہ بھی غفلت وسستی میں نہ گزرے جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اس قدر ذکر کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہنے لگیں اور ایسی حالت ہر قسم کے خیالات واوہام کی نفی اور جہد بلیغ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جس قدر دل سے وسوسوں کو دور کیا جائے اسی قدر یہ نسبت قوی ومحکم ہو جاتی ہے، لہٰذا کوشش کر کہ تیرے دل کا صحن تمام متفرق خیالات سے خالی ہو جائے اور تجھے پوری طرح دل جمعی حاصل ہو جائے۔ طالب کو چاہیے کہ تمام اوقات ذکر کا خاص خیال رکھے

www.musapakshaheed.com

بالخصوص نصف شب، آخر شب، نماز عشاء، نماز فجر اور نماز عصر کے بعد کے وقت کا خیال رکھے۔

کلمہ توحید کی حقیقت

اے درویش! جاننے کی بات ہے کہ محبوب حق شیخ محی الدین سید عبدالقادرؒ فرماتے ہیں جب تو کلمہ لا الہ الا اللہ کہے تو پہلے اپنے دل میں کہہ اور پھر اپنی زبان کے ساتھ کہہ اور اس کے غیر کو چھوڑ کر صرف اسی پر توکل کر، کیا تجھے اس بات سے شرم وحیا نہیں آتی کہ تو لا الہ الا اللہ کہتا ہے حالانکہ اللہ کے سوا تیرے ہزاروں معبود ہیں، اللہ غالب و بزرگ کی طرف توبہ ورجوع کر اور ان تمام چیزوں سے توبہ کر لے جن میں تو مبتلا ہے، جو شخص دل کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے حقیقت میں وہی ذاکر ہے اور جو دل کے ساتھ اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو وہ ذاکر ہی نہیں، پہلے تو حق تعالیٰ کا ذکر اپنے دل کے ساتھ کر اور پھر بدن کے ساتھ، اپنے دل کے ساتھ اللہ کا ذکر ہزار دفعہ کر اور اپنی زبان کے ساتھ ایک دفعہ، پھر بغیر دل کے تیری زبان کا ذکر کرنا نہ تو کرامت ہوگی اور نہ باعث غرور وتکبر، ذکر تو صرف ذکر قلب اور ذکر سِرّ ہے پھر جب تو نے اپنی زبان کے ساتھ ذکر حق کیا تو، تو تائب ہو گا۔ اگر دل کے ساتھ ذکر کرے گا تو پھر تو سالک ہے اگر سِرّ (رازداری) کے ساتھ ذکر کرے گا تو پھر تو محبّ ہے اگر تو اس کا ذکر سنے گا تو پھر تو محبوب ہے، اور اگر تیرے سِرّ کے ساتھ اللہ نے ذکر کیا تو پس تو عارف ہے۔

لائقِ بارگاہ

جان لو کہ دوام مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات دیکھنے والا ہونا، نیستی، فنا اور نسیان کی حالت میں ہونا اور ماسوی الحق سے سِرّ (رازداری) کو کھینچ لینا ہے۔ مراقبہ، مخالفت نفس، جزم ویقین اور دوام محاسبہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا، محاسبہ سے مراد ہے کہ ہر وقت اپنے اعمال سے خالی و نا امید ہونا، اپنی کوتاہی و کمی کا ملاحظہ کرنا، اپنے حال سے واقف ہونا (جو یا تو شکر کا سبب ہے یا عذر و استغفار کا سبب ہے) اور اپنے آپ کا ریا، عجب اور خود پسندی سے

دور کرنا ہے کیونکہ ریا اور عجب، تکبر کی چھوٹی سی آستین ہے اور تو نہیں جانتا کہ دوزخ کا پہاڑ یہی ہے۔ خاطر دل جمع رکھ، آج کا دوست کل تک نہ رہے گا تپ اور سوز میں کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا۔ کسی لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ جب بھی ہو سکے اللہ کی یاد سے نور حاصل کر کیونکہ ہر وقت تجھے حضوری نصیب نہیں ہوگی، حضوری جب بھی تیرا ساتھ دے تو، تو لائق بارگاہ ہو جا جہاں سے تو نور اور روشنی حاصل کرے گا۔

کیفیت احسان وحضوری

اے درویش! حاضر رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ہے۔ ظاہر میں، باطن میں، تمام وقت میں اور ہر حال میں دیکھنے والا ہے، وہ اس خسارہ کی جگہ کا دیکھنے والا ہے جو غیر سے تعلقات جوڑنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی رضا کا طریقہ اختیار کرو، تمام دوسروں سے دل کو اُٹھا لو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دل کو باندھ لو۔ دوسرے تمام غیروں سے تعلق توڑ دو صرف حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑ لو، تمام چیزوں میں جو جمال اور کمال ظاہر ہے، یہ سب اسی کے جمال اور کمال کے پرتو ہیں لہٰذا جو دانا ہے وہ اسی کی دانائی کے اثر سے ہے اور جس جگہ بینائی ہے وہ اسی کی بینائی کا ثمرہ ہے۔

لہٰذا اے دوست! تو کوشش کر اپنے آپ کو آپ ہی ڈھانپ لے اور اس کام کی طرف متوجہ ہو جو تجھے حقیقت کی طرف مشغول کرے اور اپنے آپ سے تجھے چھڑا دے، اس شغل کو اس قدر دوام اور مواظبت (پابندی) کے ساتھ کر کہ اس کی تیری جان میں آمیزش ہو جائے اور تیری ہستی سے ایک نور اُترے اور یہ معنیٰ عینِ ذکر ہے بلکہ اس کی حقیقت ہے۔

یا عالم بی یا قریب منی یا شاھد عَلَیّ

آدابِ حُبِ رسول ﷺ

اے درویش! نبی کریم ﷺ کی محبت میں جان دینے والے اس حدیث کی رو سے آج

بھی زندہ ہیں، جس شخص نے بھی اس جگہ دوستی پالی اس نے انوار وتجلیات سے روشنی پالی اور جو بندہ بھی آپ کی محبت میں رہے وہ ابد تک زندہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ محبت کے ساتھ دوری نہیں ہے۔

خبردار اے درویش! محبوب حق شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ:

ہر وہ شخص جس کے پاس ادب نہیں ہو خالق اور مخلوق کے ہاں قابل نفرت ہے اور ہر وہ وقت جس میں ادب کا لحاظ نہیں وہ ہمیشہ کے لئے حقیر اور قابل نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ حسن ادب والے کے ساتھ ہے۔ لہذا تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ حفظ آداب محبت کا ثمرہ ہے اور یہی محبت کا بیج بھی ہے۔ جتنی محبت کمال پر ہوگی آنحضرت ﷺ کے آداب کی رعایت کا اہتمام اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ جس شخص کے دل میں محبت زیادہ پختہ اور راسخ ہوگی وہ آنحضرت ﷺ کے آداب کا اہتمام زیادہ کریگا کیونکہ ایمان والوں کے نزدیک درمعرفت واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور بارگاہ ربوبیت تک رسائی کا وسیلہ ہیں لہذا محبت الٰہی اور محبت رسالتمآب ﷺ لازم ہیں اور جس جگہ محبت الٰہی کمال پر ہوگی وہاں آنحضرت ﷺ کے آداب کی رعایت لازم ہوگی لہذا اہل ایمان کے لئے عموماً اور اہل کشف وعرفان کے لئے خصوصاً رسالت پناہ ﷺ کے آداب کی رعایت لازم اور واجب ہے۔ آنحضور ﷺ اگرچہ بصورت جسمانی ظاہر بین نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ ہیں لیکن صفت روحانیت میں اہل بصیرت کے ہاں مکشوف اور ظاہر ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کی صورت، روحانیت کا قالب اور سانچہ ہے اور تمام روحوں اور نفوس کو آپ ﷺ کی امداد متواتر و مسلسل پہنچ رہی ہے اور اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:

یا ایها الذین آ منو ا ا ستجیبو ا لله و للرسول ا ذا دعا کم لما یحییکم

(24:8)

اس وجہ سے حیات کو مسلسل فیض حاصل ہو رہا ہے۔

www.musaparshaheed.com

آدابِ شیخِ کامل

معلوم ہونا چاہیے کہ مرید کے لئے صحبت شیخ کے آداب کی رعایت لازم اور واجب ہے کیونکہ آداب کی رعایت کرنا دلوں کے کھینچنے اور مائل کرنے کا ذریعہ اور سبب ہے اور روح کے مشاہدات کا جمال اور عقل کا کمال سوائے محاسن آداب کے کہ جو تہذیب اخلاق سے عبارت ہے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ جب مرید اپنے شیخ کی صحبت میں مودب ہوگا تو شیخ کے دل میں بھی اپنے مرید کے لئے محبت پیدا ہوگی اور منظور رحمت الٰہی ہوگا، شیخ کا دل برکات اور رحمت الٰہی کے نزول کا مقام ہے جب اس دل میں مرید کے لئے محبت پیدا ہوگی تو علی سبیل التواتر اور علی سبیل التعاقب اس دل سے جاری ہونے والا لامتناہی فیض مرید کے حال کو بھی شامل ہو جائے گا، مرید کو شیخ کا قبول کر لینا، حق سبحانہ وتعالیٰ اور حضور ﷺ کی قبولیت پر صریح دلیل ہے اور یہ قبولیت اس بات کی صحیح علامت ہے کہ مرید کا شیخ جس سلسلہ طریقت سے نسبت رکھتا ہے اس سلسلہ کے تمام مشائخ اور بزرگوں نے بھی اس مرید کو قبول کر لیا ہے۔ چونکہ شیخ کی تربیت کے حقوق کا بدلہ حسن ادب کی رعایت کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے اس لئے شیخ (جو مرید کا روحانی باپ ہوتا ہے) کی تعظیم وتوقیر اور اس کے آداب کا خیال رکھنا گویا اس کے حقوق میں سے ایک حق کا ادا کرنا ہے اور اس کے حقوق سے غفلت اور اہمال برتنا، عین تقصیر اور نافرمانی ہے۔ حدیث شریف میں ہے

''جس نے ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کھایا وہ ہم میں سے نہیں''۔

لہذا پیرو مرشد کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی مورث اور موصل ہے۔(13)

مردِ درویش

تیسیر الشاغلین کا انگریزی ترجمہ پروفیسر عامر حفیظ ملک کر رہے ہیں، اس سے ایک اقتباس سے سید موسیٰ پاک شہید کے ''مردِ درویش'' کی وضاحت ہوتی ہے:

www.musapakshaheed.com

The mystic philosophy of Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) is quite straight forward. In TAYSEERUL-SHAGHLEEN, he leads Dervesh, the believer of ALLAH to a path that leads to their spiritual transformation as well as purification. Therefore, in a nutshell, Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) focuses on the requisites that constitute a pure soul worthy of qualifying to attain oneness with ALLAH. As negation of self is the foundation stone of the mystic experience, therefore, through his simple yet very convincing and impressive diction Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) prepares a Darvesh, the listener and believer to equip himself with all those necessities that are the essentials of spiritual flight. Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) makes it quite clear that only those can tread the path of mysticism and benefit from the blessings of this divine experience only when a Darvesh (the believer) purifies his heart from every other worldly desire, thought, aspiration and chase in such a way that it so purified that it can be offered as an abode for The Most Divine, The Most Sacred and The Purist ALLAH

O Believers of ALLAH (Darvesh)!

Say Hazrat Sheikh Adbdul Qadir Jilani (RA):

O, you who call the one and the dominant ALLAH
Contemplate on the power of ALLAH
Purify your heart
As human heart is the abode of ALLAH
Listen to The Grand ALLAH
Forget all else and see Him with your inner eye
And purify your heart
As human heart is the abode of ALLAH
Forget all else see Him with your inner eye
Be at His door
Call Him with the perfect belief in His oneness, sincerity and truth
Then He except other
Will expose for you
So make your heart his slave only

www.musapakshaheed.com

Never busy it for anyone else.

Isn't it quite amazing and appreciative that Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) addressed human beings as Darvesh. Going trough the teachings of Hazrat Musa Pak Shaheed (RA) the word DARVESH becomes very special, distinguished and a multi - meaning world.(14)

سید موسیٰ پاک شہیدؒ کے ہاں ہر لمحے درویش کو کیفیت احسان میں محور رہنا چاہیے جس کی ترجمانی ڈاکٹر شہزاد قیصر یوں کرتے ہیں:

Listen O Saint !In all things of the world in which you see beauty, majesty and perfection, it is essentially the manifestation of His Beauty, Majesty and Perfection, Any seer wherever he may be is the fruit of His seeing and where you are acquainted with one who knows, it is again the fact of His knowledge and wisdom. Thus, it is necessary that you move from manifestation to the Absolute: from multiplicity to Unity and turn your direction from constraint to Freedom. Though man by dint of his body is engulfed in carnal desires yet due to the subtlety of the spirit he is also very subtle for he absorbs the colour of that to which he diverts his attention. And wherever he fixes his heart he obeys his commands. Thus, O friend try and hide yourself from your eyes. Adopt the vocation which engages you with Reality and which frees you from yourself. Deepend this vocation to such an extent that it become a part of your essence and your existence detach from you."(15)

www.musapakshaheed.com

دُعا ومناجاتِ سید موسیٰ پاک شہیدؒ

(1)

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

اے میرے معبود

اپنے مقدس جلال،

اپنے مانوس جمال،

اپنے اولیاء پر اپنی نظر رحمت،

اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ اپنے قرب،

اپنے پروانوں کے ساتھ اپنے شوق

اور اپنے چاہنے والوں سے اپنی محبت کے طفیل،

میری یہ التجا ہے کہ اپنی معرفت کے نور سے میرے دل کو روشن فرما دے

(اور اپنے اہل حضور قرب والوں) میں سے مجھے بنا دے

تاکہ انوار کے سمندروں میں ہمارے لئے تیرنا آسان ہو جائے

اور ہمیں اسرار و رموز کے موتیوں کا نکالنا آ جائے۔

اے اللہ

ہمیں اپنے جمال کے مشاہدے سے

اور اپنے وصال کی خلعت سے

ہمیں نواز دے

اور ہمیں اپنی ملاقات کی نعمت عطا فرما

اور ہمیں اپنے اولیاء کے زمرے میں شامل فرما۔

www.musapaksheed.com

اے اللہ
دنیا کی محبت سے ہمارے دلوں کو پاک فرما دے
اور ہماری آنکھوں کو ہمیں اپنے عیوب پر نظر ڈالنے والا بنا دے۔
اے اللہ
ہمارے ظاہر کو اپنی اطاعت سے
اور ہمارے باطن کو اپنی خشیت (خوف الٰہی) سے
اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت سے مزین فرما دے۔
اے اللہ
ہماری آنکھوں میں دنیا کو حقیر بنا دے
اور ہمارے دلوں میں اپنے جلال کو عظیم بنا دے۔
اے میرے معبود
تو پروردگار ہے اور میں بندہ ہوں،
بندہ تو پالنہار کو ہی پکارتا ہے۔
اے میرے معبود
تو بادشاہ ہے اور میں محکوم ہوں،
تو عزت والا ہے اور میں حقیر ہوں،
تو بے نیاز ہے اور میں محتاج ہوں،
تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور میں فنا ہونے والا ہوں،
تو نیک سلوک فرمانے والا اور میں سیہ کار (گنہ گار) ہوں،
تو معزز ذات ہے اور میں کمتر ہوں،

www.musapakshaheed.com

تو شفقت فرمانے والا ہے اور میں قصوروار ہوں،

تو مہربان ہے اور میں خطا کار ہوں،

تو کائنات کو پیدا کرنے والا ہے اور میں مخلوق ہوں،

تو طاقت ور ہے اور میں کمزور ہوں،

تو عطا فرمانے والا اور میں مانگنے والا ہوں،

تو رزق دینے والا ہے اور میں رزق لینے والا ہوں،

تجھ سے زیادہ کون حقدار ہے جس سے میں فریاد کروں

کہ اس سے اس کے پیغام کا استغاثہ کروں

اور جس سے میں مانگوں

اور جسے میں پکاروں

اور جس سے میں کوئی امید باندھوں

کیوں کہ تو مہربان ذات ہے۔

اے میرے معبود

کتنے ہی گناہ گار ہیں جنہیں تو نے بخش دیا

اور کتنے ہی سیاکار ہیں جن کے گناہوں سے تو نے درگزر فرمایا

پس اے رب

مجھے بخش دے

اور اے سب سے زیادہ مہربان ذات

اپنی رحمت کے صدقے مجھ سے درگزر فرما۔(16)

www.musapakshaheed.com

(2)

اے مالک ومختارکل!

اے باشاہ!

اس وقت جب میرے پاؤں بستر مرگ پر دراز ہوجائیں اور میرے ہاتھ دنیاوی تصرفات ومعاملات سےکوتاہ ہوجائیں روح کوتر وتازگی عطا کرنے والے!

کلمہ طیّب کومیری زبان پراورتمام مسلمانوں کی زبان پرجاری رکھیو

اے اللہ!

اس وقت جب حسرتوں کا کرتہ ہمارے گلے سےاتارڈالیں،

اوربےآستین کا کرتہ پہنادیں اس وقت ہم پررحمت کیجیو

اے رب العالمین!

جس وقت ہمارے ہاتھوں کوہمارے سینے پررکھ دیں ہمارے پیارے ناامید ہوجائیں اوراپنے ہاتھوں الوادع کہہ رہے ہوں اس لمحے ہم پررحم کیجیو

اے خداوندکریم!

جس وقت ہمیں قبرمیں اتاردیں تواس وقت بھی ہم پررحمت کیجیو

اے کریم!

کرم بکن ای کریم طاعت عدل کراست
گرچہ سزا لائقیم از تو امید عطا است

اے اللہ!

میری تمام ضرورتوں کا تجھےعلم ہےاورتوہی انہیں پورا کرسکتا ہے

www.musapakshaheed.com

اپنے کرم سے انہیں پورا فرما،
دونوں جہانوں میں سرفراز فرما،
اپنے غضب سے اپنی پناہ میں رکھ
ہمیں معاف فرما دے، معاف فرما دے
ہمیں ہمارے اپنے ہی شر سے محفوظ رکھ،
نبی مختار ﷺ کی حرمت سے،
ان افعال سے جن پر تو راضی نہیں ہے،
ان سے اور ان کی چاہت سے ہمارے دلوں کو سرد کردے
عفو و عافیت عطا فرما
ہماری اور تمام مسلمانوں کی عاقبت بالخیر کردے
ہمیں، ہمارے دوستوں کو اور ہمارے دشمنوں کو شریعت کے راستہ پر قائم رکھ
اے عیب پوش!
ہمارے دینی و دنیاوی کاموں کو شریعت کے احکام کے مطابق سرانجام فرما
بحرمت النبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد
و علی اله و اصحابه اجمعین(17)

www.musapaksharheed.com

اذکار وادعیہ

تیسرالشاغلین سے بطور نمونہ دو اذکار درج کئے جاتے ہیں۔

1۔ دینی ودنیاوی مرادیں پوری ہونے، دعا قبول ہونے اور درازی عمر کیلئے یہ اذکار ہمیشہ جاری رکھیں۔

i **بعد نماز فجر**

هو الحی القیوم 1000مرتبہ

ii **بعد نماز ظہر**

هو العلی العظیم 1000مرتبہ

iii **بعد نماز عصر**

هو الرحمن الرحیم 1000مرتبہ

iv **بعد نماز مغرب**

هو الغنی الحمید 1000مرتبہ

v **بعد نماز عشاء**

هوا للطیف الخبیر 1000مرتبہ

2۔ دشمنوں سے تحفظ، رزق میں وسعت اور کفایت مہمات کیلئے صبح کے وقت ورد کرو اور جمعرات سے شروع کرو:

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

سبحان اللّٰه القادر القاهر القوی الکافی یاحی یا قیوم لاحول ولاقوة الا بااللّٰه العلی العظیم و صلی اللّٰه علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین۔(17)

اول وآخر سرور کائنات ﷺ پر درود بھیجیں۔

اللّٰهم صلّ علی سیدنا محمد معدن الجود و الکرم و علی آلِ محمد و بارک و سلم.

www.musapakshaheed.com

مآخذ

1) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ،موضوعاتی مطالعہ از ڈاکٹر محمد یونس قادری،مکتبۃ الحق کراچی، 2007ء،صفحہ نمبر 140,141

2) ''سرائیکی وسیب''(یادگاری اشاعت 2010ء)سرائیکی ایریا سٹڈی سنٹر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔صفحہ نمبر 17، 19، 20

3) بحرالسرائر از سید سعداللہ رضوی (قلمی)،شمارہ نمبر 36771 پبلک لائبریری باغ لانگے خان،ملتان

4) تعارفی مضمون از ڈاکٹر اسلم فرخی (اردو یونیورسٹی) برائے تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ، بیکن بکس، ملتان 1997ء،صفحہ نمبر 14

5) تیسیر الشاغلین (فارسی) مطبع صدیقے، فیروز پور، انڈیا۔1309ھ

6تا10) تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ،بیکن بکس،ملتان 1997ء، صفحہ نمبر 105

11) تیسیر الشاغلین (فارسی) مطبع صدیقے، فیروز پور، انڈیا۔1309ھ

12) تیسیر الشاغلین دربار حضرت پیرانِ پیرؒ ملتان۔

13) تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ قلمی از پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک صدر شعبہ عربی گورنمنٹ اورنٹیل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(14 Maxims of Musa Pak Shaheed
by Prof. Aamir Hafeez Malik
Govt. Emerson College Multan

15) Taiseer ul Shaghileen...... Opnings-Unto self
realization by Dr. Shahzad Qaisar.

www.musapaksheheed.com

16) تیسیر الشاغلین، دُعا، اردو ترجمہ از ڈاکٹر اصغر اسعد، (عربی متن کتاب ہذا کے صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ کریں)

17 تا 18) تیسیر الشاغلین، اردو ترجمہ از ڈاکٹر مہر عبدالحق، بیکن بکس ملتان۔ 1997ء

*****

نماز کے اندر حضوری کا دار و مدار وضو کی حضوری پر ہے اور نماز
میں جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی وضو میں غلطی اور غفلت کی
وجہ سے ہوتے ہیں، پانی بہانے کا بھی خیال رکھو اور شیطان کے
وسوسوں کا دروازہ اپنے اوپر نہ کھولو۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapakshaheed.com

باب ہشتم

منقبتِ مرشد

منظوم خراجِ عقیدت

www.musapakshaheed.com

من کہ پروردہ نوال دیم
عاجز از مدحت کمال دیم
(شیخ محدث)

www.musapakshaheed.com

رباعی

ای دیده بیا لقائے منظور بہ بیں
آں جبہہ آں جمال وآں نور بہ بیں
در وادی ایمن بہ محبت بگزر
ہم موسےٰ وہم درخت وہم طور بہ بیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی(1)

www.musapakshaheed.com

موسیٰ پاک جمال الدین

تُم آلِ نبیؐ اولادِ علی اور غوثِ جہاں کے نائب ہو
ملتان کے ہو ماہِ انور یا موسیٰ پاک جمال الدین

مقبولِ خدا محبوب جہاں مِلا جامِ شہادت ورثہ میں
اے سبطِ نبیؐ کے لختِ جگر یا موسیٰ پاک جمال الدین

اے قطب جہاں فیاضِ زماں رہے نام تیرا ہی وردِ زباں
اے پارہ دِل آلِ اطہر یا موسیٰ پاک جمال الدین

دِن رین تمہارا تقویٰ ہے یا ثانی غوثِ جہاں مجھ کو
ہو عرضِ زیارت پیشِ نظر یا موسیٰ پاک جمال الدین

صدا ورد رہے یہ نام تیرا بن نام تیرے نہ ہو گا میرا
اے بندگی پیر کے نورِ نظر یا موسیٰ پاک جمال الدین

مخدوم غلام مصطفیٰ گیلانی (2)

www.musapakshaheed.com

یہ شان ہے کہ شاہِ اولیاء ہیں موسیٰ پاکؒ

چراغ انجمن کبریا ہیں موسیٰ پاک　　شعاع جلوہ گہ مصطفیٰ ہیں موسیٰ پاک

وہ تاجدار طریقت وہ شہر یار سلوک　　یہ شان ہے کہ شہ اولیا ہیں موسیٰ پاک

وہ غوث الاعظم ثانی　وہ مرشد کامل　　وہ شیخ کل ہیں کہ منزل رسا ہیں موسیٰ پاک

دکھائی دیتا ہے جس میں جمال قدرت کا　　یقین کے ہاتھ میں وہ آئینہ ہیں موسیٰ پاک

رہے جہاد میں مصروف شیطنت کے خلاف　　اذان صدق ہیں حق کی صدا ہیں موسیٰ پاک

ہر ایک عہد ہے جن کے جمال سے روشن　　وہ دین کا نور، وہ رب کی ضیاء ہیں موسیٰ پاک

ہر ایک دور کے افکار جس سے ہیں شاداب　　وہ موج چشمہ آب بقا ہیں موسیٰ پاک

ہے فیض خطہ ملتان پہ آج بھی جاری　　عطا کا ابر، کرم کی ہوا ہیں موسیٰ پاک

بہار دین و ثقافت میں ہے ظہور ان کا　　ہر ایک پھول میں جلوہ نما ہیں موسیٰ پاک

چلیں گے ہم تو سدا جادہ ہدایت پر　　ہمارے راہبر و پیشوا ہیں موسیٰ پاک

میں ان کے در پہ ہوں عاصی ! مثال ذرہ خاک　　مرے لئے نظر کیمیا ہیں موسیٰ پاک

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی(3)

موسیٰ شہید المجتبیٰ

والی ہے ملتان کا موسیٰ شہید المجتبیٰ
دِلبر شاہِ جیلان کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
جھکتے ہیں ادنےٰ و اعلیٰ در پہ آ سرکار کے
حامی ہر انسان کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
شاہ جمال الدین ہے اسمِ معظم پیر کا
لقب مہر باں کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
ثانی غوثِ جہاں ہے اور محی الدین بھی
بحرِ علم عرفاں کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
اغنیاء پلتے ہیں در سے باڑا اسکا ہے وسیع
فخر کون و مکان کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
لاڈلا غوثِ جہاں کا سب جہاں کا پیر ہے
محبوب ہے رحما ن کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
عالمِ علمِ لدُنی جامعِ شرع متین
عنوان ہے قرآن کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
کیا کہوں خود آیا ہے غوثِ جہاں ملتان میں
بن گیا ملتان کا موسےٰ شہید المجتبیٰ
کس کو تابِ دم زدن ہے روبرو سرکار کے
عزیز ہے جیلاں کا موسےٰ شہید المجتبیٰ

عزیز مہاجر امرتسری (4)

www.musanakshaheed.com

سئیں

بھالو اساں ول لطفوں دید
یا حضرت موسیٰ پاک شہید
آل نبی اولاد علی ہو
محرم راز خفی و جلی ہو
بے شک رب دے خاص ولی ہو
حافظ ہو قرآن مجید
یا حضرت موسیٰ پاک شہید
اُچ کوں وانگ کنعان بنایو
مثل یوسف اے شان ڈیکھایو
میم مصر ملتان بجھایو
حق شہید بے شک شہید
یا حضرت موسیٰ پاک شہید
روسی ترکی ایرانی
ہندی سندھی افغانی
خاص خلیفہ ملتانی
ہر جا وسن تہاڈے مرید
یا حضرت موسیٰ پاک شہید
بھالو اساں ول لطفوں دید
یا حضرت موسیٰ پاک شہید

خلیفہ ملتانی (5)

www.mulsapakshaheed.com

موسیٰ پاک دے بول انمول

سن درویشا بھل نہ جاویں　　دم دم ویڑے جھاتی پاویں
یار تاں تیرا نیہڑے کول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
باطن ظاہر وکھرا نائیں　　آپوں اول آخر تائیں
بندیا تیرا کھلدا پول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
ذات حقیقی حسن کمال　　غیر دا نام نشان محال
صفتوں پھل پھل خار ببول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
عبدالقادرؒ داگن گویا　　موسیٰ پاک شہید ہویا
قادری بوہا دیندا کھول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
موسیٰ راز حقیق کھولے　　نبی جیوندا اکھیوں اولے
اٹھ بندیا ھن کر پرچول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
پہر دا پہرہ دینا پینا　　چھوڑ کہانی طوطا مینا
کس پہر نہ جاویں ڈول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
عشق فقرسنگ اندریں اگی　　جووی شوہ سنگ کھیڈی پکی
پل پل تھیندی نویں نرول　　موسیٰ پاک دے بول انمول
میں نماناں بے وس میراں　　سمجھ نہ سکدا بولی پیراں
بول بول وچ لکھاں بول　　موسیٰ پاک دے بول انمول

ڈاکٹر شہزاد قیصر (6)

www.musapaksharheed.com

موسیٰ پاک شہیدؒ

موسیٰ پاک شہید سوہنا سارے لفظ ہن اسدے کمال یارو
م وس الف پ الف ک ش ہ یہ نالے لگے دال یارو

سبھے حرف یاراں آون اسم اندر سنو صفتاں اہو خوشحال یارو
ذرا پاک درود رسول اُتے اک بار پڑھو شوق نال یارو

مظہر خاص محمدی ہے والضحٰے ہن رُخسار بیشک
س سخی ملتان داماہِ انور الف اللہ دا ہے دلدار بیشک

پ پاک رسول دی آل اطہر الف احمدؐ دا جا نثار بیشک
ک کریم تے ش شہید ہویا ہے "ہ" ہادی محبوب ستار بیشک

ی یارویں پشت وچہ آیا سوہنا دال دُکھیاں دا غمخوار بیشک
ابوالحسن عزیز دا پیر سوہنا، ثانی محی الدین سرکار بیشک
عزیز مہاجر امرتسری (7)

www.musapakshaheed.com

سوانح حیات

سُنو اے سننے والوں دیوندا شاعر دوہایاں نے
گُھلا ملتان میخانے اے قادری خبراں پایاں نے
مے تو حیدائے بغدادی وچ ملتان دے ملدی
تے بَن دی مدتاں دی بگڑی اس جا بہت ہی جلدی
آوَ دوڑو اے مستوں وقت نو شہ نو ش آیا ہے
شاہِ بغداد او ساقی ہو پردہ پوش آیا ہے
مدینہ بن گیا چھوٹا یہ ملتان پیردا صدقہ
مِلا ہے دین تے ایمان سانوں پیردا صدقہ

پڑھا درس بھی ملتان وچ اِس موسےٰ جیلانی نے
بجایا دین کا ڈنکا بھی اس نورِ نُورانی نے
لقب پایا محی الدین ثانی موسےٰ پاک جیلانی
ہویا وچ جگ دے مشہور موسےٰ پاک ملتانی
عُمر وچ چَوداں سالاں دے علمِ سی پڑھ لیا سارا
ہوئے قرآن دے حافظِ حدثیاں دا علمِ پیارا
نہ سوندے رات نوں سَن غوث الاعظم دے یہ دُلارے
عبادت وچ رہندے ہر وقت موسےٰ پاک پیارے
کمالِ خلق سی اِس ناطقِ قرآن ثانی وِچ

www.musapakshaheed.com

صائم دہر رہتے تھے یہ ساری زندگانی وچ
شہید پاک دی او ساری عادت مصطفائی سی
بعینِ شکل سوہنی ہُو بہُو او مرتضائی سی
میں صدقے ہاتھوں کے جن ہاتھوں میں اُکدہ کشائی سی
میں قربان جسمِ اطہر توں عیاں جلوہ نمائی سی
منوّر چاند سے اعلےٰ اُس رُخ کی زیبائی سی
لگا ہے چاند میں بھی داغ بے داغ دی صفائی سی
گئی ہو پُوری پل میں بات جو بھی لب پہ آئی سی
طبیعت آپ کی غم سے کبھی نہ گھبرائی سی
اوعادت آپ کی ہر وقت کرنی رہنمائی سی
ہزاروں بے کسوں کی پل میں کرنی حاجت روائی سی

نصیحت باپ نے سمجھائی سی دوہاں جو اناں نوں
سند گدی دی لکھ دکھائی سی اے حافظ قرآناں نوں
لکھ کر دے گئے تھے سند گدی پر بٹھا نے کی
جمال الدین موسےٰ پاک کو عالی گھر انے کی
اونہاں دے بعد جد سجادگی دا وقت آیا سی
میرا ہے حق بڑے بھائی نے اے پھر فرمایا سی

حاکم بادشاہ اکبر تھا ہمایوں کا پیارا وہ

www.musapakshaheed.com

گھرانے مغلیہ وچ بادشاہ سب تھیں نیارا وہ
ہمایوں بادشاہ آیا سی جاں وچ اُچ د یا رے
یعنی حامد جہان بخش ذے اُس پاک دربارے
کہا گھبراؤ نہ اے بادشاہ ،دستار منگوائی
ھمایوں بادشاہ دے سِر اُتے سر کار بند ھوائی
سی جتنے پیچ آئے ،بادشاہ اُتنے بنائے
ھمایوں دی پشت نوں پیرنے اے بھاگ لائے
سی اکبر بادشاہ نوں یاد اے بھی کرمِ جیلانی
اویہ بھی جانتا تھا حامد جہان کی ہے مہر بانی

مطالبہ بادشاہ اکبر دے وچ دربار آیا سی
گیلانی سیّداں نے حال گدی داسُنایا سی
دوہاں شہزادیاں دے ثبوت سُن پاس نیار ے
سندسی پاس موسےٰ دے بڑے دے پاس سیپارے
بلا کے قا ضیاں نوں فیصلے واحکم فر ما یا
اہم یہ فیصلہ مخدوماں دا اج پاس ہے آیا
اے دونوں صاحب زادے غوث الاعظم دے پیارے نے
سخی حامد جہان بخش دے اکھیا ندے تارے نے
اُو نہاں نے فیصلہ قرآن تھیں یہ صاف کر وایا
ڈھاں جاں کھول کے تو موسےٰ داقصّہ نظر آیا
اِشارے اس تھیں اے فیصلہ قرآن فرمایا

www.musapakshaheed.com

تے مُو سے پاک دے وچ حق گدی داشرف آیا
رہے فوجاں دے ہو سَروار پھر یہ مو سے جیلانی
بڑی ہی دیر رہ گئے دہلی وچ اے پیر پیرانی
مرید ہو یا سی دہلی وچ شاہ عبدالحق پیارا
اے موسےٰ پاک دا پایا محدث پاک نظارا
ہویا فرمان شاہ عبدالحق نوں شاہ جیلانی دا
مرید ہو جا سخی موسےٰ اے میرے دل جانی دا
محی الدین ثانی ایس دا رتبہ نیارا اے
اولاد اپنی دے وچوں اے مینوں سب تھیں پیارا اے
دکھایا خواب وچہ نقشہ جمال الدین ثانی دا
پیارے لاڈلے لختِ جگر غوثِ زمانی دا
کرم کو ناز ہے تجھ سے روئے شاہِ جیلانی ہو
بعین شکل قرآنی فرخندہ فیض رسانی ہو
علی کے لاڈ لے حسنین کے دل جانی ہو
شاہ غوث الورا نور الھدا کے نور ثانی ہو
بڑا ہی کرم عبدالحق تے سرکار نے فرمایا
خدا جانے کیا کیا مراتبہ اللہ تھیں پایا

آئے چھڈ سپہ سالاری اے موسےٰ پاک پیارے
او اپنے باپ دادے دے پائے آپاک نظارے

www.musapakshaheed.com

دعا ہر وقت کر دے سن درِ مولا تے جیلانی!
شہادت دا ویہورتبہ اے میرے رب یزدانی!
مراقبے وچہ سی موسےٰ پاک نے سی سیس جھکایا
تھوڑی ہی دیر پچھوں الحمد للہ آپ فرمایا
تاں تھوڑی دیر پچھوں بندہ سی اک دوڑیا آیا
تو موسےٰ پاک دے قدماں تے آگے سیس جھکایا،
پکارا اے میرے آقا مصیبت پیش آئی ہے،
دہائی ہے تیری میراں دو ہائی ہے دہائی ہے
ہوئے اسوار ہاتھی تے سخی موسےٰ اے جیلانی
پہنچے اک آن کی اک آن میں شیرِ یزدانی،
جاں پہنچے پاس اِس جتھے دے موسےٰ پاک پیارے
تو پائی چوروں نے ہیبت گئے سن دوڑ او سارے
سی لنگا ڈاکو اک وچہ انہاں دے ظالم نکارا سی!
گیا او بیٹھ لے کے بوٹی دا ظالم سہارا سی!
برابر ہاتھی جد پہنچا تو اس نے تیر چلایا
زخم کاری سخی موسےٰ دی اک وکھی ویوچہ آیا
تداں نوں پہنچ گئے ساتھی جو پچھے دوڑے آوندے سی
دلاں دے وچہ سارے بہت ہی اوہ گھبرا وندے سی
جاں ڈٹھا زخم کاری آ گیا موسےٰ جیلانی نوں،
لے آئے ہاتھی تے پا، شہنشاہِ غوث زمانی نوں،

www.musapakshaheed.com

شہادت پائی تھوڑی دیر پچھوں موسےٰ جیلانی
شہید المجتبےٰ دا پایا رتبہ نورِ نورانی،
سن جنازے تے ہزاراں تے کروڑاں لوک آئے سن
شہید المجتبےٰ نے نو ر دے چشمے بہائے سن
جنازہ پڑھ کے دفنایا شہید پاک پیارے نوں
پیودادے دے قدماں دل اس سید دلارے نوں
محمد غوث اک دن خواب وچہ پوتے نوں فرمایا
تساں اے غوث ثانی وچ قدماں دے ہے دفنایا
لے جاؤ کڈھ کے صندوق مینگے ہٹی دفناؤ
میرے اے لاڈلے موسےٰ نوں قدماں دیو چوں چاؤ
شہید پاک نوں وچہ منگے ہٹی آ کے دفنایا
تے روضہ وچ آ ملتان دے حامد نے بنوایا
رہے چوداں برس وچہ منگے ہٹی پیر ملتانی
آئے اسوار ہو گھوڑے تے پھر یہ شیر یزدانی
عجب ہے اے کرامت پاک موسےٰ پیر پیراں دی
شہید بے گناہ عالی قدر اس میر میراں دی
اے وچ ملتان دن دے دس بجے غمخوار آئے سن
بمعہ اولاد موسےٰ پاک اے سردار آئے سن
ہویا دروازہ بھی اے پاک پہلے سی اے سلطانی
شہید پاک دی ہے خاص کرامے بھی ہے مہربانی

عزیز مہاجر امرتسری (8)

www.musapakshaheed.com

کررحم خدایا اساں تے

کرحمد خدادی ہر ویلے، منگ اوں توں منگ ثنادے طفیل
ہر آس مراد پجیند ی ہے، سچے دل توں نکلی دعا دے طفیل
کررحم خدایا اساں تے رکھیں سو کھا روز جزاء ساکوں
پاک محمد عربی، مدنی سیں شافع روز جزا دے طفیل
کررحم خدایا اساں تے ہر اوکھ اساڈی سو کھ چا کر
ہر مشکل ساڈی حل تھیوے اج حیدر شیر خدا دے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے فردوس چا کر ساکوں توں عطا
ہن فاطمہ زہرا جنت دی سردار تے خیر النسادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ہر کرب توں ڈے ساکوں توں نجات
کر رحم امام حسن صدقے، تے حسین شہید بلادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے سب سوکاں ساڈیاں ساویاں کر
ہن حسنؓ مثنیٰ صدقے تے صغریٰ کان حیادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے کر سو جھلا ساڈے من اندر
عبداللہ حسنی حسینی، جہیں، اوں سو ہنے ماہ لقادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ہر وادی وادی ایمن کر
ہر جاتے آپنے جلوے ڈے موسیٰ الجون ضیادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ساڈے دل دیاں اکھیں کھول توں ڈے
ہووے تیڈے نور سوانہ کجھ عبداللہ نور نمادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے کر پاک دوئی توں من ساڈا

www.musapakshaheed.com

ہر صورت عین عیان توں آ، ثانی موسیٰ نور ہدادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ہر قلب جدید کوں موم بنا
ساڈے سارے کم توں سوکھے کر داؤد امیر غنادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے کروں تیڈی عبادت ڈینہ راتیں
سئیں پیر محمد عابد جہیں اوں عابد پیر ہدا دے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ہن زہد تے تقویٰ دان چاکر
ڈے علم حقیقت دا ساکوں سئیں یحییٰ زاہد عطا دے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے لکھ قرب محمد قسمت وچ
عبداللہ ثالث دے صدقے اتے اوندی جو دو سخادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے سئیں ابو صالح دے صدقے
تقدیس ڈسائی سادات دی تئیں خود آیت انمادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے کرے ورد زبان تیڈا ہر ویلے
سئیں عبدالقادر جیلانی محبوب رب علے دے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے مغلوب چا کر دشمن ساڈے
سئیں سید سیف الدین دی ایں چمکیلی سیف وفادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے تھیوے چھیکڑی ویلے کلمہ نصیب
ہئی پیر صفی الدین داناں کر رحم ایں ناں دی ادادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے ہووے احد تے احمد من دے وچ
کوئی غیر نہ ہووے من دے وچ سید احمد پیر ہدادے طفیل
کر رحم خدایا اساں تے لیکھیں سعد، سعد، سعادت لکھ
ڈے ٹال نحوست لیکھاں دی مسعود رفیق خدادے طفیل

www.musapakshaheed.com

کر رحم خدایاں اساں تے ڈے وصل حقیقی دی لذت
دے پیر ضیا الدین علی دے سوہنے وصل علے دے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے کر فقردی دولت چاتوں عطا
کروں فخر فقیری تے دم دم شاہ میردی فقر سخادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے سجھ اینویں ابھار تصوف دا
ہووے جا جا معرفت دا سوجھل سیں شمس الدین ضیادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے ورفعنا دا ساکوں سبق پڑھا
کروں اچا تیڈا ناں ہر دم سیں اچوی غوث ولادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے کر دان چا دولت تقوی دی
سید عبدالقادر ثانی دی ڈینہ رات دی اوں اتقادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے مغموم ہے دل مسرور چا کر
ڈے پرت غماں کو خوشیاں وچ عبدالرزاق پیادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے کر بخشش ایں اوں جہاں ساڈی
ڈے بخش خطا ہر ہک ساڈی تو پیر جہاں بخش علے دے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے ڈوجگ وچ بیڑا پار کریں
ہئی موسیٰ پاک شہید داناں ایں سوہنے ناں دے الادے طفیل
کر رحم خدایاں اساں تے ڈکھ درد ولھیٹا ہے ساکوں
ابن حسن، تے چن ملتانی، ایں ثانی غوث وریٰ دے طفیل
دل جان فدا کیویں نہ کراں میں کیا میڈی اوقات وی کیا
کیتا رمز رموزدا سو نہاں ہے ایں قادریہ القادے طفیل
اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ الہ و صحبہ اجمعین

فداملتانی(9)

مآخذ

1) اخبارالاخیاراز شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، فاروق اکیڈمی گمبٹ، خیر پور (سندھ)
2) شوکتہ الوجاہت، مرتبہ خلیفہ عید احمد قادری، دربار حضرت پیران پیرؒ ملتان
3) تیسیر الشاغلین اردو، بیکن بکس، ملتان 1997ء
4) گیلانی چشمہ رحمت از عزیز مہاجر امرتسری سید الیکٹرک پریس ملتان
5 تا 6) تیسیر الشاغلین اردو، بیکن بکس، ملتان 1997ء
7 تا 8) گیلانی چشمہ رحمت، سید الیکٹرک پریس ملتان
9) تیسیر الشاغلین اردو، بیکن بکس، ملتان 1997ء

www.musapakshaheed.com

اے درویش! ہوش مندی سے کام لواور پوری سعی وکوشش کرو کہ تم غیر اللہ سے دور رہواور صرف اسی ایک کی یاد میں محور ہو بلکہ اسی کی حاضری میں رہواور کوئی ایک سانس بھی اس کی یاد سے خالی نہ ہوورنہ تم خود دیکھ لو گے حسرت اور ناکامی اپنے پر پھیلا کر تمہارے اوپر چھا جائے گی، لہذا ضروری ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے غرض جس حالت میں بھی ہو، اپنی زبان کو ذکر حق سے تر رکھو تا کہ نت نئی اور بے اندازہ رحمتیں ہر وقت تم پر برستی رہیں، خاص طور پر آدھی رات، آخری رات اور وقت سحر کا خیال رکھو کیونکہ یہی گھڑیاں لائق تعریف ہیں اور انہیں میں جلوہ ریزیاں ہوتی ہیں، یہی مقصود ہے۔

سید موسیٰ پاک شہیدؒ

www.musapakshaheed.com

فہرست مآخذ ومصادر

(کتابیات)

الف: کتب

01 ابوالحسن علی ندوی، سید — تاریخ دعوت وعزیمت ایجوکیشن پریس کراچی 1976ء

02 احمد منزوی — فہرست ہائی خطی پاکستان جلد سوم عرفان مرکز تحقیقاتِ فارسی پاکستان اسلام آباد

03 اسماعیل حقی الحنفی، — تفسیر روح البیان دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان 2003ء

04 خلیفہ عبداحمد قادری — شوکتہ الوجاہت، دربار حضرت پیران پیر، ملتان

05 خلیق احمد نظامی — حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ندوۃ المصنفین، اردو بازار دہلی، ستمبر 1953

06 دین محمد عباسی، علامہ — جدید تاریخ اوچ شریف ادارہ معارف اولیاء اُوچ شریف

07 سبطین گیلانی، سید — i۔ ملتان ماضی وحال کے آئینے میں، بیکن بکس ملتان 1994ء

www.musapakshaheed.com

		ii۔ملتانیات (جنوبی پنجاب پر صوفی ازم کے اثرات)، کتاب نگر ملتان 2006ء iii۔ملتان کی صوفیانہ شاعری، پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف لینگو ئج آرٹ اینڈ کلچر، لاہور 2008ء
08	سعداللہ رضوی، سید	بحرالسرائر (قلمی) (سادات گیلانی ملتان کا تذکرہ) شمار نمبر 36771 پبلک لائبری باغ لانگے خان ملتان
09	عبدالحق محدث دہلویؒ، شیخ	i۔اخبارالاخیار اردو ترجمہ، مولانا محمد عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی اردو بازار، لاہور ii۔اخبارالاخیار فارسی، فاروق اکیڈمی، گمبٹ، خیر پور سندھ، iii۔ماثبت بالسنۃ عن اعمال السنہ (عربی)، دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی iv۔زبدۃ الاثار اردو ترجمہ، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، مسعود پرنٹرز، میکلوڈ روڈ لاہور،

www.musapakshaheed.com

		v۔ مدارج النبوۃ اردو ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی 1974ء vi۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو ترجمہ (راحت قلوب) کلیم عرفان علی مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
10	عبداللہ یافعی،	خلاصۃ المفاخر، اردو ترجمہ سید فاروق قادری، المعارف بختیار پرنٹرز، لاہور 1983ء
11	علی اصغر گیلانی، سیّد	شجرۃ الانوار (قلمی) کتب خانہ کرنل علی رضا گیلانی اوکاڑہ
12	فیض احمد، مولوی،	ملفوظات مہریہ، اردو ترجمہ ومرتبہ، نور آرٹ پریس راولپنڈی، بار دوم
13	قاضی برخوردار ملتانی	غوث اعظم کتب خانہ خضر منزل ملتان 1927ء
14	قاضی جاوید	برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، ادارہ ثقافت پاکستان، لاہور، طبع اول 1977ء
15	لاہوری، مفتی غلام سرور	خزینۃ الاصفیاء، مترجمین مفتی محمود عالم ہاشمی، علامہ اقبال فاروقی، المعارف، گنج بخش روڈ لاہور، بار اول محرم 1392ھ

www.musapakshaheed.com

16	لیپل ایچ گرفین، سر، ییسی، کرنل	تذکرہ رؤسائے پنجاب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1993ء
17	محمد اکرام، شیخ	رُودکوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کمبائن پرنٹرز لاہور 1992ء
18	محمد یونس قادری، ڈاکٹر	شیخ عبدالحق محدث دہلوی موضوعاتی مطالعہ، مکتبہ الحق، کراچی 2007ء
19	مرتضٰی مطہری شہید، استاد	آشنائی باعلوم اسلامی، خانہ فرہنگ ایران، پاکستان
20	مسعود حسن شہاب	خطہ پاک اوچ اردو اکیڈمی بہاولپور طبع چہارم 2009ء
21	منظور حسین مرتضوی، مولانا	منقولات حضرت موسیٰ پاک شہید اخذ بحرالسرائر اردو ترجمہ، غیر مطبوعہ
22	منشی عبدالرحمان خان	تاریخ ملتان ذیشان عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان 1985ء
23	موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ سید	i۔تیسیر الشاغلین (قلمی نسخہ ہائے خطی فارسی) الف۔دربار حضرت پیرِ پیراں ملتان، ب۔عارف نوشاہی ساہن پال، ج۔نعیم اختر سرمیدانی،

www.musapakshaheed.com

د۔حکیم بشیر گیلانی کالاباغ/مکھڈ شریف

ii۔ تیسیر الشاغلین فارسی شائع کردہ

مطبع صدیقے فیروز پور انڈیا 1309ھ

iii۔تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ از

ڈاکٹر مہر عبدالحق شائع کردہ بیکن بکس

ملتان 1997ء

iv۔تیسیر الشاغلین اردو ترجمہ (قلمی) از

پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک

اورنٹیل کالج، لاہور

24 نور احمد فریدی، مولانا — تاریخ ملتان جلد اول ودوم

قصر ادب رائٹرز کالونی ملتان 1972ء

25 ابن ہشام — سیرت ابن ہشام، مقبول اکیڈمی، اشرف

پریس، طبع دوم 1965ء

www.musapakshaheed.com

(ب) مجلّات

01	مجلّہ خاتون پاکستان، غوث اعظم نمبر (مدیر: شفیق بریلوی)	گارڈن ٹاؤن کراچی 1967ء
02	ماہنامہ درویش (مدیر: ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی)	المصطفیٰ ہومیو کلینک، 54 عبدالکریم روڈ، لاہور، مارچ، اپریل 1994ء
03	مجلّہ سرائیکی وسیب، (مدیر: ڈاکٹر علمدار حسین بخاری)	سرائیکی ایریا سٹڈی سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان 2010ء
04	قومی ڈائجسٹ پیران پیر نمبر (مدیر: مجیب الرحمٰن شامی)	قومی پبلی کیشنز، لوئر مال روڈ، لاہور
05	گیلانی چشمہ رحمت (مدیر: صوفی عبدالعزیز مہاجر امرتسری)	سید الیکٹرک پریس
06	مجلّہ نقطہ نظر (مدیر: ڈاکٹر سفیر اختر)	انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، 98-1997ء

(تمت با لخیر)

کمپوزنگ: محمد شفقت، محمد سرفراز، محمد سجاد، مصطفٰی بخاری، عبید الرحمٰن، امجد، شیخ شاہد
پروف ریڈنگ: عبدالباسط بھٹی

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com

www.musapakshaheed.com